صحابہ کرامؓ کا گستاخ دائرہ اسلام سے خارج

سپریم کورٹ کا تاریخ ساز
فتویٰ

شہید ناموس صحابہؓ
حضرۃ العلامہ مولانا
محمد اعظم طارق شہیدؒ
جبلِ استقامت

ولولہ انگیز قیادت ، تاریخ ساز جدوجہد

غزوہ بدر
اسلام اور کفر کا فیصلہ کن
معرکہ

60 ہزار افراد کی نگرانی
فورتھ شیڈول

ایران اور عالم اسلام
تصویر کا دوسرا رخ

شیعہ سنی
اختلاف کی حقیقت
مفتی محمد یوسف لدھیانوی کے قلم سے

حافظ
سانحہ
عبداللہ چانڈیو شہید
عدالت عالیہ کا ازخود نوٹس

مذہبی جلوس عبادت خانوں تک محدود کیے جائیں
قائد اہلسنت حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی طرف سے قیام امن کا فارمولا

ہدیہ 30 روپے

حدیقہ مرزا

قصیدہ مرادِ رسول ﷺ

[illegible] سے [illegible] گا وہی استقامت آ گیا
جس کی قسمت میں ہے اعزازِ شہادت آ گیا

وہ مصافِ کفر سے نکلا پرستارِ منات
دیکھئے اب زیرِ دامانِ رسالت ﷺ آ گیا

کشورِ لات و ہبل نازاں تھی جسکی ذات پہ
لے کے دامن میں وہ ایماں کی دولت آ گیا

ہے بپا جشنِ مسرت، خانۂ ارقم پہ آج
وہ کہ تھی اسلام کو جسکی ضرورت آ گیا

سرورِ کون و مکاں ہیں محو حمد کبریا
اب عمر بن کر نگہبانِ شریعت آ گیا

سنتِ خیرالبشر کی پیروی کے ساتھ ساتھ
جس کا ہے ایمان قرآں کی حفاظت آ گیا

بعد میرے گر کوئی ہوتا نبی، ہوتا عمر رضی اللہ عنہ
جس کے حق میں ہے یہ ارشادِ رسالت ﷺ آ گیا

نورِ حق سے ذہنِ انساں کو کرے گا مستفیض
فہم میں لے کر وہ قرآنی فراست آ گیا

بندھ گئی توقیر بزمِ مصطفیٰ ﷺ جس کے طفیل
دیکھئے وہ گوہرِ حبیبِ مشیت آ گیا

کارنامے حشر تک جس کے رہیں گے بے مثال
مردِ میدانِ عمل وہ فخرِ ملت آ گیا

اب جو دنیائے ستم سے ہوگا پنجہ آزما
بزمِ ہادی ﷺ میں وہی ضرغامِ فطرت آ گیا

آج قرآنِ مقدس کو محافظ مل گیا
وہ دل و جاں سے نگہبانِ شریعت آ گیا

مشرق و مغرب میں ہوگی کھل کے اب تبلیغِ حق
آ گیا ہے جانثارِ دینِ وحدت آ گیا

جو پڑھے گا جا کے کعبہ میں نمازِ اولیں
وہ مرادِ مصطفیٰ نازِ عبادت آ گیا

جس کو قدرت نے بنایا فاتحِ ایران و روم
وہ بہادر مردِ میدانِ شجاعت آ گیا

اب لگیں گے چار چاند اسلام کی تصویر کو
انتخابِ مصطفیٰ ﷺ خورشیدِ عظمت آ گیا

اس پہ صدقے ابنِ مریم کی مسیحائی ہوئی
لے کے اپنے ساتھ وہ موسیٰ کی ہیبت آ گیا

اہلِ باطل کی جبینیں خم ہوئیں پیشِ خدا
صورتِ عمر رضی اللہ عنہ جری اعلانِ نصرت آ گیا

جو کھلا کر دوسروں کو خود کرے شکرِ خدا
وہ خدا آگاہ اک مردِ قناعت آ گیا

جس کے آنے سے بدل جائے تقدیرِ امم
بزمِ ہادی میں وہی نباضِ فطرت آ گیا

جس سے ٹکرا کر حوادث سرنگوں ہو جائینگے
وہ عمل کی جان روحِ استقامت آ گیا

وہ جو شوریدہ سروں کو بھی بنا دے گا شفیق
ہاں وہی تلمیذِ حق فخرِ ہدایت آ گیا

جس کے آنے سے بجھیں گے اہلِ باطل کے چراغ
وہ لئے ہاتھوں میں خورشیدِ ہدایت آ گیا

اب مسلمانوں پہ کوئی ظلم کر سکتا نہیں
وقت پر اپنے وقارِ عزم و ہمت آ گیا

کملی والے کی دعاؤں کا ہے یہ اک معجزہ
لے کے سینے میں وہ انوارِ شریعت آ گیا

وقت کہتا ہے کہ وہ چشمِ نبی ﷺ کا انتخاب
چہرۂ اسلام کی بن کر بشاشت آ گیا

اب خدا والوں میں شامل ہو گیا ابنِ خطاب
یہ محمد ﷺ کی دعاؤں سے ہوا ہے فیضیاب

ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ وار

نظامِ خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

زیرِ سرپرستی

قائد اہلسنت علامہ علی شیر حیدری حفظہ اللہ

مدیر جامعہ حیدریہ خیرپور سندھ

نومبر دسمبر 2010 شمارہ نمبر 11

2010

فہرست

نظام خلافت راشدہ اور حکومتی رویہ	5
ضرب حیدری شہیدؒ	6
درسِ قرآن	7
مذہبی جلوس	9
تحفظ ناموس صحابہ	11
غزوہ بدر	15
حضرت خواجہ خان محمدؒ	21
قیام امن کی کوششیں	23
تصویر کا دوسرا رخ	25
مولانا اعظم طارق شہیدؒ	27
صحابہ کا گستاخ	31
فورتھ شیڈول ایکٹ	33
شیعہ سنی اختلاف	36
مومن اور منافق	39
اسلام دشمنوں کی چالیں	42
دفاع صحابہ کانفرنس	45
میری کہانی میری زبانی	49
آپ کی پریشانیوں کا حل	50.

بیاد

حضرۃ العلامہ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ امیرِ عزیمت

حضرۃ العلامہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ امیرِ عزیمت مؤرخِ اسلام

حضرۃ العلامہ مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ شہیدِ ناموسِ صحابہؓ

مجلسِ ادارت

☆ میاں عثمان غنی لاہور ☆ محمد شفقت عزیز فیصل آباد

☆ سید مظہر علی شاہ راولپنڈی ☆ خان صبغت اللہ پشاور

☆ محسن تنویر کوئٹہ ☆ سلیم اللہ خان کراچی

☆ ظفر اللہ وڑائچ ملتان ☆ امیر خان بجارانی حیدر آباد

☆ سلام اللہ سلفی رحیم یار خان ☆ محمد یار خٹک مچگور

فی شمارہ 30 روپے سالانہ -/400 روپے

پبلشر نظامِ خلافت راشدہ فاؤنڈیشن اعظم کالونی القمان خیرپور سندھ

فرمان الٰہی عزوجل

اے پیغمبر ﷺ جب مومنین تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا اور صدق و خلوص جو ان کے دلوں میں تھا وہ اس (اللہ) نے معلوم کر لیا تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت فرمائی۔

(سورہ فتح 3)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان رسول ﷺ

''ستارے آسمان کی امان کا سبب ہیں جب ستارے ختم ہونگے تو قیامت آجائیگی، آگے فرمایا: میرے صحابہ میری امت کیلئے امان کا سبب ہیں جب یہ ختم ہو جائیں گے تو اختلافات پڑ جائیں گے۔

(مشکوٰۃ صفحہ 553)

خدائی فیصلہ

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

آپ نے دیکھا جن لوگوں نے صحابہ کرام کو بیوقوف کہا خدا نے خود انہی کو بیوقوف اور احمق قرار دیا۔ اس قرآنی اصول کا تقاضا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ان کے مخالفین جن الفاظ سے یاد کریں گے ہم ان کو انہی الفاظ سے پکاریں گے۔ یہ خدائی سنت اور مقتضائے قرآن ہے صحابہ کرامؓ کو قدیم روافض نے صرف بیوقوف کہا لیکن جدید روافض شیعہ اور خمینی کے پیروکاروں نے ان مقدس ہستیوں کو (نعوذ باللہ) کافر، منافق، مرتد، جہنمی، شیطان العیاذ باللہ دنیا کی غلیظ ترین گالیاں دی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم شیعہ کو انہی الفاظ سے یاد کرتے ہیں، یہ ہمارا انداز ذاتی یا اختراع شدہ نہیں ہے بلکہ قرآنی اور خدائی ہے کیونکہ صحابہ کرام کو برا کہنے سے خدا کا سارا دین باطل ہو جاتا ہے۔

(از کتاب اسلام میں صحابہ کرام کی آئینی حیثیت)

فکر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

شاید کوئی کہے تو اکیلا بولتا ہے اور کوئی نہیں بولتا جس نے ناموس اصحاب رسول کے موضوع پر محنت کی وہ بولا اور بولنے کا حق ادا کیا؟ محنت کی تھی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس بولنے کا حق ادا کیا؟ محنت کی تھی اس عنوان پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے، اس نے تحفہ اثنا عشری لکھ کر رفض کو ہاں گھسیٹ دیا جہاں سے اس نے جنم لیا تھا، محنت کی تھی اس عنوان پر امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ نے، اس رفض کو لوہے کے چنے چبوا دیے۔ محنت کی تھی اس عنوان پر علامہ دوست محمد قریشی نے، اس نے دنیائے روافض کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔ محنت کی تھی اس عنوان پر علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ نے، دنیا اس کی تصدیق کرتی ہے دنیا اس کے علم و فہم کو مانتی ہے تو جس نے اس موضوع کو پڑھا اس نے آواز اٹھائی جس نے نہیں پڑھا اس کا اپنا جرم ہے۔ وہ کیوں آواز نہیں اٹھاتا جو جانتا ہے اس کو تو بولنا

(اقتباس تاریخی خطاب شکوہ جواب شکوہ، مظفر گڑھ)

علامہ فاروقی شہید نے فرمایا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ، حضرت دین پوری رحمہ اللہ، حضرت درخواستی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ کی روحیں آج خوش ہوں گی کہ ہم نے ان کے مشن اور نصب العین کا سودا نہیں کیا اور دنیوی عیش و آرام کے لیے صحابہ دشمنوں اور بے نظیر حکومت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ علماء دیوبند کی تاریخ پر دھبہ نہیں لگایا۔ ایک بھی دینی عالم اور اسلامی فرزند کو شرمندہ نہیں کیا ہے۔

پابہ زنجیر کرو یا دار پہ کھینچو ہم کو
ہم نے ہر دور کے آمر سے بغاوت کی ہے

(تاریخی خطاب سے اقتباس)

فرمودات اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

ہم جب اسمبلی میں گئے ہم نے فوری طور پر ناموس صحابہ بل پیش کیا، اسمبلی میں تو میں اکیلا ہوں لیکن جب اخلاص ہو، مشن پر کوئی بندہ کاربند ہو، پھر وہ تنہا بھی ہو تو ہزاروں جیسا ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے موقف کو اسمبلی میں پیش کیا۔ پچھلی قومی اسمبلی میں 35 آدمیوں نے بل پر دستخط کیے تھے اور جب بل قومی اسمبلی میں پیش ہوا تو پورے ایوان نے اسے متفقہ طور پر پاس کیا لیکن اسمبلی ٹوٹ گئی، اب جب موجودہ اسمبلی بنی اور یہ بل جو پہلے چند سطروں پر مشتمل تھا آج تین صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تفصیلی بل کو جب ہم نے اسمبلی میں پیش کیا تو 175 ارکان اسمبلی نے اس پر دستخط کیے۔ رافضیو! انتظامیہ کے لوگو! انتظامیہ میں گھسے رافضیوں کے گماشتو! تم ہمارا راستہ کہاں کہاں روکو گے؟ عوام ہمارے ساتھ ہیں، نمائندے ہمارے ساتھ ہیں میدانوں کی جنگ بھی ہم جیت چکے ہیں ایوانوں کی جنگ بھی ہم جیت چکے ہیں۔

(انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس)

نظامِ خلافت راشدہ اور حکومتی رویہ

نظام خلافت راشدہ خالصتاً مذہبی، اصلاحی اور تبلیغی جریدہ ہے جس کو امام اہلسنت پاکستان علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ نے اپنی شہادت سے ایک ماہ پہلے خیر پور سندھ سے شروع کیا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں اس کا پہلا شمارہ ہی دیکھ سکے انہوں نے پہلے شمارے کی اشاعت پر بہت خوشی کا اظہار کیا تھا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ نے نظام خلافت راشدہ کے لئے جو پالیسی اور راہ عمل متعین کیا تھا الحمدللہ رسالہ کی انتظامیہ اسی پالیسی پر گامزن ہے رسالہ کی پالیسی اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ اصحاب رسول ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ کیا جائے اور دشمنان اصحاب رسول ﷺ کو ننگا کر کے عوام کے سامنے ان کا اصل چہرہ دلائل و براہین کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ بلاوجہ اور بلاجواز کسی مذہب، مسلک یا فرقے پر تنقید نظام خلافت راشدہ کی پالیسی کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس رسالے میں بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث اور اہلسنت کے مکاتب فکر کا یکساں احترام کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود حکومت اور بیوروکریسی میں موجود دشمنان اصحاب رسول ﷺ کے کارندے نظام خلافت راشدہ کے خلاف بلاوجہ اور بلاجواز کاروائی کے لئے حکمرانوں کو اکساتے رہتے ہیں۔ جس کی تازہ مثال نظام خلافت راشدہ کے خلاف تھانہ صدر مظفر گڑھ پنجاب میں ATA-W-11 ایکٹ 1997 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ جس میں الزام لگایا گیا ہے کہ نظام خلافت راشدہ کی وجہ سے ایک فرقہ کے مذہبی جذبات کو مشتعل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی فرقہ کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا نظام خلافت راشدہ کی پالیسی نہیں ہے بلکہ یہ جریدہ ہمیشہ ان لوگوں کو باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ پاکستان سنی اکثریت کا ملک ہے اس میں "نفاذ فقہ جعفریہ" کے نام سے جماعتیں بنانا اور از ان میں سر عام خلفائے ثلاثہ پر تبرا کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ یہ لوگ ان افعال سے مسلم اکثریت کے جذبات کو مجروح کرنے کی کوشش نہ کریں۔

حکومت اور بیوروکریسی میں موجود شیعہ لابی نظام خلافت راشدہ کے خلاف آئے روز سازشوں میں مصروف ہے تاکہ اہل حق کی اس آواز کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے۔

چونکہ نظام خلافت راشدہ کے خلاف مقدمہ پنجاب میں قائم کیا گیا ہے اس لئے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف سے درخواست ہے کہ تھانہ صدر مظفر گڑھ میں نظام خلافت راشدہ کے خلاف قائم کیا گیا دہشت گردی ایکٹ کا مقدمہ واپس لے کر آزادی صحافت کو یقینی بنایا جائے۔

ضربِ حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

قرآنی تصریحات کی روشنی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی غیر مومن کی ماں نہیں ہوسکتی ہے، ہاں تمام ازواج مطہرات ہماری مائیں ہیں، بعض لوگ لاعلمی کی بنا پر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اپنی ماں کو گالی نہ دو، ہم تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی ماں نہیں مانتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ تم ہماری ماں کی گستاخی نہ کرو، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مانو یا نہ مانو یہ تمہارا مسئلہ ہے لیکن اپنی ماں کی گستاخی پر تمہارا منہ توڑنا ہمارا مسئلہ ہے، عموماً لوگ کہتے ہیں ہم زور سے منوائیں گے، یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ لا اکراہ فی الدین...... دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہم زور سے مسلمان نہیں کریں گے، لیکن گستاخی بھی کرنے نہیں دیں گے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ازواج مطہرات کی گستاخی سے روکنا ہمارا فرض ہے، کسی کو صحابہ کی گستاخی نہیں کرنے دیں گے، یعنی ہر ہندو سے لڑائی نہیں ہے لیکن راجپال سے لڑائی ہے ...... ہندو سے کئی معاملات کی اجازت ہے، لیکن جب وہ راجپال بنتا ہے تو پھر غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ اٹھتا ہے تو اگر وہ نہیں مانتے مسلمان نہیں ہوتے تو یہ ان کو اختیار ہے ہم زور سے مسلمان نہیں کرتے لیکن انہیں یہ حق تو نہیں دے سکتے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو نام لیکر گالیاں دیں نام لے کر لعنت کریں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو برے الفاظ اور برے القاب سے یاد کریں...... یہ حق تو کسی کو نہیں دیا جاسکتا...... نہ مانیں ان کی مرضی ہے لیکن جب گستاخی کریں گے تو ان کی زبان اور قلم کو روکنا ہمارا فرض ہے۔

درس قرآن

قرآن تحریف سے پاک ہے

امام اہلسنت عبدالشکور لکھنوی فاروقی

تفسیر بالرّائے کا مطلب:

تفسیر بالرائے اس کو کہتے ہیں کہ کسی آیت کا مطلب اپنی طرف سے ایسا بیان کیا جائے کو زبان عرب کے قواعد کے خلاف ہو یا ان ضروریات دین کے خلاف ہو جو صاحب شریعت سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔

کسی آیت قرآنی کے اگر از روئے قواعد عربیت کئی مطلب ہو سکتے ہوں تو جس مطلب کی تائید روایات صحیحہ سے

آنحضور ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے تو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔

ہوتی ہو اسی کو ترجیح دینا چاہیے۔ اگر کسی آیت کا مطلب تو سمجھ میں آ گیا مگر تعین مراد یا تشخیص مصداق کسی واقعہ پر موقوف ہے تو وہ واقعہ قطعیت ثبوت میں قرآن سے کم نہ ہونا چاہئے اگر کم ہوگا تو اس کو ملا کر جو مراد سمجھی جائیگی ظنی ہوگی۔ اب دیکھئے تفسیر بالرائے کی ممانعت احادیث میں کس طرح فرمائی گئی ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ہے:

ترجمہ:.........ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے تو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈ لے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اگر صحیح بھی کہے تو غلط ہے اس کو ترمذی وابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ تفسیر بالرائے اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص آیات قرآنیہ کا مطلب بغیر علم کے بیان کرے اور علم سے مراد ظاہر ہے کہ قواعد عربیت اور اصول شریعت کا علم ہے بیشک جو شخص ان دونوں علوم سے جاہل ہو اس کو قرآن شریف کی تفسیر کرنا حرام ہے وہ یقیناً بجائے تفسیر کے قرآن میں تحریف معنوی کرے گا۔ علامہ علی قاری مکی ؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح یوں لکھتے ہیں کہ:

ترجمہ:.....قرآن میں اپنی رائے سے کلام کرنے کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کے معنی یا اس کی قرأت میں اپنی طرف سے گفتگو کرے بغیر تتبع اقوال علمائے لغت وعربیت کے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہوں بلکہ اپنی عقل سے تفسیر کرے حالانکہ وہ مطالب ایسے ہوں کہ نقل پر موقوف ہوں مثل اسباب نزول وناسخ ومنسوخ کے اور مثل ان چیزوں کے جو قصص واحکام سے متعلق ہوں یا موافق ظاہر نقل کے تفسیر کردے حالانکہ وہ بات ایسی ہو کہ عقل پر موقوف ہو جیسے آیات متشابہات کہ مجسمہ نے ان کے ظاہری الفاظ کو لے لیا اور یہ خیال نہ کیا کہ ظاہری الفاظ کے معنی محال ہیں یا موافق بعض علوم الٰہیہ کی تفسیر کردی باوجودیکہ باقی علوم کو اور علوم شرعیہ کو نہ جانتا ہو حالانکہ وہ مطالب ایسے ہوں کہ ان میں علوم شرعیہ کی حاجت ہو۔

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ تفسیر بالرائے اس کو کہتے ہیں کہ آیات قرآنیہ کا مطلب اپنی عقل سے بیان کیا جائے اور قواعد زبان عرب اور اصول شریعت کا لحاظ نہ کیا جائے نہ یہ کہ آیات قرآنیہ کا مطلب قواعد عربیت کے مطابق بغیر ملائے روایات ظنیہ کے بیان کیا جائے۔

پس یہ بات منقح ہوئی کہ قرآن شریف کی تفسیر کا صحیح اور اصلی طریقہ یہ ہے کہ پابندی قواعد زبان عرب وبمطابقت اصول شریعت اس کے الفاظ وعبارت کا مطلب بیان کیا

قواعد عربیّت اور اصول شریعت کے علم کے بغیر قرآن کی تفسیر بیان کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں معنوی تحریف کا امکان موجود ہے۔

جائے اب اس مطلب کے مطابق اگر کچھ روایات صحیح ہیں تو وہ لے لی جائیں بلکہ اگر ضعیف روایات بھی اس مطلب کے موافق ملیں تو وہ بھی قبول کرلی جائیں اور اس مطلب کے مخالف اگر کوئی روایت ملے خواہ وہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحت میں ہو ہرگز ہرگز اسکی طرف التفات نہ کیا جائے۔

اب اس موقع پر شیعوں کے ائمہ معصومین کی تفسیر کا ایک نمونہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے انصاف سے دیکھو تو تفسیر بالرائے جو کہ شیعوں کے ائمہ کرتے ہیں اور تفسیر بالرائے بھی ایسی بے جوڑ جس کو کسی کی عقل تسلیم باور نہیں کرسکتی۔

اصول کافی صفحہ 270 میں حضرت ابوالائمہ علی مرتضیٰؓ سے آیت کریمہ (ووصینا الانسان بوالدیہ) کی تفسیر اس طرح

شیعہ کے آئمہ معصومین قرآن پاک کی ایسی بے جوڑ تفسیر بیان کرتے ہیں جس کو کسی کی عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔

منقول ہے:

ترجمہ:......حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ والدین جن کا شکر اللہ نے واجب کیا ہے وہ ہیں جنہوں نے علم کو پیدا کیا اور حکمت کو میراث میں چھوڑا خدا نے ان والدین کی اطاعت کا حکم دیا پھر فرمایا کہ میری طرف لوٹ کر آنا ہے پس سب بندوں کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اس کے بتلانے والے وہی والدین ہیں اس کے بعد اللہ نے عمر (ؓ) اور ابوبکر (ؓ) کا ذکر کیا اور خاص وعام سب کو سنا کر کہہ دیا کہ اگر وہ دونوں تجھ سے میرے ساتھ شرک کرانے کی کوشش کریں یعنی اس بات کی کہ تو وصیت میں اختلاف کر اور جس کی اطاعت کا حکم تجھے ملا ہے اس سے انحراف کر تو ابوبکر (ؓ) و عمر (ؓ) کا کہنا نہ مان اور انکی بات نہ سن اس کے بعد پھر اللہ نے والدین کا ذکر شروع کردیا کہ دنیا میں انکے ساتھ بھلائی کر یعنی ان کی فضیلت لوگوں کو بتلا اور ان کی راہ کی طرف بلا۔"

جناب ابوالائمہ کی اس انوکھی تفسیر کے لطائف حسب ذیل ہیں:

(1) فرماتے ہیں کہ والدین سے علم وحکمت کے والدین

مراد ہیں نہ کہ خود انسان کے ماں باپ، علم وحکمت کے والدین کون ہیں اس کو جناب ابوالائمہ نے نہ بیان کیا البتہ علمائے شیعہ نے بہت کچھ غور وخوض کے بعد اس کا پتہ لگایا علامہ قزوینی صافی شرح کافی میں فرماتے ہیں کہ علم وحکمت کے والدین قرآن اور امام ہیں قرآن ماں ہے اور امام باپ۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ.

(2) جاهدا اور لا تطعهما کی ضمیریں والدین کی طرف پھر رہی ہیں مگر جناب ابوالائمہ فرماتے ہیں کہ یہ ضمیریں حضرت ابوبکر وعمر کی طرف پھرتی ہیں حالانکہ ان کا اس آیت میں کہیں ذکر نہیں بھلا ایسی نادر تفسیر سوائے ابوالائمہ کے کس کے دماغ میں آسکتی ہے.....؟

(3) والدین سے مراد قرآن وامام لئے گئے اور کس قدر بے ادبی کی گئی کہ قرآن کو ماں بنایا گیا درجہ امام کا قرآن سے بالا ہی رہا یہ تو سب کچھ ہوا مگر حاملہ کا دودھ چھڑانے کا ماں کی کمزوری کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا ابوالائمہ صاحب کا ذہن تو اس طرف نہ گیا مگر علمائے شیعہ نے اس گتھی کو بھی سلجھایا علامہ قزوینی صافی میں فرماتے ہیں کہ حمل سے مراد اٹھا لیناماں یعنی قرآن نے علم وحکمت کو اٹھالیا اور فصال کے معنی دودھ چھڑانا نہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ ابوبکر کی خلافت دو برس میں ختم ہوگئی سبحان اللہ قلم توڑ دیا اور ماں کی کمزوری کا مطلب یہ ہے کہ قرآن خلافت ابوبکر وعمر میں بہت کمزور ہوگیا۔

(4) ان تشرک بی کا مطلب ابوالائمہ یہ فرماتے ہیں کہ میری امامت میں کسی کو شریک نہ کرو متکلم کی ضمیر اپنی طرف پھیر رہے ہیں معلوم ہوا کہ قرآن کے متکلم آپ ہی ہیں۔ اس سے نصیریوں کی تائید ہوتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کلام ہے انہیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا اور وہی خدا ہیں (نعوذ باللہ منہ)

(5) صاحبهما کی ضمیر پھر قرآن وامام کی طرف گئی۔

یہ آیت سورہ لقمان کی ہے صاف مطلب آیت کا یہ ہے کہ ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے اس کی ماں نے اسے محنت ومشقت کے ساتھ حمل میں رکھا اس کو دو برس تک دودھ پلایا میں نے یہ حکم دیا کہ میری شکر گزاری کرو اور اپنے والدین کی لیکن تمہارے ماں باپ تم کو میرے ساتھ شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس بارے میں ان کا کہنا نہ مانو پھر بھی دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

جناب امیر فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ علم وحکمت کے ماں باپ یعنی قرآن وامام کی خدمت کرے علم وحکمت کی ماں نے علم وحکمت کو ضعف پر اٹھا کر اپنے پاس رکھا یعنی قرآن خلافت ابوبکر میں کمزور ہوگیا، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی خلافت دو برس میں ختم ہوگئی ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) میری خلافت میں کسی کو شریک کرنے کو کہیں تو ان کا کہنا مت مان علم وحکمت کے ماں باپ کی بزرگی بیان کر۔

قارئین! دیکھیں یہ ہے قرآن کی تفسیر ایسی ہی خبط بے ربط تفسیروں کی وجہ سے قرآن کو معمی کہا گیا ہے آئمہ کی تفسیروں کی بہت سی مثالیں مناظرہ حصہ دوم میں ہم لکھ چکے ہیں جس کو شوق ہو دیکھے اور ائمہ شیعہ کی نازک خیالیوں کی داد دے۔ الختصر تفسیر بالرائے ایسی ہی تفسیروں کا نام ہے نہ اس تفسیر کا جو مطابق قواعد زبان ہو۔

(کتاب تحفہ اہلسنت)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے

معاون ممبر شپ حاصل کیجیے

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی قائم کردہ تعلیمی درسگاہ "جامعہ عمر فاروق اسلامیہ" دینی تعلیم کا مدرسہ ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا فلاحی مرکز بھی ہے۔ جہاں پر داخل ہونے والے بچوں کو رہائش، کھانا، کتابیں اور طبی سہولیات اللہ پاک کی توفیق سے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ درس نظامی کی مکمل تعلیم کے ساتھ ساتھ مروجہ دنیاوی تعلیم پرائمری، مڈل اور میٹرک تک تعلیم کا انتظام موجود ہے۔ طلبہ کی ذہنی نشوونما کے لیے غیر نصابی سرگرمیاں اخلاقی اور روحانی اصلاح وتربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی نشوونما کے لیے کھیلوں کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ آپ اس کار خیر میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں تو درج ذیل کوپن فوٹوسٹیٹ کروا کر پُر کر کے

"مہتمم جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد پاکستان" کے پتہ پر روانہ فرمائیں

اس سے آپ کو فوری طور پر سہ ماہی رسالہ الضیاء مفت جاری کر دیا جائے گا۔

نام .... ولدیت ....

مکمل ایڈریس بمعہ فون نمبر ....

قریبی فون ....

میں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے شروع کردہ تمام دینی منصوبہ جات میں معاون بننا چاہتا ہوں اور انجمن جامعہ عمر فاروق اسلامیہ کے قواعد وضوابط کی پابندی کروں گا۔

مذہبی جلوس عبادت خانوں تک محدود کئے جائیں

عبادت کے نام پر جلسے اور جلوس مستقل خطرہ ہیں قیام امن کا فارمولہ

تحریر: علامہ محمد احمد لدھیانوی سربراہ: اہلسنت والجماعت پاکستان

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی تمام تر رحمتوں ،سعادتوں اور اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کی گئی نعمتوں کے ساتھ جا چکا ہے۔ یہ مہمان بن کر آتا ہے اور مہمانوں کی طرح واپس چلا جاتا ہے۔خوش نصیب انسان ہوتے ہیں وہ جو اس مہمان سے مکمل فیض یاب ہوتے ہیں اور بدنصیبی ان کیلئے ہے جو اس کی قدر نہیں کرتے۔اس دفعہ یہ مہینہ بھی ہمیں کوئی خوشی یا امن نصیب نہیں کر سکا، بدامنی کا سبب یہ مہینہ نہیں بلکہ ہمارے اپنے اعمال ہیں۔لیکن گذشتہ سالوں کی طرح اس مرتبہ بھی ایک آس تھی کہ شاید اس مہینہ میں امن قائم ہوجائے اور خدائی عذاب جو سیلاب کی صورت میں آیا ہوا ہے وہ تھم جائے مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی سیلاب کی آفت اور دہشت گردی میں تیزی آگئی، تین صوبائی دارالحکومت خودکش حملہ آوروں کی دہشت گردی کا نشانہ بنے جن میں دوسو کے لگ بھگ افراد ہلاک اور پانچ سو سے زیادہ زخمی ہوئے اور ان ہلاک شدگان میں سیکورٹی اداروں کے افراد کی بھی قابل ذکر تعداد شامل ہے۔ چوتھے اور سب سے بڑے صوبائی دارالحکومت کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔جس میں روزانہ بلاوجہ اور بغیر کسی جرم کے شہید ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پورے ملک میں جاری خودکش حملوں میں ہلاک ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد سے زیادہ تعداد ہے ان لوگوں کی جو کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بن چکے ہیں۔دو کروڑ لوگ سیلاب کی آفت سے دوچار ہیں، بیماری اور بھوک نے ان بے خانماں افراد کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔باقی ساری قوم ان مصیبت زدہ، فاقہ کش لوگوں کی دیکھ بھال اور انکی بحالی کیلئے پریشان ہے تو ایسے میں سنگ دل، غیرملکی دہشت گرد ،اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کے آلہ کار اپنے آقاؤں کے ایجنڈے کی تکمیل کیلئے قومی سلامتی کے درپے ہیں۔

گذشتہ اکتیس برس سے ملک فرقہ وارانہ فسادات کی لپیٹ میں ہے۔یہ ہمارا تدبر اور ہوش مندی ہے کہ ہم نے اپنی قیمتی جانوں کی قربانی کے باوجود صبر کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور دشمن کی چال کو ہمیشہ ناکام بناتے رہے ہیں۔فوج، رینجرز اور شہری حفاظت کے قومی ادارے کام کی زیادتی اور خطرے کی وسعت کے سبب شدید دباؤ میں ہیں۔عوام اور سیاسی قیادت کی طرف سے انہیں تعاون حاصل ہے نہ کلمہ خیر میسر۔سیاسی قیادت کو لوٹ مار اور اقتدار سے لطف اندوز ہونے سے فرصت نہیں۔لاہور اور کوئٹہ کے حالیہ خونی واقعات کو سیکورٹی اداروں کی غفلت قرار دیا جا رہا ہے جبکہ یہ سیکورٹی اداروں کی غفلت سے نہیں بلکہ جلوسوں کے نام نہاد رہنماؤں کی حماقت اور ہٹ دھرمی کے سبب پیش آئے۔ان نام نہاد رہنماؤں نے انتظامیہ کی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے طے شدہ روٹ سے انحراف کیا اور پرہجوم جلوس کو دہشت گردوں کے جال میں ڈال دیا۔لاہور کی خونی واردات کے دوسرے دن کوئٹہ میں 70 سے زائد افراد صحابہ دشمنوں کے ان نام نہاد مذہبی رہنماؤں کی بداندیشی کا شکار ہوئے۔لاہور اور کوئٹہ کے واقعات میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔دونوں جگہ ایک ہی طرز پر واردات ہوئی، دونوں جگہ جلوس کی انتظامیہ کو اس خطرے سے آگاہ کیا گیا لیکن وہ جلوس نکالنے پر مصر رہے، دونوں جگہ پولیس نے اپنے فرائض ذمہ داری سے ادا کیے یہانتک کہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، دونوں جگہ پر جلوس طے شدہ روٹ اور وقت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آگے بڑھ جانے اور وقت کے ختم ہوجانے کے بعد خودکش حملہ آوروں کی زد میں آئے، دونوں جگہ جلوس کے پرجوش شرکاء پولیس سے جھگڑا کر کے طے شدہ مقامات سے آگے نکل کر حملہ آوروں سے جا ٹکرائے۔ہمارے ارباب اختیار اور صوبائی حکومتیں اس کا ذمہ دار پولیس اور دیگر محافظ اداروں کو قرار دے کر حقائق کو چھپا رہی ہیں۔انتظامیہ کے تبدیل کردینے اور انتظامیہ پر دباؤ بڑھانے کی بجائے ان دونوں واقعات کی سنجیدہ تفتیش ہونی چاہیے۔ٹی وی اور خفیہ کیمروں کی تصویروں کے ذریعے جلوسوں کے ان پرجوش اور مقامی رہنماؤں کو تلاش کر کے گرفتار کیا جانا چاہیے جو درحقیقت بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کیلئے معاہدے کی خلاف ورزی اور سیکورٹی پلان کو نظر انداز کر کے درجنوں افراد کی ہلاکت کا سبب بنے ہیں۔

پاکستان کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں محرم کے ماتمی جلوس نہیں نکالے جاتے حتیٰ کہ پڑوسی ملک ایران جو شیعہ اسٹیٹ ہے وہاں بھی خنجر بردار ماتمی جلوسوں کے ذریعے پورے ملک کو جام کرنے کا کوئی پروگرام موجود نہیں ہے۔

جلوس خوشی، غم، تشکر یا افسوس کا علامتی اظہار ہوتے ہیں۔انکے ساتھ کوئی ناگزیر عبادات یا سماجی ضروریات وابستہ نہیں اور یہ ہر طرح کے جلوسوں کی بات ہے۔یہ ماتمی اور احتجاجی جلوس جن کی حفاظت کیلئے پوری سرکاری مشینری اور تمام وسائل جھونک دیے

ہنگامی صورت اور خطرے کی حالت میں نماز قصر اور روزہ موخر ہو جاتا ہے تو کیا ان جلوسوں کو امن و سلامتی کی ناگزیر ضرورت کے لئے ختم نہیں کیا جاسکتا؟

جاتے ہیں، اس کے باوجود دہشت گردی کے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ ان جلوسوں کی خود شیعہ مذہب میں بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں اس قدر اہتمام سے یہ جلوس نہیں نکالے

ملک کو دہشت گردی سے بچانے کے لئے تمام جلوسوں کو مساجد، امام بارگاہوں اور چاردیواریوں تک محدود کر دیں تو اس سے ہمارا پیارا وطن بہت سی مشکلات سے نجات پا جائے گا اور یہ اقدام ملک وقوم پر بہت بڑا احسان ہوگا۔

جاتے، یہاں تک کہ پڑوسی ملک ایران، جو کہ شیعہ اسٹیٹ کے حوالے سے جانا جاتا ہے اور اس ملک میں آنے والے انقلاب کے بعد ہی پاکستان میں شیعہ سنی بنیادوں پر فسادات کا آغاز ہوا ہے، وہاں بھی اس طرح کے جلوسوں اور مجلسوں کے ذریعہ ملک کو جام کرنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ ہنگامی صورت اور خطرے کی حالت میں نماز قصر اور روزہ مؤخر ہو جاتا ہے تو کیا ان جلوسوں کو امن وسلامتی کی ناگزیر ضرورت کیلئے ختم نہیں کیا جاسکتا؟ موجودہ حالات میں یہ جلوس انسانی جان اور املاک کو لاحق خطرات کو کئی گنا بڑھا دیتے ہیں۔ انتظامیہ اس رجحان کی سختی کے ساتھ حوصلہ شکنی کرے، اس لیے کہ ایسے جلوس اور اجتماعات شرکاء کیلئے ہی خطرناک نہیں بلکہ ارد گرد رہنے والوں اور امن وامان قائم رکھنے والے افراد کیلئے بھی مستقل خطرہ ہیں۔ ہم نے قوم کے ان محافظوں کو اس طرح مروانا شروع کر دیا تو پھر کون ان فورسز میں شمولیت اختیار کرے گا اور ملک وملت کی حفاظت کون کرے گا؟

ملک کے عظیم تر مفاد کے پیش نظر ارباب

مذہبی جلوسوں پر پابندی سے سیکورٹی پر ہونے والے اربوں روپے کے اخراجات سے نجات مل سکتی ہے اور یہ سرمایہ ترقیاتی کاموں میں صرف ہو کر عوام کی فلاح وبہبود کا باعث بن سکتا ہے

اختیار کو چاہیے کہ ملک کو دہشت گردی، تخریب کاری بدامنی سے بچانے کیلئے جہاں اور سخت اقدامات کر رہے ہیں، وہاں ایک مشکل، لیکن اہم ترین قدم اٹھاتے ہوئے تمام مذاہب کے تمام جلسوں اور جلوسوں کو مساجد، امام بارگاہوں، عبادت گاہوں اور چاردیواریوں تک محدود کر دیں تو اس سے ملک بہت ساری مشکلات سے نجات پا جائے گا۔ ہم نے گذشتہ ڈیڑھ مہینے سے اہلسنت کے زیر اہتمام ہونے والے تمام جلسوں اور جلوسوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ایام وفات وشہادت کو سرکاری سطح پر منانے کے مطالباتی جلوس ہم ہر سال نکالتے ہیں مگر اس مرتبہ حالات کے پیش نظر ہم نے انہیں ملتوی کیا ہے، اسی طرح امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کے ایام وفات پر بھی ہم خصوصی تقاریب کا اہتمام کرتے ہیں مگر اس مرتبہ نہیں کیں اگر کہیں کوئی پروگرام ہوا ہے تو وہ بھی مساجد، مدارس یا بہت محفوظ چاردیواری میں ہوا ہے۔ بعض جذباتی رہنماؤں کا یہ کہنا کہ مساجد، امام بارگاہیں اور چاردیواریاں بھی محفوظ نہیں اور ان میں بھی بم بلاسٹ اور خودکش حملے ہوتے رہے ہیں تو انکی خدمت میں عرض ہے کہ مساجد، امام بارگاہوں اور چاردیواری کے اندر ہونے والے حملوں کو زیادہ تر ناکام بھی بنایا جاتا رہا ہے، پھر انکی حفاظت کیلئے ضروری انتظامات بآسانی کیے جاسکتے ہیں اور کم افرادی قوت اور تھوڑی سی منصوبہ بندی کے ساتھ انکو محفوظ بنایا جاسکتا ہے۔ شاہراہ اور چوراہے پر آنے والے جلوس پر حملہ آور خودکش کو روکنا تقریباً ناممکن ہے۔ عوام کو خطرے کی جگہ سے دور رکھنا ہی حفاظت کا پہلا اصول ہوتا ہے۔ ایسا کرنے سے ٹریفک سمیت بہت سارے مسئلے حل ہو جائیں گے اور شہریوں کی جان ومال کا تحفظ بھی ممکن ہو سکے گا۔ حکومت کا یہ اقدام ملک وقوم پر بہت بڑا احسان ہوگا، پھر سیکورٹی پر ہونے والے اربوں کے اخراجات سے نہ صرف نجات مل جائے گی بلکہ یہ سرمایہ دیگر ترقیاتی کاموں میں صرف ہو کر عوام کی فلاح وبہبود کا باعث بھی بن سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر امن وامان کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے....؟

جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ (بانی وسرپرست)

شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید (نائب سرپرست، ایم این اے)

شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ (سرپرست)

شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ (صدر / ایم این اے)

شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ

شہادت 17 اگست 2009ء خیرپور سندھ (خیرپور جلسے سے واپسی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ "نظام خلافت راشدہ" کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا......؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟

کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند کتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران ان کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم، آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔

اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجئے کہ

"میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں۔"

دستخط ....

تحریک تحفظ ناموس صحابہؓ کا 25 سالہ سفر

حافظ محمد اقبال سحر

یہ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ میں پرائمری پاس کر چکا تھا اور اس وقت درجہ حفظ کا طالب علم تھا۔ ان دنوں مجھے ایک آڈیو کیسٹ سننے کا موقع ملا۔ نظموں پر مشتمل یہ آڈیو کیسٹ مشہور نعت خواں جناب شہادت علی طاہر جھنگوی کی آواز میں تھی۔ اس کیسٹ میں سبھی نظمیں خوب تھیں لیکن جو نظم مجھے سب سے اچھی لگی، وہ تھی:

ہم مدحِ صحابہؓ کی اِک دھوم مچادیں گے
یہ جذبۂ ایمانی، عالم کو دکھادیں گے

انہی دِنوں میں نے، اُبھرتے ہوئے، اپنی نوعیت کے منفرد اور انوکھے طرز کے مقرر وخطیب کا نام سنا، وہ نام تھا مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا، لوگ اُنہیں اُس وقت شیر اسلام کا خطاب دے چکے تھے اور بعد میں ''امیر عزیمت'' کہلائے۔ واقعی وہ شخص شیروں کی طرح گرجتا اور بلاخوف وخطر اپنا مؤقف کہہ دیتا تھا۔ لوگ دیوانہ وار اُن کے جلسوں میں شریک ہوتے اور اُن کے مشن کی بھرپور تائید کرتے۔

میں اپنی کم سنی، طالب علمی اور تعلیمی ادارے کے نظم کے سبب شیر اسلام کی زیارت تو نہ کرسکا، البتہ ان کی زندگی میں اُن کے تازہ بیانات آڈیو کیسٹ کی صورت میں ضرور سنتا رہا۔ یہ وہ دور تھا کہ سپاہ صحابہؓ کو

> ابتدائی پانچ سالوں میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر کے جھنگوی شہیدؒ نے سوئی ہوئی سنی قوم کو بیدار کر دیا تھا۔

قائم ہوئے ابھی قریباً پانچ سال کا عرصہ گزرا تھا۔ اس تنظیم کی بنیاد 6 ستمبر 1985ء کو جامع مسجد حق نواز (اُس وقت مسجد پپلیانوالی کے نام سے مشہور تھی) میں رکھی گئی، اجلاس کی صدارت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے کی اور کُل افراد کی تعداد 29 تھی۔

آج اس جماعت کو قائم ہوئے 25 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ میں نے سپاہ صحابہؓ کو پروان چڑھتے، مشکل گھاٹیوں کو حوصلوں کے ساتھ عبور کرتے اور اپنے مشن پر نو کمپرومائز کا نعرہ بلند کرتے دیکھا۔ اُس وقت جب کہ جماعت کی عمر محض ابھی پانچ سال تھی، میں حیران رہ جاتا کہ اتنے کم عرصہ میں اس جماعت کو ملک بھر میں اس قدر پذیرائی کیوں اور کیسے ملی؟ اس کا جواب مولانا حق نواز شہیدؒ کی تقاریر پر مشتمل کیسٹوں کی صورت میں میرے سامنے ہوتا تھا۔

میری خواہش تھی کہ سپاہ صحابہؓ کے 25 سالہ سفر پر ایک گہری نظر ڈالوں اور عزم و ہمت کی اس داستان کو سپردِ قرطاس کروں۔ مگر افسوس کہ بعض ذاتی مصروفیات کے سبب سیر حاصل بحث نہیں کر پاؤں گا۔ ''کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر'' کے مصداق قارئین کی نذر چند سطریں کر رہا ہوں۔ یہ بھی محض اپنی سنی عوام کو احساس دلانے کی خاطر کہ ہم کن کن مشکل حالات سے گزرے اور گزر رہے ہیں۔ ہم نے 25 سالہ سفر میں کن اہداف تک رسائی حاصل کی اور کون سے اہداف ابھی باقی ہیں کہ ان کی رسائی کے لئے کوششوں کا سلسلہ جاری رہے۔

قارئینِ مکرم! 1979 کا ایرانی انقلاب، اس انقلاب کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورت حال، اس انقلاب کے داعیوں کے خطرناک پوشیدہ واعلانیہ عزائم، یہ سب کچھ واقعتاً اس بات کا شدت سے متقاضی تھا کہ اپنی بساط کے مطابق میدانِ کارزار میں اُتر کر عملی طور پر سدباب کیا جائے۔ اس مقصد کے پیش نظر مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے اپنے دن رات وقف کردیے، یہ محض شعلہ نوائی نہ تھی اور نہ ہی روایتی خطیبوں کی طرح اپنی تقریر کے ذریعے واہ واہ کی داد کے خواہاں تھے۔ یہ شخص تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے بے چین تھا اور یہی اس کی زندگی کا مقصد تھا۔ حکومتی پابندیوں، ضلع

> 6 ستمبر 1985ء کو علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے صرف 29 افراد کے ساتھ جس تنظیم کی بنیاد رکھی تھی آج اس کی تعداد کروڑوں میں ہے۔

بندیوں، اپنوں کے طعنوں اور اغیار کی چالوں اور سازشوں کو خاطر میں لائے بغیر یہ شخص اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھا۔ اُس کا یقین تھا کہ جو رات قبر میں آنے والی ہے، وہ آ کر رہے گی۔ زندگی وموت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس شخص کی آواز پر لبیک کہنے والا طبقہ محض عام لوگ نہ تھے۔ بلکہ ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیسرز، ٹیچرز، سٹوڈنٹس، وکلاء، تاجر، حتیٰ کہ حساس اداروں میں کام کرنے والے لوگوں نے بھی اس آواز پر (جس کو اس دور میں، میں صورِ اسرافیل کہتا ہوں) کان دھرا اور ان کے دُکھ اور کرب کی تہہ تک پہنچے۔ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ یہ شخص واقعی اپنے مشن اور مؤقف میں سچا ہے اور اس کے لئے سب کچھ لٹانے کے لئے تیار ہے لہٰذا اس کا ساتھ دیا جائے۔

میں آج سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ کیسے کیسے ہیرے، کیسے کیسے جوانِ رعنا مشنِ حق نواز کی خاطر اپنی جان پر کھیل گئے۔ یہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے خلوص کی واضح مثال ہے کہ مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ، علامہ شعیب ندیم شہیدؒ، مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ (اسلام آباد)، مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ،

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ جیسی نابغہ روزگار شخصیات، جن کی اپنی ایک پہچان تھی، معاشرے میں ایک مقام تھا، یہ لوگ بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور دیکھتے ہی دیکھتے وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے، اس مشن کو عام کرنے اور دنیا بھر میں اس پیغام کو پہنچانے کے لئے کمربستہ ہوگئے۔

قارئین معظم! جماعت کے ابتدائی پانچ سال انتہائی کٹھن تھے۔ مگر یہ حقیقت تھی کہ ان پانچ سالوں میں بانی جماعت نے سوئی ہوئی سنی قوم کو بیدار کردیا تھا۔ جماعت کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور سنی عوام کی بیداری دشمن سے برداشت نہ ہوئی اور بانی جماعت کو اُن کے گھر ہی کی دہلیز پر تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے جرم میں 22 فروری 1990ء کی شام شہید کردیا گیا۔ یہ ایک ایسا صدمہ تھا کہ پوری سنی قوم تڑپ اُٹھی۔ مولانا کی شہادت ایک بڑا سانحہ تھی۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ:

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مؤمن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

شیر اسلام کی شہادت کے بعد جماعتی پرچم مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ نے تھاما اور پاکستان کے طول وعرض سمیت دنیا کے بہت سے ممالک میں اس مشن کو عام کرنے لئے ہمہ وقت مصروفِ عمل نظر آئے۔ آپ نے مشن کو عام کرنے کے لئے مختلف فورم تشکیل دیئے، جس میں سٹوڈنٹس، وکلاء، ٹیچرز، تاجر برادری کو کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے قلم کے ذریعہ بھی مشن حق نواز شہید رحمہ اللہ کو دوام بخشا۔ ان دنوں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ جماعت کے سرپرستِ اعلیٰ جبکہ مولانا ایثارالحق قاسمی شہید رحمہ اللہ نائب سرپرست کے عہدے پر فائز تھے۔ دونوں مذکورہ شخصیات اپنی تقاریر کے ذریعے تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی ضرورت واہمیت سے سنی عوام کو آگاہ کررہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دشمن کے مکروہ عزائم بھی قوم کے سامنے لارہے تھے۔ بلاشبہ یہ دونوں شخصیات اپنے زمانہ میں بے مثال ویادگار کام کرگئیں۔

مولانا ایثارالقاسمی شہید رحمہ اللہ کو میں نے گلی کوچوں سے لے کر بڑے بڑے شہروں میں گرجتے، برستے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے بخیے اُدھیڑتے دیکھا اور سنا تھا۔ یہ شخص جب ایم این اے بن کر قومی اسمبلی میں پہنچا تو اس کی ہیبت اور ایمانی رعب و دبدبہ سے ایران کانپنے لگا۔ یہ محض جذباتی باتیں نہیں، میں نے ان دنوں ایرانی ریڈیو کو پیٹتے، چیختے اور ماتم کرتے سنا۔ پھر یوں ہوا کہ 10 جنوری 1991ء کو جھنگ میں مولانا ایثارالقاسمی شہید رحمہ اللہ کو گولیاں مار کر شہید کردیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دشمن اپنے تئیں جھنگوی وایثار کو اپنی راہ سے ہٹا کر مطمئن تھا۔ مگر اُسے کب خبر تھی کہ علامہ شعیب ندیم، مولانا محمد اعظم طارق اور علامہ علی شیر حیدری جیسے ہیرے اس جماعت کی باگ ڈور تھامنے والے ہیں۔

بقولِ حافظ محمد الطاف منہاس شہید:

کارواں ایسا کہ میرِ کارواں لٹتے رہے
قیدی بنے، مقتل گئے، دے دے کے سر کٹتے رہے
نوچا گیا نوخیز پھولوں کو چمن میں بار بار!
ہاں مگر ہر گل کے بدلے گل پہ گل کھلتے رہے
بانی سے جرنیل تک، تاریخ تو لکھوا گئے

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ اور مولانا اعظم طارق شہیدؒ کی جوڑی صحابہ دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتی تھی۔

نہ جھکے شاہوں کے آگے، شاہ مگر جھکتے رہے
کیسے لکھا میں ہی جانوں درد کا عنواں منہاس
لفظ تھے چھپتے رہے، قلب و جگر جلتے رہے

جی ہاں! یہ حقیقت ہے کہ تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی خاطر بہت سے لوگوں کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا اور سینکڑوں افراد کو جرم حق نوازی میں پابندِ سلاسل ہونا پڑا۔ درجنوں افراد جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کردیئے گئے لیکن مشن سے وابستہ افراد کی دلچسپیاں کم ہوئیں اور نہ ہی اپنے مؤقف سے ایک انچ پیچھے ہٹ سکے۔

جرنیل سپاہِ صحابہؓ مولانا ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ کی جگہ مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ نے سنبھال لی اور یوں تحفظ ناموسِ صحابہؓ کا پرچم بلند ہوتا رہا۔ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ اور مولانا محمد اعظم طارق رحمہ اللہ نے مل کر سنی عوام کو وہ شعور بخشا کہ اس پر سدا ناز رہے گا۔ یہ جوڑی دشمن کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتی رہی۔ عیار دشمن نے ایک چال کے ذریعے پہلے قائدین (علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی ومولانا محمد اعظم طارق) کو ایک جعلی مقدمے میں پھنسوایا اور پھر 14 ماہ کی طویل اسیری کے بعد لاہور سیشن کورٹ کے احاطہ میں 18 جنوری 1997ء کو بم دھماکہ کے ذریعے قائدین پر حملہ کیا، جس میں مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ جبکہ مولانا محمد اعظم طارق شدید زخمی ہوگئے۔ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی شہادت کے بعد، اُن کے منصب پر سپاہِ صحابہؓ کی مرکزی مجلس شوریٰ وعاملہ نے علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ کو فائز کردیا۔ اس طرح آپ جماعت کے سرپرستِ اعلیٰ قرار پائے تو مولانا محمد اعظم طارق جماعت کے مرکزی صدر!

شہداء کی فہرست میں ایک نمایاں نام علامہ شعیب ندیم شہید کا بھی ہے، جو ملک بھر میں تربیتی کنونشنز اور جلسوں کے ذریعے تحریک سے وابستہ افراد کو منظم کرتے رہے اور کانفرنسوں میں اپنے علم کے موتی بکھیرتے رہے۔ انہوں نے یہ بات باور کرائی کہ متحد ہوکر ہی عظمتِ صحابہؓ کو آئینی تحفظ دیا جاسکتا ہے۔ بالآخر وہ لمحہ بھی آن پہنچا کہ جھنگوی وایثار اور فاروقی کی طرح یہ شخص بھی 13 ستمبر 1998ء کو اسلام آباد سے مری جاتے ہوئے اپنے تین ساتھیوں مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی، ڈرائیور ثناء اللہ، گن مین محمد رضوان الزمان سمیت شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگیا۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھے کہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد کے مہتمم، ایک عظیم رہنما، ہردلعزیز شخصیت مولانا محمد عبداللہ کو 17 اکتوبر 1998ء کو اسلام آباد میں شہید کردیا گیا۔ تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی پاداش میں شہادتوں اور گرفتاریوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ 28 فروری 2001ء تھا کہ جب بانی جماعت کے ہم نام، سنی عوام کے ہیرو، غازی حق نواز کو میانوالی جیل میں تختہ دار پر چڑھا کر ابدی نیند سلا دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جھنگوی، ایثار، فاروقی وشعیب اور دیگر بہت سے افراد کی شہادت کے بعد جبلِ استقامت مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ نے جس طرح نئے عزم

کے ساتھ کفر کو للکارا اور ان کے تقیہ زدہ چہرے سے نقاب اُتار کر اُن کو سرِ عام رُسوا کیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس مردِ قلندر نے جماعت کا سربراہ ہونے کے ناطے جس انداز میں مجاہدانہ کام کیا، لوگ "اعظم طارق نام ہی کافی ہے" کہتے ہوئے سنائی دیئے۔ اس شخص کا زیادہ تر وقت جیلوں، عقوبت خانوں اور حکومتی ٹارچر سیلوں میں گزرا، گولیوں اور بموں کا سامنا کرتے ہوئے بیتا۔ کیا ہی عجیب شخص تھا کہ ہر مشکل گھڑی اور امتحان سے سرخرو ہو کر نکلا۔ قومی اسمبلی میں پہنچا تو اکیلا ہی سب پہ بھاری تھا۔ میڈیا میں اُن کی گفتگو کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اُن کی زندگی اس شعر کی مصداق تھی:

یہ سچ ہے کہ اِک عمر گزاری سرِ مقتل
ہم کون سے لمحے میں سرِ دار نہیں تھے

جب یہ شخص بھی اپنے حصے کا کام کر چکا اور عہدِ وفا نبھا چکا تو دارِ فنا سے دار البقاء کی طرف بلاوا آ گیا۔ آخر کار 16 اکتوبر 2003ء کی سہ پہر گولڑہ موڑ

شہادتوں، قربانیوں اور جرات و ہمت کی طویل داستان کے باوجود قافلہ جھنگوی رواں دواں ہے اور انشاء اللہ تاقیامِ قیامت تحفظ ناموسِ صحابہ کا ہر کارکن مشن کی تعمیر و ترقی کے لئے کوشاں رہے گا۔

ٹول پلازہ اسلام آباد کی دہلیز پر اپنے چار جاں نثار ساتھیوں (قاری ضیاء الرحمٰن عرف دانیال، محمد عثمان، ممتاز فوجی اور ڈرائیور اصغر بیلا) سمیت خلعتِ شہادت پہن کر جنت کے راہی ہو گئے۔

مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد، اُن کی جگہ باہمی مشاورت سے مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کو منتخب کر لیا گیا اور حضرت حیدری رحمہ اللہ بدستور جماعت کے سرپرستِ اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہے۔ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ نے جس طرح اپنے مناظرانہ اور علمی انداز میں مشن تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے اَن تھک محنت کی، زمانہ معترف ہے۔ آپ کے سامنے صحابہ کرام کا دشمن قطعاً ٹھہرنے کی جسارت نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے اندرون ملک کے علاوہ انگلینڈ، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب وغیرہ میں جلسوں اور سیمینارز کے ذریعے تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے آواز بلند کی۔ جماعت کی روحِ رواں یہ عظیم شخصیت بھی آخر کار اپنے پیش روؤں کی طرح 16 اور سترہ اگست 2009ء کی درمیانی شب دشمن کی سازش کا شکار ہو گئی۔

آپ گوڑھ ابڑو (سندھ) سے دستارِ فضیلت کانفرنس سے خطاب کے بعد جامعہ حیدریہ خیر پور آ رہے تھے کہ گھات میں بیٹھے ہوئے دشمنوں نے آپ پر اچانک حملہ کر دیا، جس میں آپ اپنے ایک ہم سفر معروف و مشہور نعت خواں امتیاز احمد پھلپوٹو سمیت موقع پر ہی شہید ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جبکہ اس موقع پر جوابی کاروائی میں ایک حملہ آور عشاق علی جاگیرانی ہلاک ہو گیا۔

قارئین مکرم! شہدا کی ایک طویل فہرست ہے، جواُن کی جرأت واستقلال کی روشن مثال ہے۔ خلعتِ شہادت پہننے والوں میں قاری ساجد، غفار، سمیع اللہ جھنگوی رحمہ اللہ، سید صادق حسین شاہ، امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے لختِ جگر مولانا اظہار الحق جھنگوی رحمہ اللہ، ڈاکٹر ہارون قاسمی، انجینئر الیاس زبیر، قاری شفیق الرحمٰن، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ، مولانا عبدالغفور ندیم جیسے نام بھی موجود ہیں، جن کی زندگی ضخیم کتابوں کی متقاضی ہے، یہ چند نام میں نے ذکر کئے ہیں ورنہ جرأت وہمت کی یہ ایک طویل داستان ہے۔ علاوہ ازیں بڑی تعداد میں اَب بھی لوگ پسِ دیوارِ زنداں ہیں۔ قافلہ جھنگوی رواں دواں ہے۔ زمانہ شہدائے ناموسِ صحابہؓ کی رفعت وعظمت کو سلام پیش کرتا ہے جبکہ اسیران کی استقامت پر داد دیتا ہے۔

آیئے آج عہد کریں کہ جب تک سانس باقی ہے، تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے اپنی تمام توانائیاں صَرف کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

آؤ پھر عہدِ سلف کی داستاں تازہ کریں
قوم کے دل میں احساسِ جواں تازہ کریں۔ ☆☆☆☆

کیا آپ چاہتے ہیں.....؟

محترم مکرم جناب ______
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو پیغام شہداء ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں

☆ اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک
☆ قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک
☆ ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک
☆ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک
☆ دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک
☆ ملک بھر کی سیاسی، مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹو سٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/400 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں۔

1 5 10 50 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائے گا۔

میں ______
پتہ ______
مبلغ ______ روپے بذریعہ ______ دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔
تاریخ ______ دستخط ______

منجانب
نظام خلافت راشدہ
جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد

اشاعت المعارف کی فخریہ پیشکش

اعلیٰ معیار کی سی ڈی تقاریر پر حیرت انگیز رعایت

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے 6 ویڈیو بیانات

DVD اصل قیمت 180 روپے — رعایتی قیمت صرف 60 روپے

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے 5 ویڈیو بیانات

DVD اصل قیمت 150 روپے — رعایتی قیمت صرف 60 روپے

قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کے 5 ویڈیو بیانات

DVD اصل قیمت 150 روپے — رعایتی قیمت صرف 60 روپے

امام اہلسنت کانفرنس خیرپور سندھ کا مکمل پروگرام

DVD اصل قیمت 150 روپے — رعایتی قیمت صرف 60 روپے

مکمل سیٹ — اصل قیمت 630 — رعایتی قیمت 240

زندگی میں ایمان کی تازگی اور ولولہ برپا کرنے کے لئے
علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کی پسند فرمودہ
اپنی چند منتخب تقاریر ہزاروں تقاریر کا نچوڑ

آڈیو بیانات

عنوانات	دورانیہ	قیمت
لا الہ الا اللہ (پنجابی)	60منٹ	45
تیرا عکس کرم	90منٹ	55
خاتم المعصومین	90منٹ	55
رحماء بینھم	90منٹ	55
شان سیدنا صدیق اکبرؓ	60منٹ	45
شان فاروق اعظمؓ	60منٹ	45
مظلوم مدینہ	90منٹ	55
ولادت علی المرتضیٰؓ	60منٹ	45
نشتر پارک	60منٹ	45
عظمت قرآن	60منٹ	45
اسکاؤٹ کالونی	90منٹ	55
قاتلان حسین کون؟	90منٹ	55
اسلام میں عورت کا مقام	60منٹ	45
اولیاء اللہ	90منٹ	55

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی محنت کے شاہکار

خوبصورت رنگین چارٹ

دیدہ زیب، عمدہ طباعت، اعلیٰ کاغذ، 30x40

علمائے دیوبند کا تعارف اور ان کی خدمات

قیمت -/60 روپے

دیدہ زیب، عمدہ طباعت، اعلیٰ کاغذ، 20x30

امیر المومنین سیدنا امیر معاویہؓ واہل بیت

قیمت -/40 روپے

آج ہی طلب کریں!

ناشر
ادارہ اشاعت المعارف نزد جامعہ عمر فاروق اسلامیہ
راوی محلہ سمندری فیصل آباد 0300-6661452

غزوہ بدر

کفرو اسلام کے مابین فیصلہ کن معرکہ

مولانا ابو امامہ محمد ابوبکر فاروقی (سٹوڈنٹ ایم فل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان)

رسول اللہ ﷺ کی داعیانہ جدوجہد تبلیغ اسلام کی پیہم و مسلسل سعی وکوشش، ایک ربانی جماعت کی تعلیم وتربیت اور تیاری کی انتھک محنت ہجرت مدینہ کے بعد فیصلہ کن موڑ میں داخل ہو رہی تھی۔ فرائض نبوت میں شامل وہ کام آتے تھے جنہیں آپ ﷺ نے اپنی پوری مکی و مدنی زندگی میں ایک لمحے کے لئے فراموش نہیں کیا کیونکہ انکی ضرورت واہمیت کا تقاضا بھی یہی تھا۔

(1) دین حق کی عالمگیر دعوت

(2) مومنین کی ہمہ گیر وہمہ جہت تعلیم وتربیت

دین حق کی عالمگیر دعوت کا مقصد تو یہ تھا کہ کفر وشرک، ضلالت، معصیت، ظلم وتعدی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکتی ہوئی انسانیت مصابیح توحید کی ضیا گستری سے آشنا ہوسکے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمانی، اخلاقی، عقلی، نفسیاتی، اقتصادی، معاشرتی، سیاسی، سماجی، تہذیبی و عسکری تعلیم وتربیت کا منشا یہ تھا کہ قیامت کی صبح تک آنے والی انسانیت کے لئے خیر و بھلائی، توسط و اعتدال، ایمان و اخلاق، حکمت و فراست، عفت و شجاعت اور زندگی کے ہر شعبے میں توازن وانصاف کا کامل نمونہ اور بہترین آئیڈیل میسر ہو اور اللہ تعالیٰ کی خلافت و نیابت کا اسوہ حسنہ اور اس کے ثمرات ہمیشہ دیکھے جاسکیں۔ نجی سطر سے جماعت صحابہ کو جمیع انسانیت کی امامت وپیشوائی کے جلیل القدر منصب کا اہل بنانے کے لئے رب کائنات اور مربی اعظم ﷺ نے انہیں جہاد فی سبیل اللہ کے مختلف مراحل ومراتب سے عملی طور پر گزارا، جس طرح سونے کو کندن بنانے کے لئے مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ پہلا مرتبہ جہاد بالنفس کا تھا جس کے چار مراحل ہیں۔ (1) تعلیم کا حصول، چنانچہ ہر مسلمان کے لئے ضروری تھا کہ وہ علم حاصل کرے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سو فیصد شرح خواندگی کے لئے مکہ مکرمہ میں فاصلاتی تعلیم کا انتظام اور مدینہ منورہ میں مسجدوں سے منسلک تعلیمی ادارے قائم فرمائے۔

(2) جہاد بالنفس کا دوسرا مرحلہ اس علم کو عملی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے تربیت کا تھا کیونکہ تربیت، مشق اور ٹریننگ کے بغیر علم پر عمل کرنا اتنا ہی محال ہے جیسے ہوا کے بغیر سانس لینا، چنانچہ مکی زندگی کے تیرہ سالہ دور نبوت میں صحابہ کرام کو نہ صرف ایمانی واخلاقی، عقلی وروحانی اور بامقصد زندگی گزارنے کی تعلیم دی گئی بلکہ ان شعبوں میں انکی تربیت بھی کی گئی۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ انکے سامنے تھا جسے وہ اپنی عملی زندگی میں لانے کی مشق کر رہے تھے۔

(3) جہاد بالنفس کا تیسرا مرحلہ پے درپے نازل ہونے والے علم شریعت پر عمل کرنے کا تھا اور چوتھا مرحلہ اس دین کی دعوت اور اس علم شریعت کو دوسروں تک پہنچانے کا تھا۔

جہاد بالشیطان کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کا دوسرا مرتبہ جہاد بالشیطان کا ہے۔ جس کے دو مرحلے ہیں (1) ایمان اور دین کے متعلق شیطان کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کا مقابلہ، صحابہ نے اپنے غیر متزلزل یقین کی بنا پر ان کا مقابلہ کیا۔

(2) انسان کی خواہشات وشہوات کو برانگیختہ کرنا اور اسے بڑھا چڑھا کر مزین کرکے پیش کرنا شیطان کا کام ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا مقابلہ صبر اور راہ دین پر بے مثال استقامت کے ذریعے کیا۔

مکہ کے تیرہ سالہ دور رسالت میں جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد بالنفس اور جہاد بالشیطان کے بنیادی مراحل سے گزرے، جو باہم دیگر مربوط اور بیک وقت جاری ہے ایک ہی وقت میں وہ قرآن وحکمت کی تعلیم جو کہ ایمان، اخلاق، عقلیت، روحانیت اور حسن معاشرت پر مشتمل تھی حاصل کر رہے تھے، اسکے تقاضوں پر عمل پیرا بھی تھے اور بانگ دہل اسکی دعوت بھی دے رہے تھے اور اس میں انکا زبردست امتحان اور سخت آزمائش بھی تھی جسے وہ یقین اور صبر کی طاقتوں کے ذریعے عبور کر رہے تھے۔

> غزوہ بدر نے یہ فیصلہ کر دیا کہ جس طرح پیغمبر اسلام کی دعوت کی صداقت میں کوئی شک نہیں اسی طرح جماعت صحابہ کرامؓ کی امامت وقیادت، خلافت و نیابت اور دین کے بارے میں انکی معیاری آئیڈیل حیثیت میں بھی کوئی شبہ باقی نہیں ہے

ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی دعوت تبلیغ دین، مومنین کی ہمہ جہت تعلیم و تربیت اور انکا جہاد فی سبیل اللہ اپنے فیصلہ کن دور میں داخل ہو چکا تھا، اب جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلیمی و تربیتی نصاب میں ایمانیات اخلاقیات عقلیات اور روحانیات کے ساتھ ساتھ حکومت و سیاست، دفاع و قتال، معیشت و معاشرت، علاقائی و بین الاقوامی قوانین کی تعلیم بھی شامل کر دی گئی تھی اور جہاد فی سبیل اللہ کا تیسرا اور چوتھا انتہائی اہم مرتبہ شروع ہو گیا تھا، جو کفار، منافقین، اہل ظلم، اہل بدعت اور اہل شر کے خلاف طاقت زبان مال اور دل کی نفرتوں کیساتھ جدوجہد کا مرتبہ تھا۔

دور نبوت کے مدنی عہد کے دوسرے سال غزوہ بدر کا معرکہ پیش آیا، ہم آگے چل کر اس کے اسباب وواقعات پر

روشنی ڈالیں گے ، سرفہرست یہ بتانا مقصود ہے کہ غزوہ بدر کو اللہ نے یوم الفرقان قرار دیا یعنی فیصلے اور فرق کا دن ، یہ حق و باطل کے مابین فیصلے کا دن تھا، یہ حق کی کامیابی اور باطل کی ناکامی کا دن تھا، رسول اللہ ﷺ کی عظیم الشان دعوت کی کامرانی کا دن تھا، حضرات صحابہ کرام کی تعلیم وتربیت کے ثمرات اور جہاد فی سبیل اللہ کے فوائد اور کامیاب نتائج کے ظہور و اظہار کا دن تھا ۔رسول اللہ ﷺ کی پندرہ سالہ جد و جہد، محنت شاقہ اور داعیانہ سرگرمیوں کے اثبات اور تصدیق کا دن تھا، اس معرکہ بدر نے قیامت کی صبح تک کے لئے تاریخ کے اوراق پر یہ حقیقت ثبت کردی کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن وسنت کی تعلیم و تربیت کے ذریعے جس جماعت صحابہ کرام کو زندگی کے ہر شعبے میں نمونہ ، اسوہ حسنہ اور آئیڈیل کے طور پر تشکیل دینا اور اقامت وقیادت کے منصب جلیلہ پر فائز کرنا تھا وہ اس کے لئے پوری طرح اہل ثابت ہوئی اور یہ فیصلہ کر دیا کہ جس طرح قرآن وسنت کی تعلیم ،پیغمبر اسلام ﷺ کی دعوت کی صداقت و سچائی میں کوئی نہیں اسی طرح جماعت صحابہ کرام کی امامت و قیادت ،خلافت و نیابت اور انکی آئیڈیل اور معیاری حیثیت و شناخت میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

مذکورہ بالا تمہید کے تناظر میں ،ہم دو باتیں قارئین کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں (1) اس دعا کی اصل اہمیت اور پس منظر جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے غزوہ بدر کی رات مانگی تھی جس کے الفاظ یہ تھے:

اللهم ان تهلک هذه العصابه لاتعبد تعبد فی الارض

اے اللہ اگر آج میرے صحابہ کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر انسانیت کی پیدائش کا مقصد فوت ہوجائے گا کہ تیری عابدانہ زندگی گزارنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔

کیونکہ یہ جماعت توحید پرستی اور ایمان کا معیار ہے ،اخلاق و کردار ،حکمت وفراست ،عفت وشجاعت ،اور حسن معاشرت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے اور میری پندرہ سالہ محنت شاقہ کا صلہ اور ثمرہ ہے۔ تیری نیابت ارضی اور میری خلافت نبوی کا ان کے علاوہ روئے زمین پر کوئی اہل نہیں اس لئے اس جماعت کو باقی رکھ اور کفر پر غالب کر ۔یہ دعا 17 رمضان المبارک سنہ 2ھ جنگ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے اس وقت مانگی جب مسلمان اور کفار ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہو چکے تھے آپ ﷺ عریش میں تشریف لے گئے اور یہ دعا مانگنے لگے۔

جنگ بدر کے اسباب:

دراصل مسلمان جب مدینہ سے نکلے تو جنگ کی نیت سے نہیں بلکہ قریش مکہ کے اس قافلے کو روکنے کے لئے نکلے تھے جو ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے تجارت کرکے لوٹ رہا تھا ،یہ وہ وقت ہے جب مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے مابین معرکہ آرائی کا سلسلہ جاری تھا اور قریش نے مسلمانوں کو مکہ سے نکالنے پر ہی صبر نہیں کیا بلکہ مدینہ میں بھی چین سے نہ رہنے دینے کا تہیہ کر رکھا تھا اور ایک طرف مسلمانوں کی املاک اور مدینہ کی سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ شروع کر رکھی تھی تو

> **حضور اکرم ﷺ نے میدان بدر میں یہ دعا کی اے اللہ اگر آج میرے صحابہ کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر انسانیت کی پیدائش کا مقصد فوت ہو جائے گا کہ تیری عابدانہ زندگی گزارنے کا کوئی نمونہ اور معیار باقی نہیں رہے گا**

دوسری طرف مدینہ میں خانہ جنگی کروانے کی کوششیں کی جارہی تھیں اس سلسلے میں مدینہ میں رہنے والے منافقین اور یہود سے ساز باز کی گئی تھی اور تیسری جانب اپنی عسکری اور فوجی طاقت کو بڑھا رہے تھے کہ مدینہ کی نومسلم ریاست پر یکبارگی حملہ کرکے اسے مضبوط ہونے سے پہلے ہی ختم کردیں اور اس منصوبے کے مصارف پر خرچ کرنے کے لئے انہوں نے اپنا مال تجارت کے لئے ابوسفیان کی قیادت میں شام بھیج رکھا تھا اب پیغمبر اسلام ﷺ کے سامنے تین راستے تھے:

(1) حق بات نیکی واسلام کی دعوت اور صحابہ کرام کی اسلامی تعلیم وتربیت سے دستبردار ہوجائیں۔

(2) اس پر قائم رہیں لیکن صحابہ کرام کو قتل ہونے دیں، دعوت حق، جماعت صحابہ کرام اور ریاست مدینہ کا دفاع نہ کریں۔

(3) ظلم وتشدد، اسلام دشمنی، صحابہ دشمنی اور ملک دشمنی کا مردانہ وار مقابلہ کریں اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دیں چنانچہ انہوں نے تیسرا راستہ اختیار کیا جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد فی سبیل اللہ کے اس فیصلہ کن مرحلہ کی تعلیم دی کہ تلوار ، مال ، زبان اور دل کی طاقتوں کے ذریعے اہل کفر ونفاق ،اہل ظلم و بدعت کا مقابلہ کیونکر کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایک طرف منافقین اور یہود کو جو میثاق مدینہ میں شامل تھے مذاکرات اور دلائل کے ذریعے قریش مکہ کی سازش کا شکار ہونے سے روکا اور دوسری جانب تین سو تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت لے کر کفار کی اقتصادی شہ رگ کاٹنے کے واسطے ابوسفیان کے قافلہ کو روکنے کے لئے نکلے۔

مدینہ سے روانگی:

مدینہ منورہ سے رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہونے کی تاریخ ابن اسحاق کے مطابق 8 رمضان سنہ 2ھ بمطابق 4 یا 5 مارچ 624ء بروز سوموار اور ابن سعد کے مطابق تاریخ روانگی 12 رمضان سنہ 2ھ بمطابق 8 مارچ 624ھ بروز سوموار۔

منازل سفر:

اس سفر میں رسول اللہ ﷺ جن مقامات سے گزرے انکی تفصیل یہ ہے عتیق ،ذوالحلیفہ (موجودہ آباد علی) اولات الجیش ،تربان، قلل، عمیس الحمام، صخیرات یمامہ، سیالہ، فج الروحا، شنوکہ، عرق انطبیہ، بجیج، منصرف، الغازیہ ،وادی رحقان، صفراء، وادی ذفران۔

جانثاران پیغمبر ﷺ کا اظہار عشق:

وادی ذفران وہ جگہ تھی جہاں آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان کے بلانے پر قریش مکہ کا ایک لشکر قافلے کی حفاظت کے لئے مکہ سے روانہ ہوچکا ہے تب آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بلا کر ان سے مشورہ طلب کیا، شاگردان درسگاہ نبوت جانثاران پیغمبر ﷺ اور شمع رسالت کے پروانوں کی ترجمانی کرتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تاجدار رسالت ﷺ کی حفاظت کی خاطر نقد جان دینے کا اعادہ کیا حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ جو فرمائیں وہی کریں گے، ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں، خدا کی قسم! ہم وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ:

اذهب انت وربک فقاتلا انا هٰهنا قاعدون

اس خدا کی قسم جس نے حق کیساتھ آپ ﷺ کو مبعوث کیا اگر

آپ ﷺ برک الغماد تک بھی چلے جائیں تو ہم آپ ﷺ کا ساتھ دیں گے۔ آپ ﷺ نے ان فیض یافتگان نبوت کی تقاریر سن کر تعریف کی اور دعا فرمائی اور پھر فرمایا کہ مجھے مشورہ دو، اب آپ ﷺ کا روئے سخن انصار کی جانب تھا، تمام صحابہ رمز شناس پیغمبر ﷺ تھے، حضرت سعد بن معاذ فوراً سمجھے، اٹھے اور جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ شاید آپ ﷺ کا روئے سخن ہماری طرف ہے اور آپ ﷺ ہماری رائے سننا چاہتے ہیں اور شاید آپ ﷺ سمجھ رہے ہیں کہ انصار نے صرف اپنے وطن اور اپنی سرزمین میں آپ ﷺ کی نصرت کا وعدہ کیا ہے میں تمام انصار کی طرف سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ ﷺ جہاں چاہیں روانہ ہوں، جس سے چاہیں تعلق رکھیں اور جس سے چاہیں توڑ دیں، ہمارے مال و دولت میں سے جتنا چاہیں لیں اور ہم کو جتنا پسند ہو عطا کریں اور جو کچھ آپ ﷺ لیں گے وہ ہمیں زیادہ محبوب ہوگا اس سے جو آپ ﷺ چھوڑ دیں گے، آپ ﷺ کوئی حکم دیں گے تو ہماری رائے آپ ﷺ کے تابع فرمان ہوگی، خدا کی قسم آپ ﷺ چلنا شروع کریں یہاں تک کہ برک الغماد تک چلے جائیں تب بھی ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلتے رہیں گے اور خدا کی قسم اگر آپ ﷺ سمندر میں داخل ہو جائیں گے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہو جائیں گے۔ اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا، ہمیں یہ پسند ہے کہ کل آپ ﷺ ہمیں لیکر دشمنوں سے مقابلہ کریں، ہم جنگ میں استوار اور مقابلے میں سچے ہیں، امید ہے خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسے کارنامے دکھائے جن سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، آپ ﷺ اللہ کی برکت سے چلیں۔"

جب آپ ﷺ نے یہ گفتگو سنی تو روئے مبارک خوشی سے دمکنے لگا اور آپ ﷺ کو اپنے جانثار صحابہ ؓ کی زبان سے یہ اظہار عشق سن کر جس میں ایمانی غیرت، اسلامی حمیت اور جذبہ جہاد و اعلائے کلمۃ اللہ کا خروش تھا بڑی مسرت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

چلو، خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے میرے ساتھ دونوں گروہوں (قافلہ ابوسفیان یا لشکر ابوجہل) میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے گویا اس وقت قریش کے بچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

ذفران سے بدر کی طرف روانگی:

وادی ذفران سے آپ ﷺ روانہ ہوئے تو ان گھاٹیوں میں

> **جس طرح رسول اللہ کی سیرت طیبہ قرآن کا لازمی جزو ہے اسی طرح سیرت صحابہ ؓ بھی قرآن کا اہم ترین حصہ ہے جو نفاذ شریعت کے باب میں اصول وکلیات کا درجہ رکھتی ہے۔**

گزرے جنہیں الاصافر کہا جاتا ہے پھر الدبہ نامی بستی میں قیام فرمایا بعد ازاں حنان نامی ٹیلے کو جو بڑے پہاڑ کی مانند ہے دائیں جانب چھوڑا اور بدر کے قریب نزول فرمایا، شام ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی ؓ، حضرت زبیر ؓ اور حضرت سعد ابن ابی وقاص ؓ کو ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی جانب روانہ فرمایا کہ حالات معلوم کریں، یہ حضرات دو غلاموں کو گرفتار کر لائے جو لشکر قریش کے لئے پانی لانے کی خدمت پر مامور تھے، صحابہ نے ان سے ابوسفیان اور اس کے قافلے کے بارے میں پوچھا اور لاعلمی کے اظہار پر انہیں زدوکوب کیا جب انہوں نے اقرار کرلیا کہ ہم ابوسفیان کے ملازم ہیں تو انہیں چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے سلام پھیرا تو فرمایا جب انہوں نے سچ کہا تو تم نے مارا اور جب جھوٹ بولا تو تم نے چھوڑ دیا پھر آپ ﷺ خود بنفس نفیس ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا مجھے قریش کے متعلق بتاؤ:

غلام: وہ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں جو دور نظر آرہا ہے، اس سے اشارہ اس ٹیلے کی طرف تھا جسے عقنقل کہا جاتا تھا اور اس طرف ایک ٹاکہ تھا جسے العدوۃ القصوی قرآن نے کہا۔

پھر پوچھا: وہ لوگ کتنے ہیں۔

غلام: بہت ہیں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: کھانے کے لئے روزانہ کتنے اونٹ ذبح کئے جاتے ہیں

غلام: کبھی روز نو، کبھی روز دس۔

اس جواب سے آپ ﷺ نے اندازہ فرمایا کہ قریش کا لشکر 900 اور ہزار کے درمیان ہے اور یہ اندازہ بالکل درست تھا کیونکہ قریش کے لشکر کی تعداد ساڑھے نوسو بیان کی گئی ہے۔

آپ ﷺ نے پوچھا: قریش کے سرداروں میں کون کون سے ہیں؟

غلام: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، طعیمہ بن عدی نضر بن حارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، سہیل بن عمرو، عمرو بن مرود۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے مقابلے کے لئے پیش کر دیئے ہیں۔

درسگاہ رسالت ﷺ کا اچھوتا انداز:

آپ ﷺ نے اپنے شاگردوں کو عقل کی شفافیت، ضمیر کی حساسیت اور روح کی طمانیت سے نوازا تھا، انہیں حق کے اظہار اور جھوٹ، تقیہ اور فریب سے نفرت کی تعلیم دی تھی، انکی عقلی بالیدگی اور شعوری تربیت کے لئے انہیں مشورے کا عادی بنایا گیا تھا، شریعت کے وسیع دائرے میں رائے کی آزادی اور اختلاف کی گنجائش موجود تھی، آپ ﷺ کے اصحاب میں جو لوگ دنیاوی امور سے واقف اور علوم وفنون کے ماہر تھے آپ ﷺ انکے علم ومہارت کو دین کی خدمت کے لئے استعمال کیا کرتے اور انکی تعلیم دیتے تھے، انکی صلاحیتوں کی قدر کرتے تھے اور انکے استعمال کا موقع فراہم کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپ ﷺ میدان بدر میں پہنچ کر پہلے قریبی چشمے پر اترے تو ایک صحابی حباب بن

> **آج امت مسلمہ کی کامیابی کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق صحابہ کی زندگی کو اپنے لئے معیار بنا کر اسی طرح جہاد کے مراتب طے کریں جیسے خود صحابہ ؓ نے کئے تھے۔**

منذر ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس مقام پر اترنے کا حکم اللہ نے آپ ﷺ کو دیا ہے یا یہ آپ ﷺ کی رائے ہے

؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ ایک رائے ہے، اس پر حضرت حباب نے گذارش کی کہ ٹھہرنے کے لئے یہ مقام مناسب نہیں آگے تشریف لے چلئے، ہم اس چشمے کے قریب اتریں گے جو قریش کے قریب ہے اور پچھلے تمام چشموں کو ناکارہ کردیں گے اور اپنے لئے پانی ذخیرہ کرلیں گے، رسول اللہ ﷺ حضرت جناب بن منذر کی رائے کو صحیح قرار دیتے ہوئے آگے بڑھے اور قریش کے قریب جو چشمہ تھا اس کے پاس نزول فرمایا۔

معرکہ بدر کی پہلی رات:

جس طرح مربی اعظم ﷺ کی سیرت طیبہ قرآن مقدس کا جزو لاینفک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مقام و مرتبے، اوصاف و صفات، حالات و کمالات اور ذہنی و قلبی احوال کو قرآن میں اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی سیرت کے باب میں اصول وکلیات کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور جس کے ذریعے آپ ﷺ کی حیات طیبہ ایک آئیڈیل اور اسوہ حسنہ کے طور پر نمایاں ہوتی ہے اور کسی سیرت نگار کے لئے سیرت نگاری کے بنیادی اصولوں سے انحراف کرنا جائز نہیں اسی طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت بھی قرآن کا اہم ترین جزو ہے اور قرآن مقدس میں اس کے تمام اہم حصوں پر روشنی ڈالی گئی ہے وہ ایمان کے درجوں پر کیسے چڑھے، انہوں نے تربیت کے زینے کیسے طے کئے انکا مقام مرتبہ اوصاف صفات، حالات وکمالات، ذہنی وقلبی احوال کیا تھے ان سب کا تذکرہ ہم قرآن میں دیکھ سکتے ہیں حتیٰ کہ جو لغزشیں دوران تربیت ان سے سرزد ہوئیں اور جزوی امتحانات میں جو کمزوریاں ان سے ظاہر ہوئیں ان کا تذکرہ بھی کیا گیا اور پھر خود رب العالمین نے اپنے کمال لطف وکرم سے انکی کوتاہیوں کی اصلاح فرمائی، انکی لغزشوں کو درست کیا اور انکی معافی کا اعلان کیا، جس کی وجہ سے جماعت صحابہ کرام کی ایمانی، اخلاقی، عقلی، معاشرتی، سیاسی، اقتصادی اور جماعتی زندگی امت مسلمہ کی اجتماعی و انفرادی زندگی کے لئے بطور آئیڈیل چنانچہ اسوہ حسنہ کے لئے ابھرتی ہوئی نظر آتی ہے اور سیرت صحابہ کا قرآنی بیان انکی سیرت کے باب میں اصول وکلیات کا درجہ رکھتا ہے اور کسی تاریخ دان، سوانح نگار اور مصنف کے لئے شرعاً یہ جائز نہیں کہ وہ اس سے انحراف کرے اور انکی زندگی کی ایسی تصویر پیش کرے جو قرآنی اصولوں کے خلاف ہو۔ کیونکہ یہ جنگ بدر کفر واسلام کی پہلی مسلح آویزش تھی اس سے بعض صحابہ کے دلوں میں موت کا طبعی خوف تھا اور انکی یہ سوچ تھی کہ کسی طرح یہ جنگ ٹل جائے۔ قرآن پاک نے انکی اس قلبی واردات کو بیان کیا اور فرمایا کہ تم یہ چاہتے تھے کہ تمہارا ٹکراؤ غیر مسلح گروہ یعنی ابوسفیان کے تجارتی قافلہ سے ہو مگر اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ کفر واسلام اور حق و باطل کے مابین فیصلہ ہو جائے اسی لئے تمہیں کفار کے مسلح لشکر کے سامنے لاکھڑا کیا

(سورۃ الانفال)

یہ بدر کی پہلی رات تھی کفر واسلام کے لشکر آمنے سامنے تھے جنگی کیفیت فریقین پر پوری طرح آشکار ہو چکی تھی صحابہ کرام جان چکے تھے کہ مخالف لشکر کی تعداد کم از ساڑھے نو سو ہے انکے پاس ایک سو گھوڑے اور لاتعداد اونٹ ہیں کہ وہ ہر منزل پر نو یا دس اونٹ ذبح کرتے آئے ہیں۔ اور ادھر صحابہ کرام کی تعداد تین سو سے کسی قدر زائد تھی یہ تعداد مختلف روایات میں تین سو پانچ سے تین سو انیس تک بتائی گئی ہے ان میں 74 یا 76 مہاجرین اور باقی انصار تھے جنکے پاس دو گھوڑے، ستر اونٹ اور نو تلواریں تھیں۔ اگر یہ معرکہ عددی کثرت، افراد کی قوت، جنگی ساز وسامان اور ملک واقتدار کی ہوس کا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی واضح شکست نوشتہ دیوار تھی مگر یہ جنگ اس حق کی تھی جو صحابہ کے قلوب میں جاگزیں تھا اس باطل سے تھی جو قریش مکہ کے دلوں میں تھا، یہ معرکہ اس شجر ایمان کی حفاظت کا تھا جو تلمیذان پیغمبر ﷺ کے سینوں میں دست نبوت کی آبیاری سے تناور درخت بن چکا تھا یہ آویزش اس جذبہ عشق کی بے خودی کی تھی جو جانثاران پیغمبر ﷺ کی رگوں میں خون بن کر دوڑ رہا تھا۔

کفار اپنی عددی کثرت پر نازاں اور تکبر کا شکار تھے اور مسلمان اپنے پروردگار سے مدد و نصرت کے خواستگار، خدائے لم یزل۔ ان فاقہ مستوں کی التجاؤں کو کیونکر نہ سنتا جو نفس وشیطان کے خلاف جہاد کے ہر معرکے میں کامیاب ہو کر اب جہاد بالکفار کی منزل پر پہنچ چکے تھے اللہ تعالیٰ نے انکے تھکے ہوئے جسموں کو تر و تازہ کرنے اور دلوں کو شیطان کے ناپاک وساوس سے پاک کرنے کے لئے ان پر نیند کو طاری کیا جب وہ پوری طرح نیند لے چکے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ بدر کی رات سوائے نبی کریم ﷺ کے کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا جس پر نیند طاری نہ ہوئی ہو تو ان پر اپنی رحمت کا بادل تان دیا جس کی بارش میں وہ سب صاف ستھرے اور پاک ہوگئے۔ اللہ نے انکے مورال کو بلند کردیا انکی زمین کو سخت کردیا اور کفار کو کیچڑ میں مبتلا کر چھوڑا، انکے قلبی اطمینان کے لئے آسمان سے فرشتوں کو اتارا۔ اور پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے ٹھہرنے کے لئے ایک اونچے ٹیلے پر جگہ بنائی گئی تھی جسے عرش کہا جاتا ہے بدر کی تمام رات اپنے رب غفور سے ہم کلام رہے، صحابہ کرام کی اس جماعت کی سلامتی مانگتے رہے کہ یہ میری پندرہ سالہ محنت کا نتیجہ ہے میری تعلیم وتربیت کا ثمرہ ہے، اس دنیائے کفر وشرک میں جہاں تیرا نام لینے والا کوئی نہیں، حق وصداقت کی علمبردار ہے، تیری نیابت اور تیری خلافت کی امین ہے، اگر آج یہ ہلاک کردی گئی تو تیرا نام لینے والا دنیا میں کوئی نہیں رہے گا پھر اس دعا کی قبولیت نے جماعت صحابہ کرام کے مقام و مرتبے اور انکی منصب پر قطعی مہر ثبت کردی۔

> کسی تاریخ دان، سوانح نگار اور مصنف کے لئے شرعاً جائز نہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی تصویر پیش کرے جو قرآنی اصولوں کے خلاف ہو

یوم بدر:

رسول اللہ ﷺ جو لشکر صحابہ کی صفیں درست فرما کر دوبارہ عریش میں جا کر دعا مانگنے لگے تھے واپس لشکر کے سامنے تشریف لائے اور جہاد بالکفار اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل پر گفتگو فرمائی اسی دوران لشکر کفار سے عتبہ بن ربیعہ اسکا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹا ولید بن عتبہ میدان جنگ کے وسط میں آئے اور مبارزت طلب کی ان کے جواب میں انصار کے تین جوان لشکر اسلام سے نکلے جن کا نام عوف، معوذ اور عبداللہ بن رواحہ ہے ان انصار صحابہ کو دیکھ کر عتبہ نے بڑی رعونت سے کہا: ہمارے مقابلے کیلئے قریش میں سے کسی کو بھیجو تم ہمارے مقابلے کے نہیں ہو، تو آپ ﷺ نے حضرت عبیدہ بن حارث، حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو مقابلے کا حکم دیا، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو للکارا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو دعوت مبارزت دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ ولید بن عتبہ کی طرف بڑھے، حضرت حمزہ و حضرت علی رضی اللہ عنہما نے

CS CamScanner

دیکھتے ہی دیکھتے شبہ و ولید کا کام تمام کردیا اور حضرت عبیدہ زخمی ہوئے، حضرت حمزہ و حضرت علی نے انکی مدد کی عتبہ کو ختم کیا اور عبیدہ کو اٹھا کر واپس لے گئے جو بعد میں شہید ہوگئے۔ اس کے فوراً بعد دونوں لشکر برسرپیکار ہوگئے اور دوبدو جنگ ہونے لگی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بڑھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے۔

یہ جنگ مسلمانوں کی فتح مبین اور مشرکین وکفار کی ذلت آمیز شکست پر ختم ہوئی جس کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا:

الحمدالله الذی صدق وعده نصر عده

وهزم الاحزاب وحده

اللہ کا شکر ہے، جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔

اس جنگ میں کفار کے ستر بڑے نامی گرامی سردار مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنائے گئے۔

صحابہ کرام میں مہاجرین کے چھ اور انصار کے آٹھ آدمی یعنی کل چودہ صحابہ شہید ہوئے۔

شہدائے بدر:

مہاجرین:

(1) حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب۔ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی۔

(2) عمیر بن ابی وقاص ؓ۔ یہ سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے نکلتے وقت کم عمری کی بنا پر عمیر ؓ کو واپس کردینا چاہتے تھے لیکن وہ رو پڑے اس لئے ساتھ لے لیا، شہادت کے وقت آپ ؓ کی عمر صرف سولہ برس تھی۔

(3) حضرت عمیر بن عبد عمرو ؓ

(4) حضرت مہجع ؓ (حضرت عمر ؓ کے آزاد کردہ غلام)

(5) حضرت صفوان بن بیضاء ؓ

(6) حضرت عاقل بن البکیر اللیثی ؓ

(7) حضرت عمیر بن حمام ؓ۔ کھجوریں کھا رہے تھے آپ ﷺ سے جہاد کی فضیلت سنی تو کھجوریں پھینک دیں چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی تلوار نکالی، کئی آدمیوں کو مار کر خود بھی شہادت پائی، بدر کے پہلے شہداء غالباً یہی ہیں۔

(8) حضرت سعد بن خثیمہ (اوسی انصاری ؓ)

(9) حضرت مبشر بن عبدالمنذر ؓ (اوسی انصاری)

(10) حضرت یزید بن حارث (خزرجی انصاری)

(11) حضرت رافع ؓ بن المعلی (خزرجی انصاری)

(12) حضرت حارثہ بن سراقہ ؓ (خزرجی انصاری)

(13) حضرت عوف بن عفراء ؓ (خزرجی انصاری)

(14) حضرت معوذ بن عفراء ؓ (خزرجی انصاری)

معرکہ بدر قرآن کی نظر میں:

ہم عرض کرچکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعلیم وتربیت کا جو فریضہ رسول اللہ ﷺ پر عائد کیا تھا وہ اس قدر اہم اور غیر معمولی تھا کہ خود خداوند قدوس براہ راست اس کی نگرانی فرما رہے تھے، قرآن پاک کی ترتیب نزولی اس امر پر شاہد ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد بڑی تفصیل کے ساتھ اس جنگ کے اصل اسباب وعوامل، عواقب ونتائج اور اہم واقعات پر روشنی ڈالی، مقصود یہ تھا کہ اس معرکے میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے کردار وعمل کو بنیاد بنا کر جنگ وقتال اور جہاد بالکفار کے اصولی احکامات کو امت مسلمہ کیلئے بیان کردیا جائے۔ ان میں سے چند ایک کا ہم ذکر کریں گے۔

(1) ان صحابہ کے تقوے کا امتحان اور انکی کامیابی:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں فرمایا:

یاایها الذین امنوا ان تتقوا الله یجعلکم
فرقانا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویغفرلکم
والله ذوالفضل العظیم.

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ حق و باطل میں امتیاز کی علامت بنا دے گا اور تمہارے اندر یہ صلاحیت پیدا ہوجائے گی کہ تم کبھی باطل اور شر کی طرف قدم نہیں اٹھاؤ گے۔ اور پھر یہ معرکہ اس لئے برپا کیا گیا کہ صحابہ کرام کا کردار اور تقویٰ دنیا کے سامنے آشکار ہوجائے فرمایا:

ولیبلی المؤمنین منه بلاء حسناً

تاکہ آزمائے اللہ تعالیٰ مومنین صحابہ کو اس جنگ کے ذریعے ایک بہتر آزمائش۔

چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اس اعتبار سے جماعت صحابہ اکرام ؓ کا کیا حال تھا نہ صرف یہ کہ وہ بدر کے معرکے میں کامیاب ہوئے بلکہ چندہی برس میں وہ ایرانیوں اور رومیوں جیسی متمدن اور قوموں کی قسمتوں کے مالک بھی ہوگئے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حق وباطل کے مابین امتیاز کی علامت ہے اور جو کچھ کرتے تھے حق وعدالت اور خیر وسعادت کے سوا کچھ نہیں ہوتا تھا اور اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے یوم بدر کو بھی یوم الفرقان کہا ہے (دیکھئے سورۃ الانفال)

دین حق کا نشہ

ہر قسم کی مادی منفعت سے ہٹ کر صحابہ کرام دین حق کے نشے سے سرشار تھے۔ اور انہیں کوئی دنیاوی لالچ نہیں تھی اس بات کی شہادت خود منافقین اور کچے دل اور ایمان کے لوگوں نے اس وقت دی تھی صحابہ بے سروسامانی کی حالت میں جنگ بدر کے لئے نکلے، انہوں نے کہا ان (صحابہ) کو دین کے نشے سے مغرور کردیا تھا اگرچہ یہ بات بطور طعنہ کہی گئی مگر قرآن نے انکی اسباب کو نقل کرکے انکی تردید نہیں کی بلکہ یہ کہہ کر توثیق کی کہ:

ومن یتوکل علی الله فان الله عزیز حکیم

(سورہ الانفال).

کہ یہ توکل علی اللہ کی مثال ہے۔

فتح وکامرانی کیلئے چھ ضروری اوصاف

سورۃ الانفال کی آیت 45 سے 47 تک اللہ تعالیٰ جو باتوں پر زور دیا ہے، جو فتح وکامرانی کا اصل سرچشمہ ہیں اور کو صحابہ کرام کی کامیابی کی وجہ بنے۔

(1) فاثبتوا:

ثابت قدم رہو کیونکہ میدان جنگ کی ساری کامیابی اسی کیلئے ہوتی ہے جو آخر تک ثابت قدم رہے۔

(2) اذکروا الله کثیرا:

اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو کیونکہ جسم کائنات دل کے ثبات پر موقوف ہے اور دل اسی کا مضبوط رہے گا جو اللہ کا ذکر کرتا ہے

(3) اطیعوا الله ورسوله:

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو کیونکہ بغیر اطاعت کے کوئی جماعت کامیاب نہیں ہوسکی۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے شاگردوں کو عقل کی شناخت، ضمیر کی حساسیت اور روح کی طمانت سے نوازا تھا۔ انہیں حق کا اظہار کرنے کی، جھوٹ، تقیہ، فریب اور حق کو چھپانے سے نفرت کی تعلیم دی تھی۔

(4)ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب لحکم:

> کالعدم سپاہ صحابہ چاہتی ہے کہ امت مسلمہ کے سامنے جماعت صحابہؓ کی وہ آئیڈیل حیثیت باقی رہے جو قرآن وسنت نے انہیں عطا کی ہے لیکن اہل تشیع اسے مسخ کرنا چاہتے ہیں تاکہ دین حق کا کوئی معیار باقی نہ رہے۔

باہمی نزاع سے بچو، ورنہ سست پڑ جاؤ گے اور بات بگڑ جائے گی۔

(5)واصبروا ان الله مع الصابرين:

کتنی ہی مشکلات پیش آئیں، جھیلتے رہو، بالآخر جیت اسی کی ہے جو زیادہ صبر کرنے والا ہے۔

(6)ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاالناس ویصدون من سبیل اللہ:

کافروں کا چلن اختیار مت کرو، جو ایمان وراستی کی جگہ گھمنڈ اور دکھاوے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں تمہارے کاموں کی بنیاد خدا پرستانہ عجز واخلاص پر ہونی چاہئے۔

(7)واعدوا لھم ماستطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ و عدوکم وآخرین من دونھم

اور جہاد بالکفار کیلئے ضروری ہے کہ ہمیشہ اتنی قوت تیار رکھو جس سے کفار خوف کھاتے رہیں اور تم پر حملہ کرنے کی انہیں جرات نہ ہو اگر وہ حملہ کردیں تو تم اسے روک سکو، اس کے لئے جو تم خرچ کرو گے اللہ تمہیں پورا پورا لوٹا دیں گے۔

(آخری بات سورۃ الانفال کی آیت نمبر 60 میں فرمائی)

(جماعت صحابہ کی باہمی الفت، رسول اللہ ﷺ کی تربیت کی کامیابی اور صحابہ کے پختہ ایمان کی علامت۔

جنگ بدر میں کامیابی کا ایک سبب انکی باہمی الفت اور محبت بھی جس کا قرآن نے بطور خاص ذکر کیا جس کا سبب صحابہ کے ایمان کی پختگی اور رسول اللہ ﷺ کی تربیت وتزکیہ کی کامیابی تھی کیونکہ دنیا کا کوئی کام اس سے زیادہ مشکل نہیں کہ بکھرے ہوئے انسانی دلوں کو ایک رشتہ الفت میں پرودیا بجائے پھر جب معاملہ اپنے انسانوں کا ہو جو صدیوں سے باہمی جنگ جدال کی آب وہوا میں پرورش پا رہے ہوں اور جن کے نفسیاتی سانچوں میں باہمی الفت ومحبت کا کوئی ڈھنگ باقی نہ رہا ہو، اسلام سے پہلے صحابہ کرام ؓ کا حال یہی تھا مگر آپ ﷺ کی بعثت کے پندرہ سال بعد قرآن نے انہی صحابہ کی باہمی الفت ومحبت کو بطور خاص نعمت کے ذکر کیا۔ فی الحقیقت یہی وہ تزکیہ اخلاق کا عمل تھا جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتربیت نے انجام دیا اور یہ صحابہ کرام ؓ کے کامل ایمان ہونے کی دلیل تھی کہ ایمان ہی یہ محبت پیدا کرسکتا ہے اور اخلاق کے اس اعلیٰ مرتبے پر فائز کرسکتا ہے۔

کالعدم سپاہ صحابہ کا مشن اور اسکی صداقت:

یہاں پر دوسری بات جو اس مضمون کے توسط سے اپنے قارئین کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں وہ کالعدم سپاہ صحابہ کے مشن کی اہمیت اور صداقت ہے۔

کالعدم سپاہ صحابہ چاہتی ہے کہ امت مسلمہ کے سامنے جماعت صحابہ کرام کی وہ آئیڈیل حیثیت باقی رہے جو قرآن وسنت نے اسے عطا کی ہے، اسکا وہ منصب جو امامت وقیادت کے حوالے سے قیامت کی صبح تک آنے والی امت مسلمہ کے لئے قرآن نے اسے عطا کیا جس کی ایک جھلک آپ نے واقعہ بدر میں مانگی جانے والی نبوی ﷺ دعاؤں اور سورہ الانفال کی ان آیتوں میں دیکھ چکے ہیں جو اللہ نے جنگ بدر کے موقع پر نازل کیں کیونکہ سپاہ صحابہ یہ جانتی ہے کہ جماعت صحابہ کرام ایمان، اخلاق، عقل، شجاعت وفراست معیشت ومعاشرت، سیاست وحکومت اور حق وباطل کے درمیان امتیاز کی دلیل اور علامت کا درجہ رکھتی ہے اور دشمن چاہتا ہے اسکے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کردیئے جائیں تاکہ دین حق کا کوئی معیار باقی نہ رہے۔

آج امت مسلمہ کی کامیابی کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ دور جدید کے تقاضوں کے مطابق صحابہ کرام کی زندگی کو اپنے لئے معیار اور شعار بنا کر اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کے مراتب طے کریں جیسے خود صحابہ نے کئے اور کامیاب ہوگذرے یہی امت مسلمہ کے موجودہ مسائل کا واحد حل ہے۔ ررع

☆☆☆☆☆☆

باتوں سے خوشبو آئے

(مرتب محمد طیب قاسم۔ سید داؤد حسن شاہ متعلم جامعہ عمر فاروق اسلامیہ)

ارشادات نبوی ﷺ :

☆......اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی عبادت نہیں کہ تو کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کردے۔

☆......جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اس کا جواب مت دو، جب تک پہلے سلام نہ کرے۔

☆......سلام میں سبقت کرنے والے کو تیں اور جواب دینے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔

☆......جو نرمی سے محروم ہو وہ نیکی سے بالکل محروم رہا۔

☆......غریبوں کے ساتھ دوستی رکھ اور امیروں کی محفل سے پرہیز۔

☆......سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے اور آگ سے دور ہے۔

☆......بخیل اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے اور آگ سے قریب ہے۔

بکھرے موتی

(قاسم مصطفیٰ متعلم جامعہ عمر فاروق اسلامیہ)

☆خطرات اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ کرنا حقیقی مردانگی ہے۔

☆بہترین کی امید رکھو اور بدترین کے لئے تیار رہو۔

☆گفتگو کیلئے ذہانت سے زیادہ اعتماد کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆علم ایسا بادل ہے جس سے رحمت برستی ہے۔

☆وقت سحر مومن کی آنکھ سے ٹپکنے والے آنسو جہنم کی آگ بھی بجھا سکتے ہیں۔

خطرناک غلطیاں

(سید داؤد شاہ متعلم جامعہ ہذا)

☆......اس خیال میں غرق رہنا کہ ہمیشہ تندرست خوبصورت اور تونگر ہی رہوں گا۔

☆...... ہر انسان کے متعلق ظاہری صورت دیکھ کر رائے قائم کرنا۔

☆...... ہر ایک سے بدی کرنا اور خود آرام میں رہنے کی توقع کرنا۔

☆...... تمام انسانوں کو اپنے خیال پر لگانے کی کوشش کرنا۔

اک مشفق و مہربان شخصیت

حضرت خواجہ خان محمد رحؒ

تحریر: علامہ محمد احمد لدھیانوی سربراہ: اہل سنت والجماعت پاکستان

نظام قدرت کے تحت ہر شخص کا یہاں پر آنا، جانے کے لئے ہے۔ اس دنیا میں بہت سے لوگ آئے اور چلے گئے اور قیامت تک یہ سلسلہ باقی رہنا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں رہنے والے انسانوں کی فلاح اور انکی رہنمائی کے لئے قادر مطلق جل شانہٗ کی جانب سے مبعوث فرمائے گئے، تمام انبیاء اپنے اپنے وقت پر آئے اور دنیا کی رہنمائی کر کے اپنے وقت پر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ خاتم المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے، وہ اپنی زندگی کی تریسٹھ بہاریں اس دنیا میں گزار کر رفیق اعلیٰ کی طرف چلے گئے۔ اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام کے بعد اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کے لئے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ فرق صرف اتنا آیا کہ انبیاء کی جگہ انکے وارثین علماء دین، مصلحین امت، مجددین اور بزرگان دین نے لے لی۔ جنہوں نے انسانیت کو صراط مستقیم پر چلنے، سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے، احقاق حق اور ابطال باطل کی تلقین کی اور اب تک کرتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ رب العزت کی انہی محبوب و محترم شخصیات میں سے ایک میرے محبوب و مخدوم، شیخ المشائخ، خواجہ خواجگان، حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہٗ تھے انکی شفقتوں اور محبتوں کو آج بیٹھ کر جب سوچتا ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اب حضرت شیخ کی رحلت کے بعد وہ شفقتیں اور محبتیں سمیٹنے کے لئے کونسی خانقاہ یا کس دروازے پر جایا کریں گے؟

> ہمیں اس بات سے بے پناہ خوشی محسوس ہوئی کہ اتنی بڑی روحانی شخصیت ہمارے مشن کی تائید کے لئے عدالت جانے کے لئے بھی تیار ہے۔

میرے والد گرامی قدر حضرت حافظ صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بہت پیار والا تعلق تھا، حضرت والد صاحب کے اس پیار اور محبت کی وجہ سے میرا ذہنی میلان حضرت خواجہ صاحب کی طرف تھا، میں نے پہلی بیعت اپنی تعلیم کے آغاز میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سے کر لی تھی، پھر جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تعلیم کے دوران مشکوٰۃ والے سال حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوگیا، اصلاحی تعلق کی وجہ سے حضرت کی خدمت میں آنا جانا رہتا تھا، پھر جماعتی معاملات میں مشاورت اور رہنمائی کے لئے بھی حاضری ہوتی رہتی، حضرت والا میرے ساتھ خصوصی شفقت فرماتے تھے، میرے والد گرامی کی وفات 1995ء میں ہوئی اور والد صاحب کی جدائی کا غم مجھ پر بہت زیادہ تھا کہ اچانک اطلاع آئی کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعزیت کے لئے تشریف لا رہے ہیں، بس حضرت کا آنا تھا کہ میرے تمام غم دور ہوگئے، حضرت والا کی آمد، انکی شفقت اور دعاؤں کا اتنا اثر ہوا کہ غم کی وجہ سے جو نڈھالی تھی وہ دور ہوگئی۔ حضرت کی شفقت اور محبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم جی بھر کر ان سے فیض یاب ہوتے مگر جماعتی مصروفیات آڑے آتی رہیں اور جس طرح اس شخصیت سے فیض یاب ہونا چاہئے تھا اس طرح نہ ہوسکے۔

> ہم نے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کو جن بزرگان دین کے شیعہ سے متعلق فتاویٰ جات پیش کئے تھے ان میں حضرت خواجہ خان محمدؒ کا فتویٰ بھی شامل تھا۔

میں نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز فیصل آباد سے کیا اور یہ وہ دور تھا جب تحریک ختم نبوت کے قائدین و کارکنان سخت آلام و مصائب کی زندگی گزار رہے تھے، گرفتاریاں جیلیں، مار پیٹ سب کچھ ان حضرات کے ساتھ ہو رہا تھا۔ ہم نے بھی زمانہ طالب علمی میں ہی جمعیت طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے تحریک ختم نبوت کے لئے کی جانے والی جدوجہد میں حصہ لیا۔ 1974ء میں میری پہلی گرفتاری بھی تحریک ختم نبوت کی وجہ سے ہوئی اور جیل میں حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا عبدالوارث چنیوٹی اور دیگر حضرات کی رفاقت نصیب ہوئی۔ 1974ء میں جب میں نے سپاہ صحابہ میں شمولیت اختیار کی تو بھی حضرت والا کی دعائیں، شفقتیں اور ہدایات شامل

> حضرت خواجہ خان محمدؒ نے علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے جس مشن پر چل رہے ہو صبر و استقامت کے ساتھ اس پر قائم رہنا"۔

حال تھیں۔ میری ہمیشہ یہ عادت رہی کہ جب بھی حضرت کی خدمت میں حاضری ہوتی تو اس دورانیہ میں تحفظ ناموس صحابہ کے لئے جتنی کوشش کی ہوتی اس کی تمام کارگزاری حضرت کے گوش گزار کرتا، حضرت ہمیشہ بڑی اپنائیت کا احساس دلاتے ہوئے اسے سنتے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے۔ ردِّ روافض پر حضرت والا اور انکے شیوخ و بزرگان دین کی بہت بڑی خدمات تھیں اس لئے حضرت بھی اس عنوان پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خان محمدؒ کا روحانی سلسلہ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے ہوتا ہوا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

صاحب کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ سے تھا اور اس کے سرخیل حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نے تحفظ ناموس صحابہ اور ردِّ روافض کے عنوان پر بہت خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس عنوان پر کام کرنے والوں کے ساتھ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا تعلق دیدنی ہوتا تھا۔ تحفظ ناموس صحابہ کے عنوان پر کام کرنے والی شخصیات پر حضرت والا کی شفقت بے مثال ہوتی تھی۔ حضرت نے خود اپنی نگرانی میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی زبان میں لکھے ہوئے رسالہ ردِّ روافض کا اردو زبان میں ترجمہ کروایا اور تائید مذہب اہل سنت کے نام سے شائع اور تقسیم کروایا۔

1998ء میں سابق چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ صاحب نے سنّی شیعہ فسادات کا ازخود نوٹس لیا، مجھے اور امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ کو عدالت عالیہ میں طلب کیا، ہم وہاں پر پیش ہوئے اور چیف جسٹس کے سامنے حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے چار گھنٹے کی طویل گفتگو فرمائی اور اپنا مقدمہ، موقف بھرپور انداز میں پیش

حضرت خواجہ خان محمدؒ سپاہ صحابہ کی کارکردگی کی کارگزاری سن کر ہمیشہ اپنائیت کا احساس دلاتے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے

فرمایا، جس کے بعد چیف جسٹس کے ریمارکس کچھ یوں تھے کہ: "میں تو سمجھتا تھا کہ یہ لڑائی بچوں کی لڑائیوں جیسی ہوگی اور آپ کو بلا کر ڈانٹ دوں گا تو آپ اسے بند کردیں گے مجھے تو آج پتہ چلا ہے کہ یہ تو انتہائی سنگین معاملہ ہے اور اس کیس کی باقاعدہ سماعت کرکے اس کا جلدی فیصلہ کرنا ضروری ہے۔" چیف جسٹس کے سامنے جہاں اور بہت ساری چیزیں ہم نے پیش کی تھیں وہیں ہم نے اکابر علماء کرام کے فتاوی جات کو بھی پیش کیا تھا جن میں سے ایک فتویٰ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تھا۔ ہم نے عدالت عالیہ میں جن چیدہ چیدہ شخصیات کے فتاویٰ جات اور دیگر حوالے پیش کئے تھے، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کی کہ آپ کا نام اور آپ کا فتویٰ ہم عدالت میں پیش کر آئے ہیں ممکن ہے عدالت آپ کو فتویٰ کی تصدیق کے لئے طلب کرے، آپ اپنے موقف اور فتویٰ کو درست ثابت کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اسی مقصد کے لئے ہم دونوں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کو عدالت کی پوری کاروائی سنائی اور

حضرت خواجہ خان محمدؒ نے فرمایا اگر عدالت عالیہ نے مجھے اپنے فتویٰ کی تصدیق کے لئے طلب کیا تو ضرور جاؤں گا اور نہ صرف یہ بتاؤں گا کہ یہ فتویٰ میرا ہے بلکہ اس کی تصدیق کے لئے مزید دلائل بھی دے کر آؤں گا۔

بتلایا کہ آپ کا فتویٰ عدالت میں دے کر آئے ہیں، ممکن ہے عدالت آپ سے اس کی تصدیق طلب کرے، حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: "اگر عدالت نے مجھے بلایا تو ضرور جاؤں گا اور انہیں یہ بتاؤں گا کہ یہ فتویٰ میرا ہے اور میں اسکی تصدیق کرتا ہوں، نہ صرف عدالت کو یہ بتاؤں گا بلکہ اس کے ثبوت میں مزید دلائل بھی دے کر آؤں گا۔" ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب جیسی شخصیت ہمارے موقف اور مشن کی تائید کر رہی ہے اور ہماری محنت کو سراہ رہی ہے۔ اس کے بعد علامہ حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہماری اصلاح فرمائیں۔ اس کے جواب میں حضرت والا نے حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ: "میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں، آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے اور جس مشن پر چل رہے ہو صبر و استقامت کے ساتھ اس پر قائم رہنا۔" چنانچہ ہم نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی اس نصیحت کو اپنے پلے باندھا ہوا ہے اور صبر و استقامت کے ساتھ اپنے مشن و کاز پر کاربند ہیں اور اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے چند روز قبل عمرہ کی سعادت کے لئے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ایک روز حضرت والا کی وفات کی اطلاع ملی۔ جنازہ میں حاضری ممکن نہ تھی فوراً بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے ایصال ثواب کے لئے طواف کیا اور اللہ رب العزت سے دعا کی کہ یا اللہ! حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب ایک ایسی شخصیت تھے جو پاکستان میں اہل حق کی تمام جماعتوں کے سرپرست اور مربی تھے اور ایک ایسی شخصیت تھے جنہیں تمام جماعتوں کے قائدین و کارکنان اپنا بزرگ اور سرپرست مانتے تھے اور انکی شخصیت پر سب حضرات متفق و متحد ہونے کے لئے تیار تھے۔ یا اللہ! پاکستان میں اس وقت اتفاق و اتحاد کی جتنی ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہیں رہی، ہم ایسی شخصیت سے محروم ہوگئے ہیں یا اللہ اس خلا کو پُر فرما اور ہم سب کو حضرت والا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایڈیٹر کے قلم سے

حضرۃ العلامہ مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب مدظلہ العالی اور قیام امن کی کوششیں

اہل سنت والجماعت کے سربراہ علامہ محمد احمد لدھیانوی کو 24 ستمبر کو اس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ جامع مسجد حق نواز شہیدؒ جھنگ میں نماز جمعہ کے بعد اپنے مرکزی سیکرٹریٹ میں لوگوں سے ملاقات کررہے تھے۔ڈی ایس پی رانا ارشد ایک ضروری کام کا بہانہ کرکے سیکرٹریٹ میں آئے اور مولانا کو اپنے ڈی پی او کا پیغام دیا کہ وہ ایک ضروری میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔مولانا محمد احمد لدھیانوی جو کہ ہمیشہ مذاکرات کو اہمیت دیتے ہیں اور تمام مسائل کو میز پر حل کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں،فوراً ڈی ایس پی کے ساتھ روانہ ہوگئے تاکہ وہاں ڈی پی او کے ساتھ مذاکرات کیے جاسکیں۔ڈی پی او اور ڈی سی او دونوں سرکٹ ہاؤس میں موجود تھے،مولانا محمد احمد لدھیانوی کے پہنچنے پر مولانا کے محافظوں کو واپس جانے کا حکم دیا گیا اور مولانا کو گرفتار ہوجانے کی ''نوید'' سنائی گئی اور ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد بھیج دیا گیا۔علامہ محمد احمد لدھیانوی اہل سنت والجماعت پاکستان کے سربراہ ہیں،اس سے قبل وہ کالعدم سپاہ صحابہ پنجاب کے صدر اور کالعدم ملت اسلامیہ کے مرکزی ڈپٹی کنوینیر بھی رہ چکے ہیں۔6،اکتوبر 2003 کو مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کی شہادت کے بعد مولانا محمد احمد لدھیانوی کو جماعت کا سربراہ منتخب کیا گیا۔مولانا محمد احمد لدھیانوی کے سربراہ منتخب ہونے کے بعد اب تک جھنگ میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جسے فرقہ وارانہ فساد قرار دیا جاسکے۔یاد رہے کہ جھنگ وہی شہر ہے جہاں آئے روز فسادات اور قتل وغارت ہوتی تھی۔مولانا محمد احمد لدھیانوی نے انتہائی تدبر اور حکمت عملی کے ساتھ اپنی جماعت اور اپنے مشن کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔مولانا محمد احمد لدھیانوی نے ہمیشہ مذاکرات اور بات چیت کو اہمیت دی ہے یہی وجہ ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمہ کیلئے بنائی جانے والی تمام کمیٹیوں کے وہ ممبر منتخب ہوتے ہیں۔مولانا کی کوششوں سے ملک میں سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پھیلائی جانے والی توہین آمیز اور گستاخانہ سینکڑوں کتب پر پابندی لگ چکی ہے۔وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے سابقہ دور حکومت میں وزیراعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ کی توہین اور گستاخی کرنے پر 14 سال کی سزا کا فیصلہ بھی مولانا محمد احمد لدھیانوی کی کوششوں سے عمل میں آیا تھا مگر افسوس کہ اس فیصلہ کو قانونی حیثیت نہ مل سکی۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا موجودہ دور حکومت بھی مولانا محمد احمد لدھیانوی کا مرہون منت ہے۔بھکر کے جس حلقہ سے میاں شہباز شریف بلامقابلہ ایم پی اے منتخب ہوئے ہیں وہاں دیگر تمام سیاسی جماعتوں کے امیدواران میاں شہباز شریف کے حق میں دستبردار ہوگئے تھے،مگر اہل سنت والجماعت کے متفقہ امیدوار مولانا عبد الحمید خالد دستبردار نہیں ہوئے تھے۔میاں شہباز شریف نے اس وقت کے آئی جی پنجاب کے ذریعہ

> کراچی میں مولانا عبدالغفور ندیمؒ کے جنازہ پر لاکھوں مشتعل لوگوں کو محض اشارہ کرکے جو چاہتے کروایا جاسکتا تھا مگر قائد اہلسنت نے ان کو صبر کی تلقین کی اور جنازہ کے بعد خاموشی سے گھروں کو واپس لوٹ جانے کا حکم دیا۔

مولانا لدھیانوی سے رابطہ کیا اور پھر ملاقات کی،جس میں مولانا لدھیانوی نے میاں صاحب کی نہ صرف خواہش بلکہ پرزور اصرار پر اپنے امیدوار کے دستبردار ہوجانے کی یقین دہانی کروائی۔شہباز شریف نے ازخود بدنام زمانہ اور آئین سے متصادم آرڈیننس فورتھ شیڈول کے خاتمہ،مولانا لدھیانوی اور انکے ساتھیوں کی اس آرڈیننس سے چھٹکارے کی یقین دہانی کروائی بلکہ آئی جی پنجاب کو اس بات کا ضامن قرار دیا۔میاں شہباز شریف نے اپنے ذاتی مفاد کے حصول کیلئے یہ ملاقات کی اور اپنے کیے ہوئے وعدے کو وزیراعلیٰ کا منصب سنبھال لینے کے بعد بھول گئے۔فروری 2010 میں وزیراعلیٰ پنجاب کو دوبارہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی ضرورت پیش آئی۔دوسری ملاقات میں جھنگ میں ہونے والے ضمنی انتخاب میں تعاون کرنے کو

> مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے ہمیشہ مذاکرات اور بات چیت کو اہمیت دی ہے یہی وجہ ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمہ کے لئے بنائی جانے والی تمام کمیٹیوں کے وہ ممبر منتخب ہوئے ہیں۔

کہا،مولانا لدھیانوی نے اس امید وار کو نظریاتی حوالے سے اپنے قریب سمجھنے کی وجہ سے بغیر کسی معاہدے اور بغیر کچھ مانگے تعاون کی یقین دہانی کروادی،چنانچہ ضمنی الیکشن کے سلسلہ میں رانا ثناء اللہ خان جھنگ آئے ،جہاں انکا زبردست استقبال کیا گیا جسے گورنر پنجاب نے ایشو بنادیا اور وزیراعلیٰ پنجاب کو خط لکھا کہ وہ اور انکے وزیر قانون دہشت گردوں کی سرپرستی چھوڑ دیں حالانکہ انہی دنوں گورنر پنجاب بھی مولانا لدھیانوی سے اسی ضمنی الیکشن کے سلسلہ میں اپنے امیدوار کی حمایت کیلئے ملنے کے خواہشمند تھے،بلکہ بہاولنگر کے ایک سیاسی جلسہ میں گورنر کی موجودگی میں مولانا لدھیانوی کے ساتھی اور کالعدم سپاہ صحابہ کے رہنما راؤ جاوید اقبال نے خطاب کیا تھا۔اس خط کے جواب میں وزیراعلیٰ پنجاب کا گورنر کے نام خط 10 مارچ کے اخبارات میں شائع ہوا ،جس میں انہوں نے مولانا لدھیانوی کو امن پسند اور محب وطن پاکستانی

قرار دیا اور صدر پاکستان سے گورنر پنجاب کا ذہنی علاج کروانے کی سفارش کی۔ اب اس کے بعد گورنر اور پنجاب حکومت کے درمیان ایک کشمکش شروع ہوگئی جو کہ ابھی تک جاری ہے۔ رانا ثناء اللہ نے اپنے اوپر لگنے والے الزامات کا بھرپور دفاع کیا۔ علامہ محمد احمد لدھیانوی بھی میڈیا پر چھائے رہے اور اپنے اوپر لگنے والے دہشت گردی کے الزامات کی تردید کرتے رہے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے 20 جون کو دنیا ٹی وی کے پروگرام ''ان سیشن'' میں عاصمہ چوہدری کے ساتھ، 19 جولائی کو سما ٹی وی کے پروگرام ''نیوز بیٹ'' میں مہر بخاری کے ساتھ، 23 جولائی 2010 کو ''ٹونائٹ ود جاسمین'' میں

جلا، کسی کی دوکان کے شیشے نہ ٹوٹے، کوئی گاڑی نہ جلائی گئی، اس عمل سے سندھ گورنمنٹ خوش ہوئی اور گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد نے مولانا لدھیانوی سے ملاقات کر کے شکریہ ادا کیا۔

فیصل آباد میں بارہ ربیع الاول کو میلاد النبی کے جلوس میں شریک چند شرپسند عناصر نے مسجد پر فائرنگ کی، تھانہ جلایا، مولانا محمد ضیاء القاسمی کے گھر کو جلایا گیا وہاں درجنوں قرآن کریم کے نسخے جلا دیے گئے، انکی قبر کی توہین کی گئی۔ اس واقعہ کے ردعمل میں فیصل آباد کے تمام علماء اور دینی مدارس کے تمام طلبہ جمع ہوئے اور بھرپور ردعمل دکھانے کا فیصلہ کیا۔ علامہ محمد احمد لدھیانوی رات

قانون بابر اعوان اور گورنر پنجاب سلمان تاثیر، ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کروا رہے ہیں اور آنے والے محرم میں شاید ان لوگوں کے پنجاب داخلہ پر پابندی لگائی جائے یا انہیں نظر بند کیا جائے۔

یہ پوری تفصیل ذکر کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے ہمیشہ قیام امن کیلئے کوششیں کی ہیں، ہمیشہ پرتشدد راستے سے گریز کیا ہے اور اپنے کارکنوں کو صبر و تحمل کے ساتھ زندگی گزارنے کی تلقین کی ہے۔ حکومت پنجاب ان تمام باتوں کی خود گواہ بلکہ معترف ہے مگر نہ جانے کیوں انہوں نے مذاکرات کے بہانے بلا کر گرفتار کر لیا۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی

سانحہ فیصل آباد کے موقع پر مولانا محمد احمد لدھیانوی موجود نہ ہوتے تو ملک دشمن عناصر اور ان کے ایجنٹ اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے اور ملک میں نہ ختم ہونے والا دیوبندی، بریلوی، فساد شروع ہو جاتا۔

جاسمین منظور کے ساتھ، 3 جولائی 2010 کو جیو نیوز کے پروگرام ''کیپیٹل ٹاک'' میں حامد میر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میرے اوپر لگنے والے تمام الزامات جھوٹے ہیں۔ میرا دہشت گردی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، کسی دہشت گرد کے ساتھ میری ملاقات ثابت نہیں کی جاسکتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر میرے اوپر لگنے والے الزامات ثابت کر دیے جائیں تو میں ہر طرح کی سزا قبول کرنے کو تیار ہوں، مگر تا حال گورنر پنجاب اور وفاقی وزیر داخلہ مولانا لدھیانوی پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکے۔

کراچی میں گذشتہ ایک سال کے دوران اہل سنت والجماعت کے سو سے زائد کارکن اور رہنما ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بن چکے ہیں۔ مولانا لدھیانوی نے کراچی میں اپنے کارکنوں کو صبر و تحمل کی تلقین کی اور کسی بھی قسم کے پرتشدد احتجاج کرنے سے گریز کرنے کا حکم دیا۔ اہل سنت والجماعت کے رہنما مولانا عبدالغفور ندیم کے جنازہ کے موقع پر لاکھوں افراد جمع تھے، اس وقت ان مشتعل لوگوں کو محض اشارہ کر کے جو چاہتے کروایا جاسکتا تھا، مگر مولانا لدھیانوی نے حالات کی نزاکت کا ادراک کرتے ہوئے ان لوگوں کو کنٹرول کیا، صبر کی تلقین کی اور جنازہ کے بعد خاموشی سے گھروں کو واپس لوٹ جانے کا کہا، جس کے نتیجہ میں کراچی میں کوئی پٹرول پمپ نہ

دس بجے علماء کے اس اجلاس میں پہنچے اور علماء کو صبر کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ پرتشدد احتجاج سے روکا اور مذاکرات کے ذریعے اس مسئلہ کو حل کرنے کا کہا۔ اگر اس موقع پر مولانا لدھیانوی موجود نہ ہوتے تو ملک دشمن عناصر اور انکے ایجنٹ اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے اور ملک میں دیوبندی، بریلوی فساد شروع ہو جاتا۔ اس موقع پر مولانا لدھیانوی کے کردار کو فیصل آباد کی انتظامیہ نے سراہا اور امن و امان کے قیام کے لئے کی جانے والی کوششوں پر انکا شکریہ ادا کیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد سانحہ داتا دربار پیش آیا جو کہ ملکی تاریخ کا انتہائی گھناؤنا واقعہ تھا۔ مولانا لدھیانوی نے اسکی بھی شدید مذمت کی اور اسے بریلوی، دیوبندی فساد کروانے کی سازش قرار دیا۔ گامے شاہ لاہور اور کوئٹہ کے واقعات کو مولانا لدھیانوی اسی سازش کے تناظر میں دیکھتے ہیں، انہوں نے اپنے ایک کالم میں لکھا ہے کہ ''ملک دشمن طاقتوں نے تمام مکاتب فکر کے چند لوگوں کو خریدا ہے، انہیں مال ومتاع سے نوازا گیا ہے اور ان کے ذریعے وہ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کے خواہشمند ہیں۔ اس سازش اور اس منصوبے کو پروان چڑھانے کیلئے بعض سیاسی شخصیات انکی پشت پناہی کر رہی ہیں۔'' اب تو یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے خود صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے اس بات کا برملا اظہار کر دیا ہے کہ وزیر داخلہ رحمان ملک، وزیر

گرفتاری کے خلاف ملک بھر میں احتجاج ہوا، کارکن مشتعل ہوئے، اور یہ اشتعال تشدد کا راستہ بھی اختیار کر سکتا تھا۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی گرفتاری سے قیام امن کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ پنجاب حکومت میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ ملک میں امن کی بات کرنے والوں کو راستہ سے ہٹا دیا جائے تا کہ ملک میں بدامنی کی فضا کو برقرار رکھا جاسکے اور ملک اندرونی خلفشار کا شکار ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہے تو پھر گورنمنٹ کو یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ ایسے اقدامات سے حکومتیں مضبوط نہیں بلکہ کمزور ہوتی ہیں۔ حکومت کو سوچنا چاہیئے کہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کو مذاکرات کے بہانے گرفتار کرنے اور ایک ماہ تک بلا جواز نظر بند رکھنے سے کیا حاصل ہوا ستم ظریفی کی بات ہے کہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی بیٹیوں کی شادی بھی گرفتاری میں پیرول پر رہائی کے دوران ہوئی۔

اب ماشاء اللہ مولانا احمد لدھیانوی رہا ہو چکے ہیں انہیں بھی حکمرانوں سے پوچھنا چاہیئے کہ ان کو گرفتار کر کے حکمرانوں کو کیا ملا۔؟

☆☆☆☆☆☆

تصویر کا دوسرا رُخ

ایران اور عالم اسلام

(حافظ اکرام الحق چوھدری)

اس وقت دنیا میں دو طرح کے ممالک ہیں ایک تو وہ ہیں امریکہ جنہیں اپنا حقیقی دشمن سمجھتا ہے مگر اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ظاہراً ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور ان ممالک کے حکمران بھی امریکہ سے اپنی وفاداری کا اظہار ہر طرح کی قربانی دے کر کرتے رہتے ہیں مگر نظریاتی دوری کی وجہ سے امریکہ اور اس کے یہودی تھنک ٹینک انہیں اپنا دشمن ہی تصور کرتے ہیں اور دوسری قسم ان ممالک اور تنظیموں کی ہے بظاہر تو امریکہ ان سے اور وہ امریکہ سے اپنی دشمنی اور دونوں ایک دوسرے کو اپنے لئے خطرہ ظاہر کرتے ہیں مگر حقیقت میں نظریاتی یکجہتی

> بعض ممالک اور تنظیمیں بظاہر امریکہ کو اپنا دشمن ظاہر کرتی ہیں ۔ مگر حقیقت میں اپنی نظریاتی یکجہتی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے مدد گار ہیں ۔

(اسلام دشمنی) کی وجہ سے ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں ۔ان دوسری قسم کے ممالک میں سر فہرست ایران اور شیعہ تنظیمیں ہیں ۔ایران، اس کے حواری اور امریکہ ایک دوسرے سے اپنی دشمنی ظاہر کرتے ہیں دونوں طرف سے تند و تیز بیانات بھی داغے جاتے ہیں، ایران میڈیا کے کچھ تقیہ باز اور گدھ نما صحافی، ٹی وی اینکرز کے ذریعہ اپنے آپ کو امریکہ کا دشمن نمبر ون منوانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے مگر زمینی حقائق ان دونوں کی مخالفت پر مبنی بیان بازی، میڈیا رپورٹ کا منہ چڑا رہے ہیں امریکہ ایران کا عجیب دشمن ہے جو ایران کے ایک طرف سے عراق پر حملہ کرتا ہے مسلمانوں کا قتل عام کرتا ہے اور اب بھی کر رہا ہے اور عراق کی شیعہ تنظیمیں اب

> ایران امریکہ کا عجیب دشمن ہے ۔ جو ایک طرف عراق پر حملہ کر کے مسلمانوں کا قتل عام کرتا ہے تو دوسری طرف افغانستان میں امریکہ کے پورے جنگی ساز و سامان کی موجودگی پر اسے کوئی تشویش نہیں ہے

بھی وہاں محفوظ و مامون ہیں، ایران کو نہ تو مسلمانوں کے قتل عام پر اور نہ اپنی سرحد پر اسکے سب سے بڑے دشمن (بقول ان کے) کی موجودگی پر کوئی اعتراض، نہ خوف، بلکہ ایران اور اس کے ہم مذہب، امریکہ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور مسلمانوں کے قتل عام میں امریکیوں کا ہاتھ بھی بٹاتے ہیں ۔دوسری طرف افغانستان میں مسلمانوں کے قتل عام اور امریکہ کی پوری جنگی ساز و سامان کے ساتھ موجودگی پر کوئی تشویش نہیں ہے بلکہ ایران جب خود اسلام کی اس شمع (طالبان) کو گُل نہ کر سکا اور اس کی خفیہ سازشیں اور کھیل شمالی اتحاد کو اسلحہ دینے کے باوجود، جب اس سے کچھ نہ بن پڑا تو امریکہ کے ذریعہ افغانستان اور طالبان کو تاراج کر دیا اور اب امریکہ بھی اس تعاون کا پورا پورا صلہ دے رہا ہے ایران کی طرف سے عرب امارات کے جزائر پر قبضہ کرنے پر امریکہ کی خاموشی کیا معنیٰ رکھتی ہے؟

اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ امریکہ عرب ممالک کو ڈرانے کیلئے دوسرا اسرائیل تیار کر رہا ہے ۔تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ دنیا میں صرف ایران ہی امریکہ کو، اور حزب اللہ اسرائیل کو للکار رہے ہیں مگر جب ہم تصویر کا دوسرا اور حقیقی رخ پیش کرتے ہیں تو پہلی بات تو یہ ہے کہ "نگار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے" اور تصویر کا دوسرا رخ پیش کرنے والوں کو شدت پسند ،متعصب اور فرقہ پرست کے القابات سے نوازا جاتا ہے ۔جو حضرات ان باتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا کام جاری رکھتے ہیں پھر انہیں ایرانی دولت و ایماء پر دہشت گردی اور ٹارگٹ کلنگ کے ذریعہ راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے مگر ہم آپ کے سامنے صدیوں پہلے رافضیوں کی حقیقت کو سمجھنے والے بزرگوں کے اقوال اور میڈیا رپورٹ اور عالمی لیڈروں کے

> یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ بیت المقدس پر عیسائیوں کے قبضہ کرنے میں، ایرانیوں کا بڑا ہاتھ تھا

بیانات سے تصویر کا دوسرا رخ پیش کر رہے ہیں۔

"تاتاری کفار کے اسلامی ملکوں میں راہ پانے میں سب سے زیادہ دخل ان روافض ہی کو تھا، ابن علقمی اور طوسی وغیرہ کی دشمن نوازی اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشیں اب ہر خاص و عام کو معلوم ہو چکی ہیں ......شام میں جو روافض تھے انہوں نے بھی کھلم کھلا کافروں کا ساتھ دیا تھا اور مسلمانوں کی

> برصغیر کی عظیم مسلم سلطنت اور خلافت اسلامیہ کے خاتمہ میں زیادہ ہاتھ صحابہ دشمنوں کا تھا جنھوں نے مسلمان بن کر منافقت سے کام لیا

مملوکات کو ان کے ہاتھ غلاموں کی طرح فروخت کر دیا تھا

ایک سفارتکار کے مطابق ایران کے وزیر خارجہ نے ہندوستان کا خفیہ دورہ کر کے کشمیر کی آزادی کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی۔

بلکہ ان کے کچھ لوگوں نے صلیبی جھنڈا بھی بلند کیا تھا، اور گذشتہ دور میں عیسائیوں کے بیت المقدس پر قبضہ میں بھی ان کا بڑا حصہ تھا۔

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منہاج السنہ جلد 4 صفحہ 110-111)

ملک کے نامور مؤرخ اشتیاق حسین قریشی اپنی کتاب "مسلمانوں کے عروج وزوال" میں لکھتے ہیں کہ:

"برصغیر کی عظیم مغلیہ سلطنت کے خاتمے کا باعث شیعہ تھے ......اسی طرح خلافت اسلامیہ بغداد کی تباہی کا باعث خواجہ نصیرالدین طوسی اور ابن علقمی تھے جو شیعہ تھے ان کی غداری اور مسلم دشمنی کے باعث نہ صرف دشمن کو وسیع پیمانے پر دہشت گردی کے مواقع ملے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی مرکزیت اور وحدت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی، آج بھی شیعیت پر نظر ڈالیں تو سعودی عرب کے خلاف ایران اندرونی طور پر امریکہ کے ساتھ ہے۔ طالبان کے خلاف ایران، شمالی اتحاد اور بامیان کے شیعوں کے ساتھ تھا، چیچنیا کے خلاف ایران اندرونی طور پر روس سے ملا ہوا ہے، کشمیر کے مسئلے پر ایران بھارت کے ساتھ ہے، ساتھ ہی پاکستان کو اس فریب میں رکھا ہوا ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

معروف سفارتکار نذیر احمد اپنی کتاب "ایران اور عالم اسلام" میں لکھتے ہیں کہ نومبر 1991ء میں ایران کے نائب وزیر خارجہ بروجردی نے ہندوستان کا خفیہ دورہ کیا اور کہا کہ اگر ہندوستان ایران کو ایٹمی ری ایکٹر فروخت کر دے تو وہ کشمیر کے علیحدگی پسندوں کی حمایت سے دستبردار ہو جائے گا۔

پروفیسر خالد محمود نے اپنے مضمون "ایران اور ہندوستان کے بندھن کا مقابلہ" رذان اسلام 200-04-30ء میں لکھا: "واجپائی کا ایران کے لئے دوستی کا سفر اور ایران کا پرجوش استقبال پاکستان کو چونکا دینے کے لئے کافی ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ پاکستانی نقادوں کا خیال ہے کہ ایرانی حکمران خود بھی پاکستان میں فرقہ واریت کو فروغ دیتے ہیں اور پاکستان کی سرزمین پر سعودی عرب کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔

امیر جماعت اسلامی سید منور حسن "اجتماع تحریک محنت پاکستان" منعقدہ مئی 2009ء میں اپنی تقریر کے دوران کہتے ہیں کہ: "آخر زاہدان، جلال آباد، قندھار میں بھارت کے کون سے مفادات ہیں جن کی خاطر وہاں اس نے اپنے قونصلیٹ خانے قائم کئے ہوئے ہیں اور زاہدان میں بھارت کا قونصل خانہ قائم کروانے میں ایران کے کیا مفادات ہیں؟

ایڈیٹر نوائے وقت نے ایک انٹرویو میں انکشاف کیا ہے کہ بلوچستان میں شورش کی اصل وجہ ایران کا گوادر کی بندرگاہ میں دلچسپی لینا ہے

حمید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت "مجلہ الدعوۃ" کو اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں کہ بلوچستان شورش کی وجہ، ایران کا گوادر میں دلچسپی لینا ہے۔

طارق اسماعیل ساگر اپنی کتاب "یلغار" میں لکھتے ہیں کہ ایران عراق وار میں عراق امریکہ سے اسلحہ خریدتا تھا اور ایران نے بھی اسرائیل کے ذریعہ امریکہ سے اسلحہ خریدا تھا۔

افغانستان کے سابق وزیر اعظم اور حزب اسلامی افغانستان کے روپوش سربراہ انجینئر گلبدین حکمت یار کا "روزنامہ ایکسپریس 2007-02-07ء کے سنڈے ایکسپریس کو اپنے خصوصی انٹرویو میں انٹرویو کرنے والے فدا محمد عدیل کے ایرانی حمایت کے سوالوں پر حقیقت پر مبنی جوابات ملاحظہ فرمائیں

افغانستان کے حوالے سے ایرانیوں کا کردار بڑا مکروہ اور منافقانہ رہا ہے ایران نے مجاہدین کے خلاف روسیوں کا ساتھ دیا اور اب امریکیوں کے ساتھ مجاہدین کے خلاف کاروائیاں کر رہا ہے۔

ایکسپریس: افغانستان کے حوالے سے آپ ایران، بھارت اور پاکستان جیسے پڑوسی ممالک یہاں کی حکومتوں یا خفیہ اداروں کے کردار کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

حکمت یار: افسوس کہ ان تینوں ممالک ایران، بھارت اور پاکستان نے آپس کی رقابتیں اور دشمنیاں افغانستان منتقل کردیں اور افغان عوام ان کی دشمنیوں کی بھینٹ چڑھے۔ اس معاملے میں ایران کا حصہ بہت مکروہ اور افغان عوام کے مفادات کے خلاف رہا ہے۔ ایران نے روسیوں کے ساتھ بھی مجاہدین کے خلاف تعاون کیا اور اب امریکیوں کے ساتھ بھی مجاہدین کے خلاف تعاون کر رہا ہے..........

ایکسپریس: افغانستان سے باہر پڑوس میں امریکہ کا کردار آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ کہا جاتا ہے کہ وہ (امریکہ) اب ایران اور پاکستان کو گھیرنا چاہتا ہے، بھارت کو چین کے مقابلے میں لاکھڑا کرنا چاہتا ہے، خطے میں امریکہ کا مفاد کیا ہے؟ وہ کیا چاہتا ہے؟ اس کی منزل کیا ہے..........؟

حکمت یار: جب سے اس خطے میں امریکہ آیا ہے اپنے ساتھ جنگیں، خون کی ہولی اور بحرانوں کے سوا کچھ نہیں لایا اس کے استعماری عزائم کسی سے چھپے نہیں ہیں امریکہ چاہتا ہے کہ اس خطے کی معدنیات پر قبضہ کر لے، وہ پاکستان میں بھی وہی کچھ کرنا چاہتا ہے جو اس نے افغانستان میں کیا، امریکہ ہندوستان اور چین، ہندوستان اور پاکستان کے مابین رقابتیں بڑھانا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایران کو دوسرا اسرائیل بنا کر عرب ممالک کو ڈرائے، افغانستان اور عراق میں امریکہ نے ایران کو جو امتیازات دیئے اور متحدہ عرب امارات کے جزیروں پر ایرانی قبضے پر امریکہ کا کوئی رد عمل سامنے نہ آنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ امریکہ اپنے مفادات کے لئے کسی بھی چیز سے دریغ نہیں کرتا، اس کے اپنے مفادات نے اسے دوسرے ممالک کے اندر جنگوں سے دوچار کر رکھا ہے۔

آپ نے دیکھا تصویر کا دوسرا رخ کتنا بھیانک اور تاریک ہے۔ جس کی طرف سے امت مسلمہ نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ مسلم حکمرانو! ابھی بھی وقت ہے کہ دوست اور دشمن کو پہچان کر، رہنما کے روپ میں راہ زن پہچان لو۔

مولانا اعظم طارق شہیدؒ

تحریر: ملک آفتاب احمد معاویہ، لاہور

صحابہ کرامؓ اور رسول اکرم ﷺ امت کے درمیان بمثل ایک پُل ہیں اور جب تک یہ پُل سلامت ہے، امت کو نبوت ﷺ سے مربوط رہنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے لیکن دشمن اس پُل پر حملہ آور ہو کر امت کو نبوت ﷺ سے جدا کرنے کی ناپاک جسارت پر عمل پیرا ہے لیکن جب تک جسم میں جان، رگوں میں خون، آنکھوں میں بینائی، کانوں میں شنوائی، ہاتھوں میں سکت، پاؤں میں قوت، دل میں دھڑکن اور دماغ میں سوچ ہے ان شاء اللہ ہم اس پُل پر پہرہ دیتے رہیں گے جان جاتی ہے چلی جائے، بچے یتیم ہوتے ہیں ہو جائیں، بیوی بیوہ ہوتی ہے ہو جائے لیکن اس پُل کی حفاظت سے دستبرداری ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ میرے ایمان کا مسئلہ ہے۔ یہ الفاظ عالم اسلام کے عظیم سپوت شہید ناموس صحابہ، حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید کے ہیں جن کو آج ہم سے جدا ہوئے آٹھ سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔

بچپن ہی سے آپ کو ایسا عالم دین بننے کا شوق تھا جو اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے۔

حضرت مولانا اعظم طارق شہید ؒ کی ولادت 10 شوال 1380ھ بمطابق 28 مارچ 1961ء، بروز منگل چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں ایک سو گیارہ سیون آر میں ہوئی۔ مولانا شہید کو بچپن ہی سے دینی تعلیم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا۔ آپ نے ایک انٹرویو میں یوں ارشاد فرمایا کہ: ''شروع سے ہی ایک ایسا عالم دین بننے کا شوق تھا جو اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے۔'' مولانا شہید نے اپنے آبائی دینی مدرسہ انوار الاسلام میں قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت کے ساتھ ساتھ مقامی سکول میں پرائمری تک کی تعلیم حاصل کی پھر 1977ء میں دار العلوم ربانیہ (اڈا اچھلور) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ابتدائی فارسی اور مڈل تک کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد 1978ء میں مدرسہ تجوید القرآن چیچہ وطنی میں عربی، فقہ، حدیث، منطق، فلسفہ کے حصول کے لئے داخلہ لیا اور 1980ء میں جامعہ عربیہ چنیوٹ میں مجاہد ختم نبوت ﷺ، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی سے ''رد قادیانیت'' کورس کے ساتھ عالم عربی کا کورس بھی مکمل کیا پھر جامعہ نعمانیہ میں فقہ، حدیث، ادب، علم الکلام کی تمام بڑی کتابوں سے علمی پیاس بجھائی۔ 1984ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے دورہ حدیث پورا کر کے سند فراغت حاصل کی۔ ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ مولانا شہید کو چھ زبانوں پنجابی، اردو، عربی، فارسی، سندھی اور انگریزی پر مکمل عبور حاصل تھا۔

کون جانتا تھا کہ سرزمین چیچہ وطنی میں آنکھ کھولنے والا بچہ اسلام کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لئے ایسا مشعل راہ روشن کردار ادا کرے گا جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ مولانا شہید نے جرات، بہادری، شجاعت، دلیری، استقامت اور حق گوئی و بے باکی کی لازوال داستانیں رقم کیں جس سے ان کے دشمن بھی انکار نہیں کر سکتے مولانا شہید نے زندگی کیسے گزاری؟ مولانا شہید خود فرماتے ہیں: ''میں اپنے بارے کسی خوش فہمی کا شکار ہوں نہ مجھے اپنی نسبت کوئی بلند و بانگ دعوی ہے بلکہ میں اپنی علمی و عملی کمزوریوں اور خامیوں کا برملا معترف ہوں لیکن بایں ہمہ تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ کہنے میں بھی باک محسوس نہیں کرتا کہ جس طرح مجھے کم عمری میں ہی اپنے مشن و موقف کی صدا محراب و منبر سے ایوان بالا تک بلند کرنے اور جرم حق گوئی پر مسلسل اذیتوں، قاتلانہ حملوں، روپوشیوں، عقوبت خانوں کی قید تنہائیوں اور ظلم و ستم، تشدد و بربریت کی خاردار وادیوں سے ایک منتخب رکن قومی اسمبلی ہونے کی حیثیت سے گزرنا پڑا اور بڑے بڑے مالی مفادات کی پیش کش کو لات مار کر عہدوں اور اہم مناصب کے حصول سے انکار کر کے پونے چار سال سے وقت کے حکمرانوں کی انتقامی کاروائیوں کا سامنا کرنا پڑا کم از کم پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ میں کسی سیاسی یا مذہبی لیڈر کو ایسی صورتحال سے دوچار نہیں ہونا پڑا، مجھے اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق و عنایت کے باعث آج اپنے کردار پر فخر ہے میں نے اپنے شہید قائدین اور کارکنوں کے خون سے وفا کی ہے میں اپنے مشن سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہوا۔

مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کی مظلومانہ شہادت کے بعد جب جماعت نے مولانا شہیدؒ کو مولانا قاسمیؒ کا جانشین مقرر کیا اور آپ کے والد ماجد کو جب معلوم ہوا تو فرمایا: ''اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ تو کر لیتے۔'' مولانا شہید نے فرمایا: ''ابا جان! مجھے اسکا علم بھی نہ تھا اور میرے انکار کے باوجود مجھ پر یہ بھاری ذمہ داری ڈال دی گئی ہے اور بالآخر میں نے یہ سوچ کر حامی بھر لی تھی کہ آپ نے ہمیشہ دینی معاملات میں میری بھرپور تائید و حمایت کی اور اب بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ آپ اب بھی میری انتہائی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ والد نے فرمایا: ''حوصلہ افزائی کیوں نہ کروں، میں نے تجھے خدا سے مانگا ہی دین کی خدمت کے لئے تھا لیکن جب سے آپ کے جانشین قاسمی بننے کی خبریں اخبار کی زینت بنی

مولاناؒ نے 1977 سے 1984ء تک اڈا اچھلور، چیچہ وطنی، چنیوٹ، کمالیہ اور کراچی سے عربی، فارسی، انگلش، فقہ۔ حدیث، منطق، فلسفہ، دورہ حدیث، اور علم الکلام کی تمام بڑی کتابوں سے علمی پیاس بجھائی

ہیں عزیز واقارب اور دوست احباب مجھے یہی کہہ رہے تھے کہ آپ اپنے بیٹے کو جھنگ کی جلتی ہوئی آگ میں کودنے سے روکو، لیکن بیٹا اگر تمہارے انکار کے باوجود تمہارے اوپر ذمہ داری ڈال دی گئی ہے تو پھر غور سے سنو! کہ جب تک کوئی مجاہد میدان جنگ میں عملی قدم نہیں رکھتا اس وقت تک اس کے پاس سوچنے سمجھنے یا کوئی متبادل راستہ اختیار کرنے کا جواز باقی رہتا ہے لیکن جب وہ میدان جنگ میں عملی قدم رکھ چکا ہو تو اسے وہاں سے بھاگنے کے راستے کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہئے۔ لہٰذا بیٹا اب تم ڈٹ جاؤ اور کسی بات کی فکر مت کرو کیونکہ زندگی اور موت اللہ رب العزت کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اغوا کرنے، گولیاں مارنے والوں سے خوب بچایا تھا انشاء اللہ وہ مالک ارض والسموات اب بھی تمہاری مدد فرمائے گا۔"

مولانا شہید نے سرزمین جھنگ میں اس وقت قدم رکھے جب شیر اسلام امیر عزیمت مجدد العصر حضرت علامہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید اور وکیل صحابہ للکار جھنگوی شہیدؒ حضرت علامہ محمد ایثار القاسمی شہیدؒ (ایم این اے) کی مظلومانہ شہادت کے بعد شہر میں ہر طرف گولیوں کی بوچھاڑ تھی، کلاشنکوف کے برسٹ اور بم دھماکے معمول بن چکے تھے، بے بس اور مظلوم اہل سنت عوام پر تشدد کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے اہل سنت کا کوئی پرسان حال نہیں تھا، حق پرست علماء کرام کا قتل عام کیا جا رہا تھا، اس آگ وخون کے سمندر میں مولانا شہید جھنگ کی عوام کے لئے امید کی کرن بن کر ایک مسیحا کے روپ میں وارد ہوئے اور شہر میں امن وسکون کے قیام کے لئے تگ ودو شروع کردی اور یتیم سنی عوام کے سر پر سایہ فگن ہوئے اور جرات و استقامت کا کوہ گراں بن کر اہل سنت کے غم کو سینے میں سمیٹے چلے گئے، مولانا شہید کی ہمت اور حوصلہ پہاڑوں سے بھی بلند اور عزم و استقلال چٹانوں کی طرح مضبوط تھا، جو عالم اسلام کے مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑتے رہے اور انکی خطابت صور اسرافیل کا کام کرتی رہی، انکے بیان میں سحر انگیز اثر تھا کہ جو بھی ایک مرتبہ انکی تقریر سنتا وہ مشن جھنگوی کا ساتھ دینے کے لئے کمربستہ ہو جاتا۔ مولانا شہید کی خطابت میں طوفانوں جیسی سنسناہٹ بجلی کی طرح کڑک، پہاڑوں جیسی مضبوطی اور شیر کی طرح گرج تھی جو کہتے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے تھے، خوشامدانہ طرز والفاظ کے ہیر پھیر سے ناآشنا تھے، انہوں نے مختصر سی زندگی میں گلگت کی سنگلاخ وادیوں، پنجاب کے میدانی اور زرخیز علاقوں، سرحد کی خوشحال وادیوں اور سندھ میں بہتے ہوئے پانی کو عظمت اصحاب رسول ﷺ سے روشناس کرایا۔ پارکوں اور میدانوں کی گھاس کے تنکوں سے لیکر مسجدوں کے بلند و بالا میناروں کو گواہ بناتے ہوئے امہات المومنین، اہل بیت کی عزت وناموس کا پرچم بلند کیا اور غفلت کی تمناؤں کے پیامبر، امام غزالی کے فلسفہ اسلام کے حدی خواں، امام اعظم ابوحنیفہ کی عظمت کے پیکر، شاہ ولی اللہ دہلوی کی فکر کے محور اور بلاشبہ امام احمد بن حنبل کے استقلال کا نمونہ تھے۔ مولانا شہیدؒ کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ آپ اتحاد بین المسلمین کے داعی اور فرقہ واریت کے سخت ترین دشمن تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی تحفظ ختم نبوت ﷺ، تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت کے لئے وقف کر رکھی تھی اور اسی سلسلے میں بیرونی ممالک کے متعدد تبلیغی دورے بھی کئے، جب شمالی علاقہ جات گلگت میں نصاب تعلیم سے مقدس شخصیات صحابہ کرام واہل بیت کے نام خارج کروانے کی ناپاک جسارت کی گئی تو مولانا شہید نے قومی اسمبلی کے اندر اور باہر عوامی اجتماعات میں اس کے خلاف زبردست آواز اٹھائی اور بھرپور احتجاج کیا اور اپنی زندگی میں اس ناپاک سازش کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ ایک مرتبہ کسی آدمی نے مولانا شہید سے پوچھا کہ حضرت آخر کیا وجہ ہے کہ اسلام دشمنوں کا نشانہ آپ کی ہی تنظیم کے قائدین بنتے ہیں جبکہ دوسری دینی تنظیموں کے قائدین اور کارکنان محفوظ رہتے ہیں؟ تو مولانا شہید نے فرمایا کہ: "ہماری تنظیم کے افراد دین اسلام کی سرحد اور بارڈر کے محافظ اور پہرے دار ہیں لہٰذا جب بھی دشمن کسی طرف سے حملہ ہوتا ہے تو اسکا پہلا نشانہ بارڈر کا محافظ اور پہرے دار ہی بنتا ہے گھروں میں رہنے والوں کی باری اس وقت آتی ہے جب کوئی محافظ اور پہرے دار سرحد کی نگرانی اور پہرہ دینے والا نہ رہے۔" مولانا شہید حرص، ہوس، لالچ وطمع، حب مال جاہ سے ناآشنا تھے، زندگی کا آخری الیکشن جیل سے لڑا اور کامیابی حاصل کی، تین بار ایم این اے اور تین بار ایم پی اے منتخب ہونے کے باوجود بھی نہ کوئی بینک بیلنس، نہ کوئی بنگلہ، نہ کوئی دیگر جائیداد اور نہ ہی تجوریاں بھریں بلکہ اپنا تن من دھن سب مشن پر نچھاور کردیا اور آخر تک چھوٹے سے کچے مکان میں رہنے کو ترجیح دی۔ مولانا شہید گرفتار تھے اور آپ کے اہل خانہ ملاقات کے لئے گئے اور دوران ملاقات مولانا شہید کے بڑے صاحبزادے محمد معاویہ اعظم نے کہا کہ اباجی ہم جس مکان میں رہائش پذیر ہیں وہ تو ہماری جماعت اور مسجد کی ملکیت ہے اور اگر ہم اس مکان کی قیمت جو تقریباً چند لاکھ بنتی ہے اگر یہ رقم جماعت کو ادا کردیں تو یہ مکان ہمارا ذاتی ہوسکتا ہے یہ سن کر حضرت چونک اٹھے اور فرمایا، بیٹا یہ آپ نے کب سے سوچنا شروع کردیا کہ اس دنیا میں ہمارا ذاتی گھر ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں بہت کچھ عنایت فرمانے والے ہیں ہمیں یہاں گھر بنانے کی ضرورت نہیں۔

مولانا شہیدؒ پر تحفظ ناموس صحابہ کی پاداش میں ظلم وتشدد، جبر واستبداد کے پہاڑ توڑے گئے، کبھی آپ کو اغوا کرکے تشدد کا نشانہ بنایا گیا، کبھی زہر دیکر مارنے کی کوشش کی گئی کبھی گولیوں کی بارش کرکے شدید زخمی کیا گیا، کبھی راکٹ لانچروں ہینڈ گرنیڈوں سے حملہ کرکے آواز حق کو خاموش کرنے کا حربہ آزمایا گیا، کبھی عقوبت خانوں میں انکا گوشت نوچا گیا، کبھی استقامت کے اس کوہ گراں کو جھوٹے، بے بنیاد من گھڑت الزامات کی آڑ میں جھنگ، فیصل آباد، بہاولپور، اٹک، ملتان، چوہنگ سینٹر، راولپنڈی، کوٹ لکھپت لاہور، میانوالی میں پس دیوار زنداں کرکے، ظلم وتشدد اور بربریت کی انتہا کرکے حق گوئی وبے باکی جرمی کی سزا دی جاتی رہی تو کبھی ان کے بیوی بچوں کو ملاقات سے محروم رکھ کر انسانیت دشمنی کی بدترین مثال قائم کی جاتی رہی۔ ایک مرتبہ جب مولانا شہید

> آپ کو چھ زبانوں، اردو، فارسی، سندھی، پنجابی، عربی اور انگریزی پر مکمل عبور حاصل تھا۔

> گولیوں کی بوچھاڑ، بم دھماکے، مظلوم اہل سنت عوام پر تشدد، حق پرست علماء کرام کا قتل عام، اس آگ وخون کے سمندر میں مولانا شہیدؒ جھنگ کی عوام کے لئے امید کی کرن بن کر ایک مسیحا کے روپ میں وارد ہوئے

جیل سے رہا ہوئے تو کسی دوست نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ کچھ عرصہ کے لئے جلسوں اور تقریروں کا سلسلہ موقوف فرمادیں کیونکہ آپ کی جان کو سخت خطرہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں خلوت کی زندگی پر جلوت کی زندگی کو ترجیح دیتا ہوں اور محض جان کے خوف سے چھپ کر بیٹھ جانے کو بے غیرتی اور بزدلی تصور کرتا ہوں۔

تین بار ایم پی اے اور تین بار ایم این اے منتخب ہونے کے باوجود، نہ کوئی بینک بیلنس، نہ کوئی بنگلہ، نہ کوئی دیگر جائیداد اور نہ ہی تجوریاں بھریں بلکہ اپنا تن من، دھن سب کچھ مشن پر نچھاور کر دیا اور آخر دم تک مسجد کی ملکیت کچے مکان میں رہے

مولانا شہید عجیب مرد قلندر انسان تھے، وہ وقت کے ظالم اور جابر حکمرانوں کے سامنے جھکنے کی بجائے ظلم کو للکارتے، حکمرانوں کے گریبانوں سے کھیلتے، مصائب و آلام میں ہنستے مسکراتے، عظمت اصحاب پیغمبر ﷺ کے گن گاتے ہوئے نظر آتے، الغرض تمام مصائب کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے، مولانا شہید نے دوران اسیری سینکڑوں مرتبہ قرآن مجید ختم کیا، لاکھوں مرتبہ درود شریف کا ورد کیا اور متعدد مرتبہ آقا دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، اسلام دشمن قوتیں مولانا شہید کو اپنی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ سمجھتی تھیں کیونکہ مولانا شہید ہر دین دشمن کا تعاقب کرکے اسے کیفر کردار تک پہنچانے میں سرگرم عمل رہتے تھے، آپ کو راستے سے ہٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا، آپ پر 22 مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے جن میں ایک بڑا حملہ آٹھ رمضان المبارک بمطابق اٹھارہ جنوری 1997ء کو سیشن کورٹ لاہور میں اس وقت ہوا جب مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ اور مولانا شہیدؒ کو ایک مقدمہ میں پیشی کے لئے لایا گیا جونہی پولیس گاڑیاں قائدین کو لیکر سیشن کورٹ کے احاطہ میں داخل ہوئیں تو دونوں قائدین گاڑی سے نیچے اترے تو کارکن پھولوں کی پتیاں نچھاور کرکے اظہار عقیدت کررہے تھے، قائدین چند قدم ہی آگے بڑھے ہونگے کہ قریب ہی کھڑی موٹر سائیکل میں نصب انتہائی طاقتور بم کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑا دیا گیا، جس سے ہر طرف قیامت کا سا منظر تھا، دھماکہ اتنا شدید تھا کہ انسانی جسموں کے پرخچے اڑ گئے، اس دھماکے میں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید سمیت 36 افراد جام شہادت نوش کرگئے۔ مولانا شہید بم کے ٹکڑے جسم میں پیوست ہونے سے شدید زخمی ہوئے لیکن ملک بھر میں یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ مولانا اعظم طارق بھی شہید ہو چکے ہیں۔ مولانا شہیدؒ نے شدید زخمی حالت میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے فرمایا کہ دشمن خوش نہ ہوں میں زندہ ہوں۔ مولانا شہیدؒ کا مذکورہ بالا بیان جب اخبارات کی زینت بنا، اس سے جہاں مولانا شہیدؒ کے پرستاروں کی جان میں جان آئی، وہیں اسلام دشمنوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی، سیشن کورٹ میں شدید زخمی ہونے کے باوجود سانحے کے تیسرے روز جھنگ میں تعزیتی کانفرنس میں فرمایا کہ: "دشمن ہمیں شہادت کے راستے پر ڈال کر خوشی کے شادیانے نہ بجائے کیونکہ ہم نے روزِ اول سے ہی شہادت کے راستے کا انتخاب کیا ہوا ہے اور اس رستے پر چلتے ہوئے ہم سر بلند کرکے چلتے ہیں کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ علامہ جھنگویؒ کے بعد علامہ قاسمیؒ آئے اور علامہ قاسمیؒ کے بعد علامہ فاروقیؒ آئے اور علامہ فاروقی شہیدؒ کے بعد یہ غلام آج بھی حاضر ہے تو بخدا شہداء کے خون کے ایک ایک قطرے سے مشن کے ہزاروں وارث پیدا ہونگے۔"

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ پر دوسرا بڑا حملہ سرگودھا کے علاقہ شاہ پور میں ہوا جس میں مولانا شہید پر راکٹ لانچروں اور ہینڈ گرنیڈوں سے حملہ کیا گیا۔ اس حملہ میں مولانا شہید کے دو گن مین موقع پر شہید ہوگئے مگر مولانا معجزانہ طور پر بچ گئے اور برقعہ پہن کر آنے والے دہشت گردوں کا جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ مولانا شہیدؒ کے جسم پر مختلف حملوں میں زخموں کے 114 نشانات تھے، جب آپ پہلی بار عمرہ کی سعادت کے لئے تشریف لے گئے تو مسجد نبوی ﷺ کے امام الشیخ حضرت عبدالرحمٰن الحذیفی نے آپ کے جسم پر زخموں کے نشانات کی وجہ سے آپ سے فرمایا:

انت کمثل خالد بن ولید

"یعنی آپ تو خالد بن ولید کی طرح ہیں۔

کیونکہ حضرت خالد بن ولید کے جسم پر بھی سو سے زائد زخم تھے، مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ عمر بھر صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظام بالخصوص ازواج مطہرات کی عزت و ناموس کو قانونی شکل دلوانے کے لئے کوشاں رہے، وہ قانون ساز اسمبلی میں جا کر مشن کی ترجمانی کا جذبہ رکھتے تھے۔ 10 جنوری 1991ء کو علامہ ایثار القاسمی شہیدؒ کو ایک گہری سازش کے تحت شہید کر دیا گیا تو جماعت کے فیصلے کے مطابق مارچ 1992ء کے ضمنی الیکشن میں مولانا شہید قومی و صوبائی کی دونوں سیٹوں پر الیکشن لڑنے کے لئے میدان میں کود پڑے، پنجاب کے وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں (مرحوم) نے وفاقی حکومت (نواز شریف دور حکومت) کے اشارے پر مولانا شہیدؒ کو قومی اسمبلی کی سیٹ سے دستبرداری کے عوض من پسند وزارت کی پیشکش کے علاوہ مزید کئی قسم کے لالچ دے کر خریدنے کی ناکام کوشش کی مگر بحمد اللہ! مولانا شہیدؒ نے تمام آفروں کو ٹھکراتے ہوئے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد حکومت وقت نے مولانا شہیدؒ سے مقابلہ کرنے کے لئے تمام جائز و ناجائز وسائل کا سہارا لیا اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے، وزراء کے لشکر نے جھنگ میں ڈیرے ڈال دیئے، کروڑوں روپے کے ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کیا گیا، سرکاری ملازمتیں دینے کا جھانسہ دیا گیا، عوام کو سبز باغ دکھا کر بیوقوف بنانے کی گمراہ کن کوششیں کی گئیں، روپیہ پانی کی طرح بہا دیا گیا، جبکہ دوسری طرف مولانا شہید کی الیکشن مہم کے نگران اعلیٰ سمیت سینکڑوں سرگرم کارکنوں کو بلا جواز پابند سلاسل کرکے ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا گیا مگر حکومت وقت کی سر توڑ کوششوں، تمام تر سازشوں، مخالفتوں کے باوجود اللہ رب العزت کی خصوصی رحمت سے مولانا شہیدؒ قومی و صوبائی دونوں سیٹوں پر کامیاب ہوگئے۔ 3 مئی قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں مولانا محمد اعظم

مولانا شہید کی ہمت اور حوصلہ پہاڑوں سے بھی بلند اور عزم و استقلال چٹانوں کی طرح مضبوط تھا جو عالم اسلام کے مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑتے رہے۔

طارق شہیدؒ حلف اٹھاتے ہوئے سپیکر اسمبلی کی عبارت کو دوہرا رہے تھے۔ جب سپیکر نے یہ عبارت کہی کہ میں پاکستان کے اس آئین وقانون کا پابند رہوں گا تو اس موقع پر مولانا شہید نے مذکورہ عبارت کے ساتھ جو اضافی جملے ارشاد فرمائے وہ آب زور سے لکھنے کے قابل ہیں۔ مولانا شہید نے یوں فرمایا کہ: ''میں پاکستان کے اس آئین وقانون کا پابند رہوں گا جو قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔'' مولانا شہید کے اس اضافی جملوں پر مبنی حلف پر ممبران اسمبلی اور سپیکر نے اعتراض کیا اور ایوان بالا میں شور وغوغا ہوا لیکن آپ نے ایک بات کہہ کر سب کو خاموش کرا دیا آپ نے کہا کہ: ''اگر مجھ سے ایک سو مرتبہ بھی حلف لیا جائے تو میں اسی طرح حلف اٹھاؤں گا۔''

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ نے فرقہ وارانہ فسادات کے مکمل خاتمے اور مستقل قیام امن کے لئے 20 اگست 1992ء کو گورنمنٹ کی سازشوں، مخالفتوں کے باوجود حکومتی اور اپوزیشن اراکین اسمبلی کی ایک بڑی تعداد کی تائید وحمایت سے قومی اسمبلی میں ناموس صحابہ بل پیش کر دیا۔ لیکن صد افسوس کہ ایک سازش کے تحت اس بل کو منظور نہ ہونے دیا گیا بل زیر بحث نہ آسکا، مولانا شہید ہمیشہ فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمے کے لئے سرگرم عمل رہتے تھے۔ آپ سانحہ سیشن کورٹ بم دھماکہ کی وجہ سے ابھی شدید زخمی تھے اور چلنے پھرنے سے بھی قاصر تھے لیکن محرم الحرام کی آمد کے پیش نظر پاکستان ٹیلی ویژن کی طرف سے فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمے اور مذہبی ہم آہنگی کے حوالہ سے ٹی وی پر ایک مذاکرے کا اہتمام کیا گیا جس میں مولانا شہیدؒ اور تحریک جعفریہ کے قائدین کو مدعو کیا گیا۔ مذاکرہ 23 اپریل 1997ء کو رات نو بجے خبر نامہ کے بعد ہونا تھا جب کہ مولانا اعظم طارق شہیدؒ شدید زخمی حالت میں مقررہ وقت پر ٹی وی اسٹیشن اسلام آباد پہنچ گئے لیکن بدقسمتی سے تحریک جعفریہ کی قیادت کے نہ پہنچنے پر مذاکرہ ملتوی کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ سابق چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ نے مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کو ان کا موقف سننے کے لئے طلب کیا اس موقع پر مولانا شہیدؒ نے اپنا موقف انتہائی مدلل انداز سے پیش کیا اور اہم تجاویز دیں جس سے چیف جسٹس انتہائی متاثر ہوئے اور قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

مولاناؒ نے من گھڑت الزامات کی آڑ میں اپنی 42 سال 6 ماہ اور 8 دن کی زندگی میں ملک کی 22 جیلوں میں اسیری کے دوران سینکڑوں مرتبہ قرآن مجید ختم کیا اور متعدد مرتبہ آقا دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

مولانا شہیدؒ نے مختصر مگر پر کٹھن زندگی میں صدیوں پر محیط کارنامے سرانجام دیے۔ آپ افضل الجهاد كلمة الحق عند السلطان الجابر کے حقیقی مصداق تھے۔ کون جانتا تھا کہ مسجد کے منبر ومحراب پر قال اللہ وقال الرسول کو بلا خوف وخطر بیان کرنے والی شخصیت اسمبلی کے فورم پر اسی طرح حق وصداقت کا پرچار کرے گی جس سے اسمبلی کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو جائے گا مولانا شہید نے قومی اسمبلی میں حق وصداقت کا علم بلند کیا اور اپنی پرجوش مفصل اور مدلل بحوالہ بادلیل تقریروں سے اسمبلی میں تہلکہ مچا دیا۔ ایک مرتبہ ایک رکن قومی اسمبلی کہنے لگا کہ جناب والا آپ کو معلوم ہے کہ آپ مسجد کے منبر پر نہیں بلکہ قومی اسمبلی میں کھڑے ہیں تو آپ نے برجستہ جواب دیا اور فرمایا: ''ہاں ہاں! میرے علم میں ہے کہ یہ اسمبلی ہے، خانہ خدا نہیں اسی لئے تو بے باکی سے گفتگو کر رہا ہوں ورنہ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ہزار بار سوچنا پڑتا ہے کہ اس منبر کے تقدس کے منافی کوئی بات زبان سے نہ نکل جائے جو بارگاہِ خداوندی میں گرفت کا باعث بن جائے۔'' مولانا شہیدؒ نے قومی اسمبلی میں مسئلہ کشمیر پر بھرپور آواز اٹھائی اور کشمیری عوام کے حقوق کی صحیح ترجمانی کی، مولانا اکثر تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ میں صرف اور صرف اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے ڈرنے کو شرک سمجھتا ہوں، آپ جرات و بہادری اور حق گوئی کی داستان کو اپنے خون سے رقم کر گئے ہیں اور وہ ملک کی 22 جیلوں میں قید رہے، ایک موقع پر مولانا شہید نے فرمایا کہ: ''میں نہیں چاہتا کہ اپنے بچوں کیلئے عیش وعشرت کا سامان بنا کر چھوڑ جاؤں تاکہ وہ میرے دنیا سے جانے کے بعد عیش وعشرت کریں اور مجھے قبر میں عذاب ہو۔ اگر میری اولاد دین کی خدمت کرے گی تو اللہ تعالیٰ انکو بہت نوازے گا اور اگر خدانخواستہ یہ دین سے منہ موڑے گی تو میں نے ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا یہ بھوک سے مرجائیں تو بھی مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔''

مولانا شہیدؒ کے جسم پر مختلف حملوں میں زخموں کے 114 نشانات تھے۔

مولانا شہیدؒ کی شہادت سے چند روز قبل پیر طریقت، حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی (راولپنڈی) کو خواب میں ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔ مولانا ہزاروی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اماں جی سے پوچھا کہ اماں جی کیسے آنا ہوا؟ تو جواب میں پوری امت مسلمہ کے مومنوں کی ماں فرماتی ہیں کہ بیٹے اعظم طارق کو لینے آئی ہوں۔ مولانا ہزاروی نے اپنا یہ خواب مولانا شہیدؒ کے جنازہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ مولانا شہیدؒ 6 اکتوبر 2003ء بروز پیر قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے جھنگ سے اسلام آباد روانہ ہوتے ہیں لیکن کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ آج اسلام دشمنوں سے پنجہ آزمائی کرنے والا مجاہد ہم سے چھین لیا جائے گا اور سنی قوم ایک مرتبہ پھر یتیم ہو جائے گی۔ مولانا محمد اعظم طارق شہید اپنے تین محافظوں قاری ضیاء الرحمٰن شہید، محمد اسرار عرف عثمان شہید، محمد ممتاز فوجی شہید اور گاڑی ڈرائیور اصغر علی شہید کے ہمراہ جب سوا چار بجے سہ پہر گولڑہ ٹول پلازہ کے قریب پہنچے تو اسلام کے ابدی دشمنوں، درندہ صفت وحشیوں نے حملہ کر کے اپنی سیاہ تاریخ کو

قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں آپؒ نے فرمایا اگر مجھ سے سو بار بھی حلف لیا جائے تو میں اسی طرح حلف اٹھاؤں گا کہ میں پاکستان کے اس آئین وقانون کا پابند رہوں گا جو قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔

بقیہ صفحہ نمبر 32 پر

سعودی علماء کونسل کا تاریخ ساز فتویٰ

صحابہ کرامؓ کا گستاخ دائرہ اسلام سے خارج ہے

تحریر: محمد یونس قاسمی

11 اکتوبر کے روزنامہ اسلام کے صفحہ اول پر چھپنے والی ایک اہم خبر جس کی سرخی کچھ یوں ہے کہ: "سعودی علماء کی سپریم کونسل نے صحابہ کرامؓ کے گستاخ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔" اس سے قبل 9 اکتوبر کو اسی اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی جس کے مطابق شیخ الازہر مصر نے ایرانی نائب صدر کو ملنے سے انکار کر دیا اور اس کی دو وجوہات بیان کیں کہ (1) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلؤ مجوسی کا مزار "شجاع بابا" کے نام سے تعمیر کیا گیا ہے اس لئے جب تک ایرانی حکومت اس مزار کو منہدم نہیں کرتی اور (2) صحابہ کرامؓ کو آئینی و قانونی تحفظ فراہم نہیں کیا جاتا اس وقت تک ان سے ملاقات نہیں کی جائے گی کچھ عرصہ قبل کویت کے ایک شیعہ ذاکر یاسر الحبیب نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرات خلفائے راشدین کی شان اقدس میں "فدک ٹی وی" پر گفتگو کرتے ہوئے گستاخی کی تھی جس کی وجہ سے اس چینل پر بھی کویت کی حکومت نے پابندی لگا دی اور یاسر الحبیب کی شہریت منسوخ کر دی۔ 14 اکتوبر کو یاسر الحبیب کے اس فعل قبیح پر ایران کے آیت اللہ خامنہ ای نے بھرپور اظہار مذمت کیا اور یاسر الحبیب کی گرفتاری کا مطالبہ کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی گستاخی کو حرام قرار دیا تھا۔

> صحابہ کرامؓ، رسول اللہ ﷺ اور امت محمدیہ کے درمیان ایک پل ہیں اگر اس پل کو توڑ دیا جائے تو امت محمدیہ دھڑام سے نیچے گر جائے گی پھر اصل اسلام باقی رہتا ہے نہ قرآن۔

اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام، اولیاء اللہ کے سردار، اہل تقویٰ کے چیدہ و برگزیدہ اور اہل ایمان کے قدوہ و نمونہ ہیں۔ وہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد دنیا میں اللہ کے سب سے بہترین بندے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے علم دین کو حاصل کیا، خوشی اور غمی غرض ہر موقع پر نبی کریم ﷺ کی رفاقت سے فیضیاب ہوئے یہ وہی تھے جنہوں نے دین کے محلات قائم کئے، شرک و کفر کی جڑیں کاٹ کر دین اسلام کا نور، اس آباد دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا، نبی کریم ﷺ کی رفاقت اور اپنے ان مقبول اعمال کی وجہ سے وہ "خیر القرون" کہلائے۔ ان شخصیات کا ظہور کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ ایک ایسا منصوبہ تھا جس کو مشیت الٰہی اور ارادہ خداوندی نے ازل سے طے کر رکھا تھا انبیاء علیہم السلام اس جماعت کے لئے دعائیں کرتے رہے تھے اور کتب سابقہ بشارتیں دیتی رہی تھیں اپنی جان، مال، عزت، آبرو ہر چیز اسلام پر خرچ کر کے ان نفوس قدسیہ نے اسلام کی خدمت کی اور نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والے دین کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچایا، آج سکھر کے قریب محبوب گوٹھ میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبریں، پشاور میں اصحاب بابا کے نام سے صحابہ کرام کی 45 قبریں، افغانستان اور دنیا کے دیگر گوشوں میں حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک قبور اسی بات کی گواہی دے رہی ہیں۔

> سعودی حکومت کی نگرانی میں قائم علماء کونسل کی طرف سے دیا گیا فتویٰ شہداء ناموس صحابہ کی لازوال قربانیوں کا نتیجہ ہے

قرآن کریم میں صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: "وہ لوگ اپنے گھروں سے نکالے گئے۔" حضرت قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے مراد مہاجر صحابہ کرامؓ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر مکہ کو چھوڑا، وہ ایثار شیوہ محبین اسلام ہیں جنہوں نے اپنے مکانات، اپنے تمام مال و اسباب، اہل و عیال اور تمام کنبہ اور خاندان کو چھوڑا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں نکل کھڑے ہوئے اور ان تمام سختیوں اور پریشانیوں کے باوجود اسلام کو اختیار کیا جن کے تصور سے پتہ پانی ہو جاتا ہے فقر و فاقہ کی انتہا تھی کہ کئی کئی اوقات فاقہ کی وجہ سے کمر کو سیدھا رکھنا مشکل ہوتا تھا، مجبوراً پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے تاکہ کمر سیدھی رہ سکے، آج پیٹ پر پتھر باندھنا تو درکنار اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے تین درجے تھے دو درجے تو گزر چکے، ایک باقی ہے جو رفتار چل رہی ہے اس کے پیش نظر سب سے بہتر یہ ہے کہ جو ایک درجہ باقی رہ گیا ہے اس پر قائم رہو اس تمہید کے بعد حضرت سعد نے وہ آیت پڑھی جس میں فقراء و مہاجرین کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے اللہ رب العزت کی خوشنودی کے لئے اپنے گھر چھوڑ دیئے اور مال و جان خرچ کیا، پھر فرمایا یہ مہاجرین ہیں اور اس درجہ کے لوگ گذر چکے۔ اس کے بعد وہ آیت پڑھی جس میں انصار کی قربانیوں کا تذکرہ ہے پھر فرمایا، یہ انصار ہیں اور اس درجہ کے لوگ بھی گذر چکے ہیں اس کے بعد وہ آیت پڑھی جس میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو ان کے بعد آئے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں پھر فرمایا کہ یہ تیسرا درجہ ہے اور اس درجہ کے مسلمان باقی ہیں فرمایا کہ ان تبدیلیوں کے دور میں جو پیش آ رہی ہیں سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ تم اس درجہ پر قائم رہو، یعنی حضرات مہاجرین و انصار کا احترام دلوں میں رکھو اور ان کے لئے دعائے خیر کرتے رہو، ان پر تنقید و

تشنیع نہ کرو، یہ وہ مظلوم ہیں جو بغیر کسی وجہ کے اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے ان کا کوئی جرم نہ تھا اگر تھا تو صرف یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ صحابہ کرامؓ اس امت میں بہت زیادہ امتیازی شان کے حامل حضرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو حضور پُر نور ﷺ کی محبت اور نصرت کے لئے پسند فرمایا تھا ان لوگوں کے سامنے قرآن کریم کا نزول ہوا اور جن حالات و واقعات میں آیات قرآنیہ کا نزول ہوا وہ تمام کے تمام صحابہ کے سامنے پیش آئے اس لئے امت میں سب سے زیادہ قرآن کے سمجھنے والے اصحابہ کرامؓ تھے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور احکام شریعت صحابہ کرام ہی کے ذریعہ امت تک پہنچے ہیں اگر صحابہ کرامؓ قرآن کریم کو جمع نہ کرتے اور احادیث و احکام شریعت کی روایت نہ کرتے تو امت کو نہ قرآن کا علم ہوتا نہ حدیث کا، شریعت کا نہ ہی آپ ﷺ کی نبوت کا، صحابہ کرامؓ ہی نے دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور کتاب وسنت کی نشر و اشاعت میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جو بھی مسلمان ہوا ہے وہ صحابہ کرامؓ ہی کو دیکھ کر مسلمان ہوا اور صحابہ کرامؓ کے اس قدر شیدا ہوئے کہ حضور ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ کی زیارت ہی سعادت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ سمجھنے لگے اور جس طرح صحابی ہونا ایک منقبت تھی اسی طرح تابعی ہونا بھی ایک قابل فخر منقبت بن گئی۔

صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ اور امت کے درمیان واسطہ ہیں ایک پل ہیں اگر اس پل کو توڑ دیا جائے اس واسطے کو نکال دیا جائے تو امت محمدیہ دھڑام سے نیچے گر جائے پھر اصل اسلام باقی رہتا ہے نہ قرآن۔ موجودہ دور میں ان نفوس قدسیہ کی شخصیت مجروح کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے آج احترام صحابہ کے عقیدہ کو چیلنج کیا جا رہا ہے معاذ اللہ! کہیں تکفیر کا دروازہ کھلا ہے تو کہیں تنقید کو جائز قرار دیا جا رہا ہے۔

شہداء ناموس صحابہ کے مقدس خون کی برکت ہے کہ پوری دنیا میں صحابہ کرام کے گستاخ کو حقارت کی نظر سے دیکھا جانے لگا ہے۔

اگر پاکستانی حکام بھی گستاخ صحابہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے کیفر کردار تک پہنچائیں تو پاکستان امن وامان کو گہوارہ بن سکتا ہے

ان حالات میں ضروری تھا کہ ان نفوس قدسیہ کی حفاظت کے لئے بھرپور اقدامات کئے جاتے مگر افسوس کہ اس عنوان پر کوئی خاطر خواہ کام نہ کیا جاسکا۔ گستاخان صحابہ کے متعلق تکفیر کا فتویٰ 1988ء میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نے اپنے موقر جریدہ ماہنامہ الفاروق میں شائع کیا جس پر بھارت، بنگلہ دیش برطانیہ اور افریقی ممالک کے جید علماء کرام کے دستخط ثبت تھے پھر کچھ عرصہ کے بعد اسی فتویٰ پر پاکستان کے ممتاز و جید علماء کرام کے تائیدی و تصدیقی دستخط لیکر حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ترجمان ماہنامہ "بینات" میں شائع فرمایا، اقراء روضۃ الاطفال کے بانی مفتی جمیل خان شہیدؒ نے اسی فتویٰ کو اقراء ڈائجسٹ میں بھی شائع کیا مگر یہ سب محنت علماء کرام کی ذاتی محنت تھی اس پر حکومت کو کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ شائد صحابہ کرامؓ، تحفظ ناموس صحابہ کرام کی جدوجہد کرنے والوں کے ہی کچھ لگتے ہیں کسی اور کا ان شخصیات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آج سعودی عرب کی حکومت کے زیر اہتمام علماء کرام کی سپریم کونسل کا گستاخان صحابہ کے متعلق یہ متفقہ فتویٰ شہدائے ناموس صحابہ کی قربانیوں کا نتیجہ ہے اس متفقہ فتویٰ کے بعد امید ہے کہ گستاخی صحابہ کے عنوان پر عالمی سطح پر ضرور قانون سازی کی جائے گی اور گستاخان صحابہ کو قانونی شکنجے کے ذریعے اپنے انجام تک پہنچایا جائے گا دیگر ممالک کی طرح گستاخان صحابہ کی ایک بڑی تعداد پاکستان میں بھی پائی جاتی ہے جو عاشورہ محرم اور دیگر مواقع پر ہونیوالی مجالس عزا میں صحابہ کرامؓ پر تنقید کرتی ہے۔ توہین آمیز لٹریچر شائع کیا جاتا ہے اور اسے عام کیا جاتا ہے حتیٰ کہ موبائل میسجز کے ذریعے بھی یہ قبیح عمل جاری رہتا ہے۔ اسی گستاخی کی بنیاد پر پاکستان میں سنی شیعہ فسادات بھی ہوتے ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں صحابہ کرامؓ کی گستاخی کے نتیجے میں ہونے والے فسادات میں بیس ہزار سے زائد افراد قتل ہو چکے ہیں سعودی علماء کے اس فتویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر پاکستانی حکام قانون سازی کریں اور گستاخ صحابہ کو بلا امتیاز دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے کیفر کردار تک پہنچائیں تو یہ قتل و غارت کا سلسلہ رک سکتا ہے اور پاکستان امن و امان کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ مولانا اعظم طارق شہیدؒ

دوہرایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اسلام آباد کی سرزمین مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ و دیگر شہدائے ناموس صحابہ کے خون سے رنگین ہوگئی، سات اکتوبر 2003ء صبح آٹھ بجے شہداء کے جسد خاکی پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کے سامنے لائے گئے جہاں لاکھوں کا مجمع شدت غم سے نڈھال تھا، ہر آنکھ اشکبار تھی، پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد شہداء کے جسد خاکی کو بذریعہ ہیلی کاپٹر جھنگ روانہ کر دیا گیا۔ ہیلی کاپٹر تقریباً صبح دس بجے شہداء کے جسد خاکی لیکر مائی ہیر سٹیڈیم جھنگ میں اترا جہاں ملک بھر سے مولانا شہید کے دیوانے بلا شبہ لاکھوں کی تعداد میں جمع تھے جو اپنے شہید قائد کے آخری دیدار کے لئے بے قرار تھے، مولانا شہید کی شہادت پر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انسانوں کے علاوہ حیوان بھی شہداء کی مظلومانہ شہادت پر آہ وزاری کر رہے ہیں تاحد نگاہ انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کے آنسوؤں کا سیلاب رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا، عجیب منظر تھا، بازار بند سڑکیں سنسان، آہ و بکا کا عالم، جلاؤ گھیراؤ اور بے قابو ہجوم، مائی ہیر سٹیڈیم سے مولانا شہید کے جسد خاکی کو ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں جامع مسجد حق نواز جھنگوی شہید لایا گیا جہاں دیدار عام کیلئے رکھ دیا گیا۔ اس موقع پر کئی رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے مگر مولانا شہید کا بڑا صاحبزادہ حافظ محمد معاویہ صبر واستقامت کی تصویر بن کر دوسرے لوگوں کو صبر کی تلقین کرتا رہا۔ پھر نماز ظہر کے بعد آپ کے جسد خاکی کو مسجد حق نواز شہید سے گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر کے وسیع و عریض میدان میں لایا گیا۔ تاحد نگاہ انسان ہی انسان نظر آ رہے تھے۔ مولانا شہید کے پرستار، دیواروں، چھتوں اور درختوں پر چڑھے ہوئے تھے، دل ہلا دینے والا سماں تھا، ہر چہرہ مرجھایا اور غم میں ڈوبا ہوا، 3:45 پر قائد ملت اسلامیہ، ممتاز مناظر اسلام، حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے جسد خاکی کو پرچم صحابہ سے مزین، جامعہ محمودیہ لایا گیا، جہاں آپ کو امی عائشہ صدیقہ کی عزت و ناموس پر مرمٹنے والے لاکھوں سپوتوں، دیوانوں اور پروانوں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللہ رب العزت مولانا اعظم طارق شہیدؒ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فورتھ شیڈول کے ذریعے 60 ہزار افراد کی نگرانی

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق میں انکشاف

سلمان فاروق ضیاء

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان میں انتہا پسندوں کے ساتھ رابطوں کے الزام میں چھ ہزار سے زائد افراد کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے اور انہیں فورتھ شیڈول ایکٹ 1997ء میں شامل کیا گیا ہے۔ پاکستان کی 27 تنظیموں کو کالعدم کیا جا چکا ہے ان کے تمام قائدین اور کارکنوں کی کڑی اور مسلسل نگرانی کی جارہی ہے یہ بات نیشنل کرائسز مینجمنٹ سیل کے سربراہ بریگیڈیئر جاوید لودھی نے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کے اجلاس میں انکشاف کرتے ہوئے بتائی۔انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں امن وامان کی صورت حال بہتر بنانے کے لئے حکومت نے متعدد اقدامات اٹھائے ہیں جن کے مطابق فورتھ شیڈول ایکٹ کی لسٹوں میں شامل تمام افراد کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ہر ہفتے اپنے متعلقہ تھانوں میں رپورٹ دیں اور پولیس کو بتائے بغیر اپنا علاقہ نہ چھوڑیں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کے چیئرمین مہر ریاض فتیانہ کے اس سوال پر کہ اس ساری کاروائی سے دہشت گردی کے واقعات میں کس حد تک کمی ہوئی ہے بریگیڈیئر جاوید لودھی نے کہا طالبان کی خفیہ پناہ گاہیں ختم کردی گئی ہیں جن سے ملک میں کالعدم تحریک طالبان کا اثر ورسوخ کم ہوا ہے انہوں نے کہا جن مدارس میں دہشت گردی کی تربیت دیئے جانے کی رپورٹس ہیں ان کی سخت نگرانی کی جارہی ہے اور اگر ان رپورٹس میں کوئی صداقت ہوئی تو ایسے مدارس کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی اور غیر ملکی طلبہ کی سکیورٹی کلیرنس ان کے اپنے ملک اور پاکستان کی وزارت داخلہ سے لازمی ہوگی سکیورٹی کلیرنس کے بعد ہی پاکستانی مدارس میں انہیں داخلہ دیا جائے گا۔

فورتھ شیڈول ایکٹ کا قانون موجودہ حکمرانوں کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ قانون مشرف دور کا ایک خاص تحفہ ہے پاکستان کے اندر غیر ملکی مداخلات کے ایجنڈے کی تکمیل کا حصہ ہے موجودہ حکمران اور یہ اسمبلیاں اسی ایجنڈے پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لئے قائم کرائی گئی ہیں یہ ایجنڈہ پاکستان کو مکمل طور پر تباہ کرنا یا اس کو مکمل طور پر امریکہ کی غلامی میں دھکیل دینا ہے اور فورتھ شیڈول ایکٹ 1997ء کا قانون بھی اسی لئے وضع کیا گیا تھا تاکہ امریکی ایجنڈے کی تکمیل میں رکاوٹ بننے والے تمام عناصر کو قانونی شکنجے میں جکڑ کر مزاحمت کے تمام راستے یکسر بند کردیئے جائیں

> فورتھ شیڈول کی لسٹوں میں ایسے افراد کو بھی شامل کردیا گیا تھا جو کئی برس قبل فوت ہوچکے تھے یا نقل مکانی کرکے جاچکے تھے

سکیورٹی کے نام سے بلیک واٹر اور دوسری غیر ملکی ایجنسیاں بھی اسی ایجنڈے کے تحت کام کررہی ہیں ہمارے حکمرانوں کی حیثیت اسٹیج کے اداکاروں سے زیادہ کچھ نہیں ہے فورتھ شیڈول ایکٹ کے خدوخال بیان کرنے کے لئے شمارہ نمبر 3 میں ''فورتھ شیڈول ایکٹ ایک گناہ بے لذت'' کے عنوان سے مضمون شائع کیا گیا تھا ان حقائق کی تصدیق کیلئے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

مضمون درج ذیل ہے:

پاکستان میں گذشتہ کئی سالوں سے دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا سلسلہ جاری ہے۔جس میں ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جو کسی غلام قوم کے سرکش افراد کو قابو کرنے کیلئے بنائے جاتے ہیں۔انسداد دہشت گردی ایکٹ کے نام سے ایسا قانون وضع کیا گیا ہے جسے EE-11 شیڈول نمبر 4 ایکٹ انسداد دہشت گردی مجریہ 1997ء کا نام دیا گیا ہے۔اس قانون کے تحت کسی بھی شخص کی نقل وحرکت کو خفیہ پولیس کی معلومات کی روشنی میں محدود کیا جاسکتا ہے۔یہ قانون قیام پاکستان سے قبل کے فرنگی دور کے ''بستہ الف'' اور ''بستہ ب'' کے بدمعاشوں کو تھانہ کی حدود میں پابند رکھنے کی ایک شکل ہے۔جس کے تحت سنگین جرائم میں ملوث ملزمان کو مختلف اقسام کی فہرستوں میں شامل کردیا جاتا تھا جس سے ملزم کی ذہنی کیفیات اور جرائم کے میلان کا پتہ چلانا مقصود تھا ان ہی خطوط کے تحت ملک بھر کی مذہبی جماعتوں خصوصاً سپاہ صحابہ کے قائدین اور کارکنوں جن میں زیادہ تعداد مساجد کے قابل صد احترام خطباء اور مدارس کے معزز اساتذہ کی ہے کو فورتھ شیڈول لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔فورتھ شیڈول کی لسٹوں کیلئے تین قسم کی فہرستیں بنائی گئی ہیں جن میں اے،بی اور سی اقسام شامل ہیں۔فورتھ شیڈول کی فہرستوں میں لوگوں کو شامل کرنے کیلئے کسی قسم کا کوئی خاص معیار مقرر نہیں بلکہ سی آئی ڈی کے اہل کاروں کی پسند و ناپسند اور خفیہ ایجنسیوں کے سابقہ ریکارڈ کو ہی

بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان فہرستوں کے اندر ایسے افراد کو بھی شامل کر دیا گیا تھا جو کئی برس پہلے فوت ہو چکے تھے یا نقل مکانی کر چکے تھے یا ان کا کسی تنظیم کے کارکن یا عہدیدار سے صرف ذاتی تعلق یا رشتہ داری تھی جس کی انتہائی دلچسپ مثال یہ ہے کہ سپاہ صحابہ کے قائد علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی جنوری 1997ء کو سیشن کورٹ لاہور کی عدالت کے کٹہرے میں ایک طاقتور بم دھماکے کی وجہ سے شہید ہو گئے تھے ان کی شہادت کے قریباً دس سال بعد ان کے بڑے بھائی مولانا عطاء الرحمٰن فاروقی جو جامع مسجد محمدیہ قاسم بازار کے خطیب تھے ان کا نام بھی فورتھ شیڈول کی قسم A کی لسٹ میں شامل کر دیا گیا تھا حالانکہ اس وقت مولانا عطاء الرحمٰن فاروقی محکمہ اوقاف پنجاب کی طرف سے سرکاری ملازم کے طور پر مسجد میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ اس کے ساتھ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے چھوٹے

جب مدعی کے وکیل نے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی شہادت سے دس سال بعد ان کا نام فورتھ شیڈول کی لسٹ میں شامل کرنے کا نوٹیفکیشن عدالت میں لہرایا تو جسٹس طارق شمیم سمیت تمام حاضرین خفیہ پولیس کی بوگس کارروائیوں پر حیران رہ گئے

گئے تھے حالانکہ دونوں بیٹے ملک کی ایک معروف دینی درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ تھی کہ خود علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید جو کہ دس سال قبل شہید ہو چکے تھے ان کا نام بھی مورخہ 8 جنوری 2007ء کو جاری ہونے والی فورتھ شیڈول کی لسٹ A نمبر S/199 میں شامل کر دیا گیا تھا ۔محکمہ داخلہ پنجاب کی طرف سے تیار ہونے والی فورتھ شیڈول کی لسٹوں کے جعلی، فرضی اور خود ساختہ ہونے

ہوگا۔

3- کسی بھی ایسی تنظیم سے تعلق نہ رکھے گا جو اوپر دیئے ہوئے افعال میں ملوث ہوگی۔

4- ہر طرح سے قانون نافذ کرنے والوں کے ساتھ مذہبی معاملات میں قانون کی عملداری میں تعاون کرے گا۔

5- اس کے پاس کسی دہشت گرد/مذہبی انتہا پسند یا ایسی تنظیم کے بارے میں کوئی اطلاع یا معلومات کسی توسط سے موصول ہونگی تو اس کو متعلقہ انتظامیہ کو بتلانے کا پابند ہوگا۔

6- یہ شخص اپنے رہائشی تھانے سے باہر جائے گا تو مقامی SHO کو تحریری طور پر مطلع کرنے کا پابند ہوگا۔

مذکورہ بالا 5 نکات کی پابندی تو پاکستان کے ہر شہری کیلئے لازمی اور ضروری ہونی چاہیے۔ جبکہ چھٹے نقطہ کے تحت کسی بھی شخص کو پابندی کرنا نہ صرف

16.12.2008

Mr. Usman Shahid, Advocate for the petitoner,
Mr. Amjad Ali Chattha, Assistant Advocate GneralPunjab.
Zulfiqar Ali Bhatti, S.O Home Department Punjab.

The learned counsel for the petitioner contentds that the name of the petitioner was included in the 4th schedule vide List " A" of Faisalabad Range pursuant to the premise that he was involved in two ciminal cases vide FIRs No 158 of 2005 and 179 of 2005 registered at Police Station Rail Bazar, Faisalabad, Maintains that the petitioner has been acquitted in both the cases, therefore, there is no legal justification for the respondents to keep the name of the petitioner in the 4th Schedule.

The learned Assistant Advocate General after obtaining instructions affirms that the petiotner has been acquitted in both the cases.

بھائی جو کہ ایگری کلچر یونیورسٹی فیصل آباد سے اعلیٰ تعلیم یافتہ زرعی انجینئر ہیں ان کا نام بھی فورتھ شیڈول کی A فہرست میں شامل کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے بڑے بیٹے ریحان محمود ضیاء اور ان کے چھوٹے بھائی عثمان فاروق ضیاء کے نام بھی فورتھ شیڈول کی فہرست A میں شامل کئے

کے اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتے ہیں؟ فورتھ شیڈول میں شامل افراد کو درج ذیل احکامات کا پابند کر دیا جاتا ہے۔

1- کسی قسم کی ریاستی دہشت گردی میں ملوث نہ ہوگا۔

2- براہ راست یا کسی اور ذریعہ سے پبلک سکیورٹی اور مذہبی معاملات اور بدامنی پیدا کرنے میں شامل نہ

پاکستان کے شہری حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ بین الاقوامی قانون بھی کسی شخص کی نقل و حرکت کو پابند کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

اسی چھٹے نقطہ کے پیش نظر علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے ایک بھائی نے ان کا نام فورتھ شیڈول کی قسم میں شامل کرنے کو عدالت عالیہ لاہور میں چیلنج کر دیا۔ یہ

رٹ پٹیشن نمبر 1063/07 مورخہ 17 جنوری 2007ء کو دائر کی گئی تھی جس میں تھانہ سٹی سمندری کے ایس ایچ او کو بذریعہ DPO فیصل آباد اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کو پارٹی بنایا گیا تھا۔ جسٹس جناب طارق شمیم کی عدالت میں اس پٹیشن کی سماعت ایک سال ایک ماہ تک جاری رہی جس میں مدعی کے وکیل نے ثابت کیا کہ مدعی کسی قسم کی منفی سرگرمی میں کبھی بھی شامل نہیں رہا ہے بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ شریف شہری ہے۔ جب عدالت نے مدعا علیہ سے استفسار کیا کہ مدعی کا نام فورتھ شیڈول کی فہرست میں کیوں شامل کیا گیا ہے تو ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے نمائندے نے کہا کہ مدعی کے اوپر دہشت گردی ایکٹ کے تحت دو مقدمات درج ہوئے تھے اور ان دونوں مقدمات میں مدعی باعزت بری ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود خفیہ اداروں کی رپورٹیں اس کے خلاف ہیں۔ اس موقع پر مدعی کے وکیل نے کہا کہ خفیہ اداروں کی تمام رپورٹیں فرضی، جعلی اور خود ساختہ ہوتی ہیں۔ ثبوت کیلئے انہوں نے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس آپریشن فیصل آباد کا ایک حکمنامہ نمبر S/199 عدالت میں پیش کیا جس میں مورخہ 9 جنوری 2007ء کو علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کا نام فورتھ شیڈول کی فہرست کی قسم A میں شامل کرنے کے احکامات موجود تھے اور ڈی آئی جی نے متعلقہ ایس ایچ او کو حکم دیا تھا کہ آپ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید سے مچلکہ ذاتی اور ضمانت نامہ مبلغ 5 لاکھ روپے ار جسٹری افرد حاصل کریں اور پر فارمہ جات کی خانہ پُری کر کے اندر 2 یوم دفتر سکیورٹی برانچ بھجوائیں۔ جب مدعی کے وکیل نے جناب جسٹس طارق شمیم کو بتایا کہ جس شخص کا ضمانت نامہ ڈی آئی جی آپریشن فیصل آباد کی طرف سے طلب کیا جا رہا ہے اس شخص کو شہید ہوئے دس سال کا عرصہ ہو چکا ہے اس نشاندہی پر جسٹس طارق شمیم اور عدالت میں موجود تمام وکلاء حیران رہ گئے اس بات سے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی کارکرگی اور خفیہ رپورٹوں کی صحت کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا۔ اس کے بعد اگلی پیشی پر جسٹس طارق نے درج ذیل تفصیلی فیصلہ دے دیا۔

جس کے تحت علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے بھائی انجینئر طاہر محمود کا نام فورتھ شیڈول کی لسٹ A میں غیر قانونی، غیر آئینی اور انصاف کے تقاضوں کے برعکس قرار دیتے ہوئے فورتھ شیڈول کی لسٹ A سے خارج کرنے کا حکم صادر فرما دیا۔ اس تمام گفتگو

عدالت عالیہ کی طرف سے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے دو بڑے صاحبزادوں مولانا ریحان محمود ضیاء اور مولانا عثمان فاروق ضیاء کے نام بھی فورتھ شیڈول ایکٹ سے خارج کرنے کا حکم صادر کردیا گیا ہے

اور خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ فورتھ شیڈول کا قانون ایک لاحاصل کوشش ہے کیونکہ جب سے یہ قانون بنا ہے۔ دہشت گردی کے واقعات میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس قانون کی پاداش میں پولیس، خفیہ اداروں اور عوام الناس پر کروڑوں روپے ضائع کرنے کے باوجود حکمرانوں کو کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ جن لوگوں کا نام فورتھ شیڈول کی لسٹوں میں شامل کیا گیا ہے وہ دہشت گردی یا منفی سرگرمیوں میں ہرگز ملوث نہیں بلکہ قانون اور آئین کی پاسداری کرنے والے لوگ ہیں۔ انہیں بلاوجہ پریشان کر کے حکومت ملک کا سرمایہ اور قیمتی وقت ضائع کر رہی ہے۔ ساری گفتگو سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قانون گناہ بے لذت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے چھوٹے بھائی انجینئر طاہر محمود کے حق میں عدالت عالیہ کے فیصلہ کے بعد مقامی پولیس کی طرف سے علامہ فاروقی شہید کے بڑے بھائی مولانا عطاء الرحمٰن فاروقی اور ان کے دو بڑے بیٹوں ریحان محمود ضیاء اور عثمان فاروق ضیاء کے نام بھی فورتھ شیڈول ایکٹ 1997ء کی لسٹ A میں شامل کردیئے گئے تھے، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی گزشتہ سال اللہ کو پیارے ہو گئے اور مولانا ریحان محمود ضیاء اور مولانا عثمان فاروق ضیاء دونوں کے نام فورتھ شیڈول میں شامل کئے جانے کے خلاف عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کی جس کی سماعت کئی ماہ جاری رہی آخر کار عدالت اس نتیجہ پر پہنچی کہ انکے نام بلا جواز اور غیر قانونی طور پر فورتھ شیڈول میں شامل کئے گئے ہیں تب عدالت عالیہ لاہور کے جج چوہدری اعجاز احمد نے 3 نومبر 2010ء کو اپنے حکم نامہ کے ذریعے علامہ فاروقی شہیدؒ کے دونوں صاحبزادوں مولانا ریحان محمود ضیاء اور مولانا عثمان فاروق ضیاء کے نام فورتھ شیڈول ایکٹ کی لسٹ A سے خارج کرنے کا حکم صادر کردیا ہے جو پاکستان کی عدلیہ کے آزاد ہونے کی سب سے بڑی نشانیوں میں سے ہے۔ مولانا عثمان فاروق ضیاء کے خلاف مقامی پولیس نے فورتھ شیڈول کی خلاف ورزی کا مقدمہ درج کیا تھا جس کا چالان دہشت گردی کی عدالت میں پیش کیا گیا مولانا عثمان فاروق ضیاء نے مقدمہ کی مکمل پیروی کی، مقامی پولیس بار بار طلب کئے جانے کے باوجود دہشت گردی کورٹ میں مولانا عثمان فاروق ضیاء کا چالان پیش نہ کر سکی تو دہشت گردی کورٹ کے معزز جج صاحب نے مولانا عثمان فاروق کو اس مقدمہ سے بری کرنے کا حکم صادر فرما دیا۔

گزشتہ عید الفطر کے موقع پر مولانا ریحان محمود ضیاء تبلیغی دورہ پر دوبئی گئے تو ان کی غیر موجودگی میں ایس پی آپریشن فیصل آباد اسامہ ممتاز کے خصوصی حکم پر ان کے خلاف فورتھ شیڈول کی خلاف ورزی کا مقدمہ زیر دفعہ ATC-11-E مقامی پولیس نے تھانہ سٹی سمندری میں قائم کردیا، مولانا ریحان محمود ضیاء نے فیصل آباد کی دہشت گردی کی عدالت کے جج چوہدری محمد ارشد سے ضمانت قبل از گرفتاری کروائی ہوئی تھی جس میں یہ مقدمہ بھی زیر سماعت تھا کہ عدالت عالیہ کی طرف سے دونوں بھائیوں کے ناموں کو بھی فورتھ شیڈول سے خارج کردیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

شیعہ سنی اختلاف کی حقیقت

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قلم سے

یہ تو آپ کو اور ہر مسلمان کو علم ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بابرکت دور میں امت میں نظریاتی اختلاف کا کوئی وجود نہیں تھا بلکہ پوری امت اسلامیہ اختلاف کی وبا سے محفوظ اور کفر کے مقابلے میں یک جان اور یک قالب تھی۔ نظریاتی اختلاف کی ابتدا پہلی بار سیدنا عثمان غنیؓ کے آخری زمانہ خلافت میں ہوئی اور یہی شیعہ مذہب کا نقطہ آغاز تھا...... پہلے پہل اس کی بنیاد بہت سادہ سی تھی یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ چونکہ آنحضرت ﷺ کے عزیز و قریب ہیں اس لئے وہی آپ ﷺ کی خلافت و جانشینی کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ نظریہ بظاہر سادہ اور خوش نما ہونے کے باوجود اسلام کی دعوت اور آنحضرت ﷺ کی 23 سالہ تعلیم کے خلاف تھا۔ اس لئے کہ اسلام نے نسلی امتیاز اور خاندانی غرور کے سارے بتوں کو پاش پاش کر کے عزت و شرافت اور سیادت و بزرگی کا مدار "تقویٰ" پر رکھا تھا اور تقویٰ کی صفت میں حضرت ابوبکرؓ چونکہ حضرات صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت میں سب سے فائق اور سب کے سرتاج تھے (چنانچہ قرآن مجید سورہ واللیل میں انہی کو "الاتقیٰ" یعنی سب سے زیادہ متقی فرمایا گیا ہے) اس لئے وہی آنحضرت ﷺ کی جانشینی کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔ کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت علیؓ سے برسر منبر یہ سوال کیا گیا کہ آپ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرت ﷺ کے بعد خلیفہ کیوں بنایا؟ آپ نے فرمایا کہ دین کے کاموں میں سب سے اہم تر نماز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کو ہمارا "امام نماز" بنایا تھا باوجودیکہ میں وہاں موجود تھا اور حضور اقدس ﷺ کو میری موجودگی کا علم بھی تھا مگر اس کام کے لئے آپ ﷺ نے مجھے یاد نہیں فرمایا بلکہ حضرت ابوبکرؓ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس آنحضرت ﷺ نے جس شخصیت کو ہمارے دین کی امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا ہم نے دنیا کی امامت و قیادت کے لئے بھی اس کو چن لیا۔

الغرض یہ تھی وہ غلط بنیاد جس پر شیعہ نظریات کی عمارت کھڑی کی گئی۔ ان عقائد و نظریات کے اولین موجد وہ یہودی الاصل منافق تھے (عبداللہ بن سبا اور اس کے رفقاء) جو اسلامی فتوحات کی یلغار سے جل بھن کر کباب ہوگئے تھے انہیں اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا رخ موڑنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ زہریلے نظریات کا بیج بو کر امت اسلامیہ کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے۔ جب مسلمان آپس میں دست و گریباں ہوں گے تو ان میں کفر کو للکارنے کی تب و تاب باقی نہیں رہے گی۔ چنانچہ انہوں نے "حب علی" کے خول میں مکروہ ترین عقائد بھر کر نظریاتی اختلاف کا ہائیڈروجن بم اسلام کے مرکز پر گرا دینا چاہا۔ اگر اسلام خدا تعالیٰ کا آخری دین نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے تاقیامت اس کی حفاظت کا وعدہ نہ فرمایا ہوتا تو قریب تھا کہ اسلامی قلعہ بھک سے اڑ جاتا اور جس طرح سینٹ پال یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو مسخ کردیا تھا اسی طرح یہودی سازش اسلام کا حلیہ بگاڑنے میں بھی کامیاب ہوجاتی لیکن صحابہ و تابعین اور خود حضرت علیؓ نے شدت سے اس فتنہ کی سرکوبی کی نتیجہ یہ کہ شیعہ عقائد و نظریات "تقیہ" کی نقاب اوڑھنے پر مجبور ہوگئے۔

یہ حقیقت ہے کہ آنحضور ﷺ اور حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کے بابرکت ادوار میں امت میں نظریاتی اختلاف کا کوئی وجود نہیں تھا۔ بلکہ پوری امت کفر کے مقابلے میں یکجان تھی۔

بعد میں شیعوں میں بہت سے فرقے ہوئے جن کی تفصیل حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" میں دیکھی جاسکتی ہے۔ انہی میں سے ایک فرقہ "شیعہ امامیہ" یا "شیعہ اثنا عشریہ" کہلاتا ہے اور یہی فرقہ آج کل عام طور سے "شیعہ" کہلاتا ہے۔ ان کے عقائد کی تفصیل کا اس وقت موقعہ نہیں۔ البتہ ان کے چند اصول حسب ذیل ہیں:

(1) نظریہ امامت:

شیعہ مذہب کی اصل الاصول بنیاد "عقیدہ امامت" ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی جانب سے انبیاء کرام کو مبعوث کیا جاتا تھا اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد اماموں کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جائے گا۔ وہ شیعہ عقیدے میں نبی کی طرح ہر غلطی سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ ان پر وحی نازل ہوتی ہے، ان کی اطاعت ہر بات میں نبی کی طرح فرض ہے، وہ نبی کی طرح احکام شریعت نافذ کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ قرآن کریم کے جس حکم کو چاہیں منسوخ یا معطل بھی کر سکتے ہیں۔ گویا اسلامی عقیدہ میں جو مفہوم جو حیثیت اور جو مرتبہ ایک مستقل صاحب شریعت نبی کا ہے ٹھیک وہی مفہوم وہی حیثیت اور مرتبہ شیعوں کے نزدیک "امام معصوم" کا ہے۔

شیعوں کا نظریہ امامت آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کی ابدیت کے خلاف ایک کھلی سازش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور قدیم سے لیکر مرزا غلام احمد قادیانی تک جن لوگوں نے نبوت و رسالت کے جھوٹے دعوے کئے انہوں نے اپنے دعووں کا مصالحہ شیعوں کے نظریات امامت ہی سے مستعار لیا ہے۔

شیعہ مذہب کا نظریہ امامت فطری طور پر غلط تھا یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اس کا بوجھ زیادہ دیر تک نہ اٹھا سکا

بلکہ اس نے ''اماموں'' کا سلسلہ ''بارہویں امام'' پر ختم کر کے اسے (260ھ) میں کسی نامعلوم غار (سرمن راء کے غار) میں ہمیشہ کے لئے غائب کر دیا۔ آج ان کو ساڑھے گیارہ صدیاں گزری ہیں مگر کسی کو کچھ خبر نہیں کہ ''بارہویں امام'' کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں.....؟

میں شیعہ کے ''نظریہ امامت'' پر جتنا غور کرتا ہوں میرے یقین میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ضرب لگانے اور امت میں جھوٹے مدعیان نبوت کے دعویٰ نبوت و امامت کا چور دروازہ کھولنے کے لئے گھڑا..... غور فرمائیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک چھ صدیوں کا طویل عرصہ گزرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہادی مبعوث نہیں کیا جاتا ادھر جب ختم نبوت کا آفتاب (ﷺ) قیامت تک کی ساری دنیا کو منور کرنے کے بعد رخصت ہوتا ہے تو شیعہ عقیدہ کے مطابق خدا ایک دن کیا ایک لمحہ کا وقفہ بھی نہیں کرتا بلکہ فوراً ایک ''امام معصوم'' کو کھڑا کر کے اسے شریعت محمدیہ کے حلال و حرام کو بدلنے اور قرآن کو منسوخ کرنے کے اختیارات دے دیتا ہے ..... اور پھر صدیوں کا مایہ ناز دور گزر جاتا ہے تو خدا یکا یک ''اماموں کا سلسلہ بند کر دیتا ہے'' بلکہ بارہواں امام جو بھیجا جا چکا تھا اسے بھی دو سال ہی کی عمر میں ہمیشہ کے لئے غائب کر دیتا ہے۔ کیا ایک ایسا شخص جو محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت پر ایمان رکھتا ہو جس کے نزدیک اسلام مٹنے، بدلنے اور مسخ ہونے کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک اپنی اصلی حالت باقی رہنے اور چمکنے کے لئے آیا ہو وہ شیعوں کے نظریہ امامت کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کر سکتا ہے؟

شیعہ مذہب جن اکابر کو "امام معصوم" کہتا ہے انہوں نے نہ کبھی امامت کا دعویٰ کیا نہ لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی بلکہ وہ سب کے سب اہلسنت کے اکابر اور مسلمانوں کی آنکھوں کا نور تھے۔

شیعہ مذہب جن اکابر کو ''امام معصوم'' کہتا ہے انہوں نے نہ کبھی ''امامت'' کا دعویٰ کیا، نہ مخلوق خدا کو اپنی اطاعت کی دعوت دی بلکہ وہ سب کے سب اہل سنت کے اکابر اور مسلمانوں کی آنکھوں کا نور تھے، ان کا دین و مذہب ان کا طور و طریق اور ان کی عبادت کبھی شیعوں کے اصول و عقائد کے مطابق نہیں ہوئی بلکہ وہ سب صحابہ و تابعین کے طریقہ پر تھے وہی دین جو آنحضرت ﷺ چھوڑ گئے تھے اور جس پر ساری دنیا کے مسلمان عمل پیرا تھے یہ اکابر بھی ساری دنیا کے سامنے اسی پر عمل کرتے تھے ..... مگر شیعہ مذہب ہمیں بتاتا ہے کہ اندر سے ان کے عقائد کچھ اور تھے مگر از راہ تقیہ وہ مسلمانوں کے مطابق عمل کرتے تھے۔ گویا شیعوں کے نزدیک خدا نے ''امام معصوم'' بنا کر بھیجا بھی تو ایسے لوگوں کو جو دنیا کو کوئی ہدایت نہ دے سکے بلکہ ساری عمر لباس تقیہ میں ملبوس رہے اور بارہویں امام تو ایسے غائب ہوئے کہ آج تک ان کا کہیں سراغ نہیں! اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ شیعوں کا نظریہ امامت نہ صرف آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت پر ضرب لگاتا ہے بلکہ یہ سراسر عقل کے بھی خلاف ہے اور یہ خدا کی تعلیم نہیں بلکہ کسی یہودی دماغ کی ایجاد ہے۔

(2) شیعوں کا دوسرا سب سے بڑا اصول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض و عداوت ہے۔ شیعوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر بیعت کی (جن میں خود حضرت علی (رضی اللہ عنہ) بھی شامل ہیں) وہ نعوذ باللہ اس فعل کی وجہ سے سب کے سب کافر اور مرتد ہو گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے ''امام معصوم'' یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور چونکہ تینوں خلفاء کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مسلمانوں کو اپنی بیعت کی دعوت نہیں دی بلکہ خود ان تین حضرات کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اس لئے شیعہ صاحبان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی خفا ہیں۔

شیعوں کا یہ نظریہ جس قدر باطل اور غلط ہے اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ اس عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا نعوذ باللہ بالکل لغو بے کار اور بے سود ثابت ہوا۔ اسلام کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ قیامت تک انسانیت کی راہنمائی کے لئے آیا ہے۔ مگر شیعہ عقیدہ یہ کہتا ہے کہ بالکل غلط ہے۔ اسلام تو آنحضرت ﷺ کے بعد ایک دن بھی آگے نہیں چلا بلکہ وہ پوری کی پوری جماعت جو آنحضرت ﷺ نے 23 سال کی مسلسل محنت کے بعد تیار کی تھی اور جن کو اپنے درمیان اور آنے والی امت کے درمیان واسطہ بنایا تھا وہ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے دن ہی نعوذ باللہ مرتد ہو گئی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب اسلام کی نفی کا نام ہے ..... یعنی اگر شیعہ عقیدہ صحیح ہے تو اسلام ..... معاذ اللہ ..... غلط ہے اور اگر اسلام حق ہے تو شیعہ مذہب کے غلط اور باطل ہونے میں کسی عاقل کو شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

شیعہ مذہب نے آنحضرت ﷺ کے رفقاء اور آپ ﷺ کے جانشینوں پر حملہ کر کے خود اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ایک ایسا حملہ کیا ہے جس کی مثال انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تفسیر مظہری میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد امام شعبی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر یہودیوں سے پوچھو کہ تمہاری امت میں سب سے افضل کون لوگ ہوئے ہیں؟ تو وہ فوراً کہیں گے کہ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفقاء اور ان کے صحابی ..... اور اگر عیسائیوں سے پوچھو کہ تمہاری جماعت میں سب سے بزرگ تر کون لوگ ہیں؟ تو وہ فوراً بول اٹھیں گے کہ ''عیسیٰ علیہ السلام کے حواری'' لیکن اگر شیعوں سے پوچھو کہ امت محمدیہ میں سب سے بدترین مخلوق کون ہے؟ تو ان کا جواب ہوگا ''محمد ﷺ کے صحابہ'' ..... نعوذ باللہ استغفر اللہ!

شیعہ مذہب کی بنیاد "عقیدہ امامت" ہے جس کی رو سے آنحضور ﷺ کے بعد اماموں کو بھی انبیاء کی طرح ہی مبعوث کیا گیا ہے جو ہر غلطی سے پاک اور آنحضور ﷺ کی طرح معصوم ہیں۔ (نعوذ باللہ)

بہر حال شیعوں کا نظریہ امامت اگر آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت تھا تو ان کا ''نظریہ تبرا'' خود آنحضرت ﷺ کی نبوت کے خلاف ایک کھلی بغاوت ہے اور کوئی شخص جو آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھتا ہو

یہ تسلیم نہیں کرسکتا کہ آپ ﷺ کی تیار کی ہوئی پوری جماعت آپ ﷺ کے آنکھیں بند کرتے ہی نعوذ باللہ گمراہ اور مرتد ہوگئی تھی۔

(3) شیعوں کا تیسرا عقیدہ اول الذکر دونوں عقیدوں سے بدتر مگر دو دونی چار کی طرح اوالذکر دو عقیدوں کا لازمی نتیجہ ہے اور وہ ہے تحریف قرآن۔

مسلمان تو مسلمان آج تک کسی بد سے بدتر کافر کو بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی (اور نہ بقائمی عقل وخرد کوئی اس کی جرأت کرسکتا ہے) کہ مسلمانوں کے پاس "قرآن مجید" کے نام سے جو مقدس کتاب چلی آتی ہے اور جس کے ہر زمانے میں ہزاروں نہیں لاکھوں حافظ موجود رہے ہیں وہ ٹھیک وہی کتاب نہیں جو مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ نے دی تھی ...... لیکن آفرین ہے شیعہ مذہب کے موجدوں کو انہوں نے یہ عقیدہ بھی شیعوں سے منوالیا۔ شیعہ مذہب کہتا ہے کہ قرآن کریم جو موجودہ شکل میں مسلمانوں کے پاس ہے یہ وہ اصل قرآن نہیں جو محمد ﷺ کو دیا گیا تھا بلکہ یہ صحیفہ عثمانی ہے۔

"اصلی تے وڈا قرآن" (اصلی اور بڑا قرآن) بارہویں امام کے ساتھ کسی نامعلوم غار میں دفن ہے شیعوں کا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ سوائے دو چار کے ان کے تمام امام مجتہد اور علماء اس کو مانتے آئے ہیں اور ان کی کتابوں میں ان کے "معصوم اماموں" کی دو ہزار سے زیادہ روایتیں اس پر متفق ہیں اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا کیونکہ جب شیعوں کے بقول آنحضرت ﷺ کے بعد معاذ اللہ سارے صحابہ مرتد ہوگئے تھے تو ان کے ذریعے سے حاصل شدہ قرآن کریم پر ایمان کیسے ہوسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جن دو چار شیعہ علماء نے یہ کہا کہ قرآن صحیح سالم محفوظ چلا آرہا ہے ان کو سب سے پہلے صحابہ کرام کی عظمت و بزرگی پر ایمان لانا پڑا۔ گویا شیعہ مذہب کی صداقت پر ایمان رکھتے ہوئے کوئی شخص قرآن پر ایمان لا ہی نہیں سکتا اور نہ کسی شیعہ کا قرآن کریم پر ایمان لانا ممکن ہے۔

شیعوں کے عقائد و نظریات اور بھی بہت ہیں مگر زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ صرف انہی عقیدوں پر غور کرکے دیکھا جاسکتا ہے کہ شیعہ مذہب کو اسلام سے کیا نسبت ہے؟

میں نے اوپر آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا تھا کہ آپ ﷺ نے مثال دینے کے لئے ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ "یہ تو خدا کا راستہ ہے" اور اس کے ارد گرد کچھ خطوط کھینچ کر فرمایا کہ: "یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر ایک شیطان بیٹھا لوگوں کو اس کی دعوت دے رہا ہے۔"

اس ارشاد کی روشنی میں عرض کروں گا کہ شیعہ مذہب خدا تعالیٰ کے راستے کے مقابلہ میں وہ سب سے پہلا راستہ ہے جو شیطان نے خدا کی مخلوق کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے یہودی ایجنٹوں کے ذریعہ ایجاد کیا۔

شیعہ مذہب نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے پہلے دن سے امت کا تعلق اس کے مقدس نبی ﷺ سے کاٹ دینا چاہا اس نے اسلام کی ساری بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی اور اسلام کے بالمقابل ایک نیا دین تصنیف کر ڈالا آپ نے سنا ہوگا کہ شیعہ مذہب اسلام کے کلمہ پر راضی نہیں۔ بلکہ اس میں "علی ولی الله وصی رسول الله و خلیفه بلا فصل" کی پیوند کاری کرتا ہے۔ بتائیے جب اسلام کا کلمہ اور قرآن بھی شیعوں کے لئے لائق تسلیم نہ ہو تو کس چیز کی کسر باقی رہ جاتی ہے؟ اور یہ ساری نحوست ہے صحابہ کرام ؓ سے بغض و عداوت کی جس سے ہر مومن کو اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

میں شیعہ کے "نظریہ امامت" پر جتنا غور کرتا ہوں تو میرے یقین میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ یہودیوں نے آنحضور ﷺ کی ختم نبوت پر ضرب لگانے اور جھوٹے مدعیان نبوت کا چور دروازہ کھولنے کے گھڑا ہے۔

صحابہ کرام ؓ وحی الٰہی سے پہلے مخاطب ہیں ان کی سیرت آنحضرت ﷺ کی سیرت کا ایک حصہ ہے۔ ان کا اخلاق و کردار آنحضرت ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے اور وہ آنے والی پوری امت کے سردار، معلم و مرشد ہیں۔

نظریہ امامت فطری طور پر غلط تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب اس کا بوجھ زیادہ دیر تک نہ اٹھا سکا اور اس نے اماموں کا سلسلہ بارھویں امام پر ختم کرکے اسے کسی نامعلوم غار میں ہمیشہ کے لئے غائب کر دیا۔

آنحضرت ﷺ دین اسلام کی امانت ان کے سپرد کرکے دنیا سے رحلت فرما ہوئے اور بعد میں آنے والی امت کو جو کچھ ملا انہی اکابر کے طفیل اور انہی کی جوتیوں کے صدقے سے ملا۔ اس لئے صحابہ کرام سے محبت دراصل آنحضرت ﷺ سے محبت ہے کیونکہ آپ ﷺ ہی سے تعلق کی بناء پر ہے اور صحابہ کرام ؓ سے عداوت دراصل آنحضرت ﷺ سے عداوت ہے۔ ان کی محبت جزو ایمان ہے اور ان کی شان میں گستاخی نہ صرف محسن کشی ہے بلکہ سلب ایمان کی موجب ہے اس لئے میرا عقیدہ اہل سنت کے مطابق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی آل واصحاب دونوں کی خاک پا کو اکسیر سعادت اور منبع برکت سمجھا جائے۔

جس شخص کا آنحضرت ﷺ سے ذرا بھی تعلق ہوگا وہ آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو محبوب رکھے گا چہ جائیکہ وہ اکابر جو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے جانشین ہوئے اور ہم کو انہی کی قربانیوں کے طفیل دولت ایمان نصیب ہوئی۔ اس لئے جس طرح حضرت علی ؓ کی حمایت میں حضرت عثمان ؓ کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنانے والے میرے نزدیک گمراہ ہیں۔ اسی طرح میں ان لوگوں کی رائے کو بھی صریح گمراہی سمجھتا ہوں جو حضرت علی ؓ کی شان میں ادنیٰ گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یا یزید کی حمایت میں حضرت حسین ؓ کے بارے میں یاوہ گوئی کرتے ہیں۔ میں تمام آل واصحاب کی محبت وعظمت کو جزو ایمان سمجھتا ہوں اور ان میں سے کسی ایک بزرگ کی تنقیص خواہ اشارے کنائے کے رنگ میں ہو اسے سلب ایمان کی علامت سمجھتا ہوں اور میں اسی عقیدے پر اپنے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مومن اور منافق کی پہچان

ممبران پارلیمنٹ کو گمراہ کرنے کی سازش کا جواب

علامہ ڈاکٹر خالد محمود پی ایچ ڈی لندن

الناس اور ومن الناس میں فرق:

قرآن کریم میں منافقوں کو ومن الناس (لوگوں میں سے کچھ) فرمایا اور مومنوں کو الناس (عامة الناس) جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ عام ایمان والے سب مومن تھے۔ ہاں کچھ لوگ منافق تھے جو اوپر سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ

> **قرآن نے منافق کی ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ کبھی آنحضور ﷺ کے پاس نہیں رہتے تھے بلکہ پاس رہنے والوں (صحابہ) کو دور کرنے کی ترکیبیں کرتے تھے۔**

بعض عام صحابہ کی طرح ایمان لانے والے نہ تھے بلکہ یہ انہیں بیوقوف کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جواباً انہیں کہا ...... بیوقوف تم ہو یہ پہلے سے مومن نہ تھے۔

آپ پہلے ان دو آیتوں کا تقابلی مطالعہ کر آئے ہیں۔

(1) ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین

(پارہ 1 البقرہ آیت 8)

"اور لوگوں میں سے کچھ ہیں جو اپنے آپ کو ایمان دار کہتے ہیں اور وہ حقیقت میں ایمان لائے ہوئے نہیں ہیں۔"

(2) واذا قیل ھم آمنوا کما امن الناس قالو انؤمن کما امن السفھاء الا انھم ھم السفھاء. (پارہ 1 البقرہ آیت 13)

"اور جب انہیں (ان بعض کو) کہا جائے کہ تم بھی دوسرے عام لوگوں کی طرح ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ خبردار رہو ایسا کہنے والے خود بیوقوف ہیں۔"

اس پس منظر پر غور کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عامة الناس سب مومن تھے اور بعض الناس منافق۔ جنہیں اس وقت حضور ﷺ کی امت سمجھا جاتا تھا وہ سب ایمان لائے ہوئے تھے یہ بعض الناس بعد کی پیداوار ہیں جو کہ عرصہ بعد حضور ﷺ کے پاس آئے تا کہ ایمان والوں کو دھوکہ دیں حالانکہ یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے تھے معلوم ہوا یہ لوگ تسلسل سے حضور ﷺ کے پاس رہنے والے نہ تھے۔ حضور ﷺ کی عام معیت انہیں حاصل نہ تھی۔

والذین معہ پر اشداء علی الکفار رحمآء بینھم کا ترتب

قرآن کریم میں حضور ﷺ کی مطلق معیت پر ان کے مومن ہونے کا ثمرہ مرتب فرمایا ہے اور اس میں آمنو کی قید نہیں ہے یہ نہ فرمایا: والذین آمنوا معہ

اس سے پتہ چلتا ہے کہ منافق لوگ حضور ﷺ کی معیت میں کبھی نہ رہے تھے۔ منافق آئے اور گئے کبھی تسلسل سے حضور ﷺ کے ساتھ نہ رہے تھے۔ ایسا ہوتا تو کبھی والذین آمنوا اتنا بڑا ثمرہ مرتب نہ ہوتا۔ حضور ﷺ کے ساتھ رہنے والے عام طور پر غریب تھے اور منافقوں کی پالیسی یہ تھی کہ ان کے ساتھ عام رہنے والوں پر کچھ خرچ نہ کرو...... اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے ہم مجلس اور تھے اور عام آنے جانے والوں میں ہر طرح کے لوگ تھے۔

منافقوں کا عام ساتھ رہنے والوں سے فاصلہ:

ھم الذین یقولون لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتیٰ ینفضوا

(پارہ 28 سورة المنافقون)

"منافق وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ان پر ہرگز خرچ نہ کرو جو حضور (ﷺ) کے پاس رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ بکھر جائیں (حضور ﷺ کے پاس نہ رہیں)"

اس سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ کے ساتھ ہونے کا اطلاق کبھی منافقوں پر نہ ہو سکا۔ بلکہ وہ خود حضور ﷺ پر ایمان لائے ہوؤں کو حضور ﷺ کے ساتھیوں کے طور پر ذکر کرتے تھے (من عند رسول اللہ) اور صحابہ انہی کو سمجھا جاتا تھا جو حضور ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے منافقوں کا ذکر کبھی حضور ﷺ کے ساتھ رہنے والوں میں نہ ہوا۔

> **صحابہ کرامؓ کو بیوقوف کہنے والے منافقین کو خداوند کریم نے آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہا کہ خبردار! یہ لوگ خود بیوقوف ہیں۔**

وکرھوا ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ وقالوا لاتنفروا فی الحر قل نار جھنم اشد حرا لو کانوا یفقھون.

(پارہ 10 التوبہ).

"اور وہ گھبرائے اس سے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے اور وہ کہنے لگے نہ نکلو اتنی گرمی میں آپ کہہ دیں دوزخ کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے اگر وہ مانتے ہوتے۔"

مومن کی سوچ ایک فیصلہ کن مرحلے پر:

منافقوں کے مومنوں کے مجمع میں چلے آنے کو قرآن پاک کے اس تناظر میں دیکھیں تو بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ قرآن پاک میں حضور ﷺ کے پاس اٹھنے

مسلمانوں کے ہاں صحابہ میں اچھے اور برے کی تقسیم نہیں بلکہ صحابہ سب کے سب عادل ہیں۔

بیٹھنے والوں کی صحابیت تو متعلق ہے اور منافقوں کے اس صفت سے موصوف نہ ہونے (یعنی صحابی نہ ہونے) کی تمہید ہے کہ وہ لوگ مومن نہیں ہیں لیکن اس کے الٹ آپ کو یہ کہیں دکھائی نہ دے گا کہ ساتھیوں کے لیے کہیں حضور ﷺ کے صحابی ہونے کا عنوان معلق ہو اور (اور چند صحابہ کے ایمان لائے ہونے کی) کی تمہید مبنی ہو..... سو جہاں کہیں حضور ﷺ کے ساتھیوں کا ذکر ہو گا سب صحابی سمجھے جائیں گے..... ہاں کسی کے بارے میں صراحت مل جائے کہ وہ منافق تھا یا مرتد ہو گیا تو اب اس کو شرف صحابیت رکھنے والا نہ کہا جائے گا..... بدوں اس دلیل خاص کے حضور ﷺ کے پاس دعویٰ ایمان سے اٹھنے بیٹھنے والے سب صحابی سمجھے جائیں گے اور یہ سبھی ایمان رکھنے والے شمار کیے جائیں گے بشرطیکہ آخر تک وہ اسی اقرار پر رہے ہوں۔

شیعہ کی سوچ ایک غلط فیصلے پر:

سو شیعہ حضرات کی یہ سوچ صحیح نہیں کہ صحابہ میں مومن اور منافق یا اچھے اور برے دونوں طرح کے لوگ تھے ۔یہ صرف شرف صحابیت کے ایک اصطلاح ہونے کا انکار ہے اس کی رو سے معیار صحابیت کچھ بھی نہیں رہتا..... کیا یہی وہ اساس ہے جس کے بل بوتے پر بشیر حسین بخاری ارکان اسمبلی کو روشناس کرا رہا ہے۔ جب صحابیت کے لئے ایمان لانے والے کی صحبت رسول اس کے لئے اس کے اعمال سے بڑا اعزاز نہیں تو کیا بڑے بڑے اولیاء اللہ جو حضور ﷺ کے مدتوں بعد پیدا ہوئے اور ان کے اعمال کی محنت اور ریاضت حیران کن تھی صحابہ سے افضل نہ قرار دیے جائیں گے..... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے اعمال بے شک بہت اونچے تھے مگر وہ اہل اسلام کے ہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درجہ کو پہنچے بھی نہیں تسلیم کیے گئے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو شرف صحابیت حاصل ہوا وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مل سکتا تھا۔

اہل بیت بھی صرف ایک نسبت سے ممتاز ہوئے اہل بیت صرف اپنے اعمال صالحہ اور قربانیوں سے مسلمانوں کی آغوش محبت میں نہیں آئے رشتہ رسالت سے انہیں تمام مسلمانوں کا مرکز محبت مانا گیا ہے۔ اسی طرح صحابہ بھی صرف اپنے اعمال اور قربانیوں سے مسلمانوں کے مرکز عقیدت نہیں ہے ان کی صحبت رسالت نے انہیں تمام اولیاء اللہ اور ائمہ پر فضیلت دے رکھی ہے۔ جو فضیلت الٰہی عطا ہو وہ جزا کے پیمانوں سے نہیں ناپی جاتی اور جن کی فضیلت اعمال پر نہ ہو ان کے اعمال سے بحث نہیں کی جاتی۔

سنی شیعہ اتحاد کیوں کبھی کامیاب نہیں ہوتا؟

معزز ارکان اسمبلی! سنی شیعہ اتحاد کی کوششیں اس وقت سے جاری ہیں جب سے ان کے اختلاف چلے ہیں لیکن ایسے اتحاد کبھی دیرپا ثابت نہیں ہوئے، مختلف حکومتوں نے مختلف ادوار میں اس طرف خلوص کے قدم بھی بڑھائے مگر افسوس کہ یہ اتحاد نہ ہو سکا۔ اب بھی ہر محرم کی آمد سے پہلے افسران انتظامیہ اتحاد کی مجالس بلاتے ہیں لیکن حالات گواہ ہیں کہ مسئلہ

تمام صحابہ اپنے اعمال اور قربانیوں سے مسلمانوں کے مرکز عقیدت نہیں ہیں بلکہ ان کی صحبت رسالت نے انہیں تمام اولیاء اللہ اور آئمہ پر فضیلت دے رکھی ہے۔

جوں کا توں رہتا ہے اور نہایت مجبوری کے حالات میں اب یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں لایا گیا ہے۔

اتحاد نہ ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ دونوں فریق کے ہاں صحابیت کی تعریف میں اختلاف ہے۔ شیعہ صحابی کا لفظ لغوی معنوں میں لیتے ہیں اور منافق جو کبھی حضور ﷺ کی مجلس میں آتے انہیں بھی صحابی کہتے ہیں لیکن میرے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں صحابیت ایک اصطلاح ہے جس

قرآن کریم میں صحابہ سے بغض رکھنے والوں کو منافقین شمار کیا گیا ہے۔

میں منافق نہیں آتا۔ صحابی وہ ہے جس نے بحالت ایمان حضور ﷺ کی صحبت پائی ہو اور اسی ظاہر پر اس کا دنیا سے جانا ہوا ہو۔ یہ وہ اختلاف ہے جس کے باعث شیعوں نے ایک علیحدہ معیار صحابیت پیش کیا ہے اور اس میں منافقوں اور دبستان رسالت کے ابتدائی درجے کے طالب علموں کو لا کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ تمام صحابہ اس لائق نہیں کہ بذریعہ قانون ان کی عزت وناموس کا تحفظ کیا جائے ان سے تو فلاں فلاں خطائیں بھی ظاہر ہوئی تھیں اور عام لوگ سمجھ نہیں پاتے کہ ان کی یہ خطائیں اور کمزوریاں ان کے دور تربیت کی ہیں تکمیل دین کے بعد کی نہیں۔

دوسری طرف اہل سنت منافقوں کو صحابہ میں شمار نہیں کرتے اور ان صحابہ کی غلطیوں اور خطاؤں پر بھی اپنے عقیدے کی بنا نہیں رکھتے جو ان سے دوران تربیت صادر ہوئیں یہاں تک کہ ذات رسالت ﷺ نے ان کے دلوں کا تزکیہ کر دیا اور وہ آسمان ہدایت کے ستارے بن گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

سو اہل سنت کے ہاں صحابہ میں کوئی اچھے برے کی تقسیم نہیں ہے صحابہ سب کے سب عادل ہیں الصحابۃ کلھم عدول ایک درست ضابطہ ہے..... شیعہ کی اس اصول سے انحراف کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ منافقوں کو بھی اس صف میں شامل کرتے ہیں اور معلوم نہیں وہ اہل بیت میں بھی اس تقسیم کے قائل ہیں یا نہیں۔ بشیر حسین بخاری کا مندرجہ ذیل دعویٰ اسی اصول پر قائم ہے:

"ہر صحابی واجب الاحترام ہے یہ کہنا کسی طرح بھی مناسب نہیں کہا جا سکتا۔"
(شیعی معیار صحابیت صفحہ 13)

پھر اس نے اس موقف پر یہ دلائل دیئے ہیں:

ایسے صحابی بھی تھے جو خائن تھے جنہوں نے جنگ میں سرکاری مال سے خیانت کی جس کی بنا پر حضور اکرم ﷺ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ (صفحہ 13)

وہ صحابہ میں تو آ بیٹھتا تھا مگر وہ جو صحابی نہ تھا حضور ﷺ کے

شیعہ اور مسلمانوں میں پائیدار اتحاد نہ ہونے کی وجہ فریقین کے ہاں صحابیت کی تعریف میں اختلاف ہے شیعہ صحابی کا لفظ لغوی معنوں میں لیتے ہیں جس میں وہ منافقین کو بھی صحابی کہتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے ہاں صحابیت ایک اصطلاح ہے جس میں کوئی منافق نہیں آ سکتا۔

پاس نہ بیٹھتا تھا اور اس کا تزکیہ نہ ہوا تھا۔

یہ ایک شخص کی کہانی ہے۔ بشیر حسین اس کے عمل کو صحابہ کی ایک اچھی تعداد کا عمل بتا رہا ہے جو ایسا کرتے تھے (استغفراللہ) ہم اصل واقعہ لکھے دیتے ہیں۔ ایسے عمل کو صحابہ کی ایک جماعت کا عمل ٹھہرانا یہی وہ دجل وفریب ہے جس نے اب تک سنی شیعہ اتحاد کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔

زید بن خالد الجہنی روایت کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن صحابہ سے ایک شخص فوت ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی اور فرمایا:

صلو علی صاحبکم (اپنے ساتھی کی نماز جنازہ تم پڑھو)

صحابہ نے سنا تو ان کے رنگ اڑ گئے حضور ﷺ نے اسے اپنا صحابی کہنے سے کیوں گریز فرمایا ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا

ان صاحبکم غلّ فی سبیل اللہ

"تمہارے اس ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔"

پہلے میں بھی کہا تھا: صلو علی صاحبکم یہاں بھی فرمایا صاحبکم غل ...... آپ ﷺ کا اس تخصیص سے اسے صاحبکم کہنا اسے صحابی تسلیم کرنے سے انکار ہے۔

زید بن خالد راوی نے اگر اسے اصحاب النبی میں ذکر کیا ہے تو یہ اس کے عموم کے باعث ہے۔ جس کے تحت منافقین صحابہ میں کبھی آ بیٹھتے تھے۔ حضور ﷺ نے جب اسے اپنا صحابی تسلیم نہیں کیا تو اب اس کے اس عمل کو صحابہ کا عمل بتانا اور صحابہ میں اچھے برے کی تقسیم کرنا علم وانصاف کے قطعاً خلاف ہے۔

جو منافق صحابہ میں آ ملتے وہ بالآخر پہچانے جاتے تھے

قرآن کریم میں صحابہ سے بغض رکھنے والوں کو کافروں میں شمار کیا گیا ہے۔

لیغیظ بهم الکفار

(پارہ 26 الفتح آیت 29)

اب اگر کوئی شخص صحابہ میں ملا رہے اور ممتاز ومعروف صحابہ کرام سے بغض رکھے تو کیا حضور ﷺ اسے اپنا صحابی تسلیم کر لیں گے؟ نہیں...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کا جنازہ حضور ﷺ کے پاس لایا گیا کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے باوجودیکہ وہ شخص مسلمانوں میں مل کر رہتا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔

عن جابر قال اتی صلی الله علیه وسلم بجنازة رجل لیصلی علیه فلم یصل علیه فقیل یارسول الله مارایناک ترکت الصلوة علی احد قبل هذا فقال انه کان یبغض عثمان فابغضه الله عزوجل

(البدایہ جلد 7 صفحہ 212 مدارج النبوہ جلد 1 صفحہ 555)

"آنحضرت ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس پر نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا آپ ﷺ نے اس سے پہلے تو کبھی کسی کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار نہیں کیا...... آپ ﷺ نے فرمایا یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا تھا سو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض رہے۔"

اب آپ غور کریں کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے کو صحابی رسول شمار کیا جا سکتا ہے؟ منافق جب نمایاں ہو جائے تو اس کی مسلمانوں سے علیحدگی اسی طرح کی ہو گی جیسے ابلیس فرشتوں سے جدا ہوا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ پہلے سے ہی فرشتوں میں سے نہ تھا۔

(کان من الجن ففسق عن امر ربه)

اپیل

ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کے قارئین سے اپیل ہے کہ میری ہمشیرہ حافظہ قاریہ جو کہ عرصہ تین ماہ سے شدید ذہنی مرض کا شکار ہیں مالک الملک سے دعا فرمائیں کہ رب العالمین انہیں صحت کاملہ عنایت فرمائے۔ آمین

احسان ممنون: محمد اشرف ساجد شہینہ والوی

سیرۃ رسول ﷺ کا دلآویز مرقع

تالیف علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید

رہبر و رہنما ﷺ

صفحات: 386

ہدیہ 250 روپے

پیش لفظ: مولانا مفتی محمود مدظلہ

خلافت کے عالمی نصب العین کی دعوت

دنیا بھر میں اسلام کی جدوجہد کے بنیادی اصول

از علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید

(انگریزی)

خلافت ورلڈ آرڈر

ہدیہ 125 روپے صفحات: 210

ناشر 041-3420396

اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

خوشخبری

اب آپ کو پرنٹنگ کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آپ کا اپنا ادارہ

فاروق پبلی کیشنز

ہمارے ہاں عربی، اردو، فارسی، پنجابی اور انگلش کی کمپوزنگ اور معیاری ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے لئے تشریف لائیں۔ نیز وزیٹنگ کارڈ، لیٹر پیڈ، بل بک، اسناد، کتابیں، سٹکر، کیلنڈرز، پمفلٹ، اشتہارات، رسیدیں، اور رسائل بنوانے کے لئے بھی تشریف لائیں۔ 041-3420396

فاروق پبلی کیشنز سمندری فیصل آباد

اسلام دشمنوں کی چالیں

مولانا محمد علی نقشبندیؒ کے قلم سے

ینابیع المودۃ مصنفہ حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی

اس کتاب کے پہلے صفحہ پر اس کے مصنف کا نام اور مسلک یوں لکھا گیا ہے: " تالیف حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی" جیسا کہ ہر قاری اس بات سے بخوبی آشنا ہے کہ اہل تشیع کے نزدیک اہل بیت کے بارہ امام ہیں اور ان کے اقوال و اعمال کو یہ دین سمجھتے ہیں، بارہ اماموں میں سے ہر ایک کی امامت منصوص من اللہ ثابت کرتے ہیں پھر ان بارہ حضرات کے نام کی باری آتی ہے۔ تو اہل سنت پر حجت قائم کرنے کے لئے "ینابیع المودۃ" کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ سہم مسموم اور قول مقبول (جو کہ غلام حسین نجفی کی تالیفات ہیں) وغیرہ میں، بیسیوں جگہ اس کتاب کے حوالہ جات نقل کئے گئے اور ہر جگہ اسے اہل سنت کی کتاب کے طور پر لکھا گیا۔ بطور نمونہ ایک اقتباس پیش نظر ہے۔

"نبی کا فرمان کہ میرے بعد بارہ خلیفے امام اور سردار ہوں گے اور اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ میں یہ ثابت ہے۔" (سہم مسموم: صفحہ 60)

جواب:

صاحب ینابیع المودہ سلیمان بن ابراہیم کون تھا؟ اس بارے میں "الذریعہ" کی ایک کسوٹی پیش کر کے ہم پرکھیں گے۔ کسوٹی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے بارے میں نظریاتی اور عقائد کا اختلاف ہو تو پھر اس کی تحریرات سے اس کا فیصلہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس کسوٹی کے پیش نظر ینابیع المودہ سے چند اقتباسات (صرف ترجمہ کی صورت میں) ذیل میں مرقوم ہیں۔ اس بارے میں تفصیلی شواہد شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں ذکر کر دیئے ہیں۔

صاحب ینابیع المودہ اپنی تحریرات کے آئینہ میں

1- جابر سے روایت ہے کہ جنت کے دروازہ پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ (صفحہ 206)

2- حضور ﷺ فرماتے ہیں شب معراج تمام انبیاء کو جب میرے پاس اکٹھا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا ان سے پوچھئے کہ تمہیں کیوں نبی بنا کر بھیجا گیا؟ انہوں نے جواب دیا لا الہ الا اللہ وحدہ کی شہادت، آپ کی نبوت کا اقرار اور علی بن ابی طالب کی ولایت کے اقرار کے لئے ہم مبعوث ہوئے ہیں۔ (صفحہ 238)

3- جب اللہ تعالیٰ نے ارواح سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا تو فرمایا: "میں تمہارا رب، محمد ﷺ تمہارے نبی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تم سب کے امیر ہیں۔ (صفحہ 248)

4- حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ شب معراج میں نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ حَبِيْبِيْ مِنْ خَلْقِيْ
اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ وَزِيْرُهٗ وَنَصَرْتُهٗ بِهٖ

میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ تمام مخلوق سے مجھے زیادہ پیارے ہیں میں نے علی (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ ان کی تائید کی، علی (رضی اللہ عنہ) ان کے وزیر ہیں اور علی (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ میں نے ان کی مدد کی۔ (صفحہ 256)

5- جابر جعفی کا کہنا ہے کہ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امامت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں رکھی ہے اور ان بارہ اماموں کی حضور ﷺ نے صاف نشاندہی فرمائی۔ فرماتے ہیں جب میں آسمانوں پر گیا تو میں نے ان کے ساق عرش پر نام لکھے دیکھے، نور سے لکھے ہوئے بارہ نام یہ تھے۔ علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، علی، محمد، جعفر، موسیٰ، محمد، علی، الحسن، محمد القائم، الحجۃ المہدی۔ (صفحہ 427)

> صاحب ینابیع المودۃ کے نام کے ساتھ حنفی محض دھوکہ دہی اور فریب کے لئے لکھا گیا ہے۔ حالانکہ اس کی اپنی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پکا شیعہ تھا۔

6- وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امام قائم کے آنے پر سلسلہ امامت کو مکمل فرما دے گا (صفحہ 429)

7- حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! لوگوں کے سینوں میں چھپی، کدورتوں سے ڈر جنہیں وہ ظاہر نہیں کرتے۔ میرے وصال کے بعد ان کو ظاہر کریں گے۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ رو دیئے اور فرمانے لگے کہ جبرئیل نے مجھے بتایا ہے کہ میرے بعد لوگ تم (علی المرتضیٰ) پر ظلم کریں گے اور یہ سلسلہ ظلم، امام قائم کے ظہور تک رہے گا۔ (صفحہ 440)

8- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عبایہ بن ربعی روایت کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں سید النبیین ہوں اور علی سید الوصیین ہیں میرے وصی میرے بعد بارہ ہوں گے ان میں سے پہلا وصی علی اور آخری امام مہدی ہو گا۔ (صفحہ 445)

9- ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ کہتے سنا میں، علی حسن وحسین اور حسین کی اولاد میں نو آدمی مطہر اور معصوم ہیں۔ (صفحہ 445)

10- حضور ﷺ کی بارہ خلفاء والی حدیث سے مراد بارہ ائمہ اہل بیت ہیں۔ یہ ان خلفاء پر صادق نہیں آتی جنہوں نے آپ کے وصال کے بعد خلافت سنبھالی کیونکہ وہ بارہ نہیں تھے۔ (صفحہ 446)

لمحہ فکریہ:

ان دس عدد تحریرات میں صاحب ینابیع المودہ کے نظریات و عقائد کھل کر سامنے آ گئے۔ باب جنت پر اہل تشیع کا کلمہ تحریر ہونا، تمام انبیائے کرام کو ولایت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقرار کا مکلف کہنا، تمام ارواح سے امارت و ولایت شیر خدا کا اقرار لینا، بارہ خلفاء سے مراد بارہ ائمہ اہل بیت نہ کہ خلفائے راشدین وغیرہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نور کو مکمل فرمانے کا مطلب سلسلہ امامت کو مکمل کرنا، حضور ﷺ کے وصال کے بعد لوگوں (خلفائے ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرام) کا حضرت علی المرتضیٰ پر ظلم کرنا، علی المرتضیٰ کا وصی رسول ہونا اور ائمہ اہل بیت کا معصوم ہونا یہ نظریات اہل سنت کے ہیں؟ نہیں نہیں بلکہ یہ تمام کے

تمام عقائد اہل تشیع کے ہیں۔اس کے باوجود صاحب ینابیع المودۃ سُنّی کیونکر ہوگیا۔اس سے معلوم ہوا کہ اس کے نام کے ساتھ "حنفی" محض دھوکہ دہی اور فریب کے طور پر لکھا گیا ہے اس کی اپنی تحریرات سے اس کے نظریات کے بعد آیئے شیعہ محققین سے پوچھیں کہ شیخ سلیمان بن ابراہیم صاحب "ینابیع المودہ" کس مسلک سے تعلق رکھتا تھا؟ الذریعہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

صاحب ینابیع المودہ شیخ قندوزی تقیہ باز شیعہ ہے اور یہ کتاب کتب شیعہ میں سے ہے۔ (آقا بزرگ شیعی)

الذریعة الیٰ تصانیف الشیعه :

ترجمہ:

ینابیع المودۃ لذوی القربیٰ شیخ سلیمان بن ابراہیم الحنفی القندوزی البلخی کی تصنیف ہے۔جو (1220-1294) کو نقشبند میں چھپی 1130 میں استنبول میں 527 صفحات پر مشتمل چھپی، پھر بمبئی اس کے بعد 1308ھ میں تہران میں چھپی اس کے بعد کئی مرتبہ اس کی اشاعت ہوئی اس کے مصنف کا شیعہ ہونا اگرچہ غیر معلوم ہے لیکن وہ غنوصی ہے اور اس کی کتاب کا شمار کتب شیعہ میں ہی ہوتا ہے۔ کتاب:

الحمدالله رب العالمین الذی ابدع الوجود"

سے شروع ہوتی ہے۔اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مودۃ ذوی القربیٰ کے موضوع پر "شرق الاکوان" کے نام سے بھی ایک کتاب ہے۔

(الذریعہ جلد 25 صفحہ 290 مطبوعہ بیروت طبع جدید)

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ کسی مصنف کے نظریات و عقائد معلوم کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ایک اس کی تصانیف اور دوسرا مصنفین کے موضوع اور ان کے عقائد پر لکھی جانے والی کتب۔ینابیع المودہ سے دس عدد حوالہ جات اس کے مصنف سلیمان بن ابراہیم کے شیعہ ہونے کی صراحت کرتے ہیں اور معتبر شیعہ علامہ شیخ آقا بزرگ تہرانی نے بھی الذریعہ میں اس کے شیعہ ہونے کو تسلیم کیا ہے۔لہٰذا اس مصنف کا اہل سنت میں سے ہرگز شمار نہیں ہوسکتا اور اہل سنت حضرات کو اس کی کتب کی عبارات سے پریشان نہ ہونا چاہئے، پھر یہ بھی بات قابل غور ہے کہ اگر یہ کتاب اور اس کا مصنف سُنّی ہے تو پھر اس وقت ایران میں اس کا چھپنا اور کھلے بندوں فروخت ہونا کیا معنی رکھتا ہے کیونکہ خمینی کے دور میں کسی ایسی کتاب کی اشاعت ہرگز برداشت نہیں کی جاسکتی۔ان شواہد کی روشنی میں اس کے نظریات وعقائد ڈھکے چھپے نہیں رہ سکتے۔

نوٹ:

"ینابیع المودہ" کے اگر ماخذ دیکھے جائیں تو یہ کتابیں نظر آئیں گی۔

(1) کتاب سلیم بن قیس ہلالی (2) مناقب ابن شہر آشوب (3) نہج البلاغہ۔ یہ تینوں کتب بھی جانتے ہیں کہ مسلک شیعہ کی معتبر کتب ہیں اور ینابیع المودۃ کے راوی موفق بن احمد اور شیخ صدوق کے شیعہ ہونے میں کس کو شک ہے۔پھر بھی نجفی وغیرہ یہی ہانکے جارہے ہیں کہ یہ کتاب اہل سنت کی معتبر ہے

شرم تم کو مگر نہیں آتی

فرائد السمطین مصنفه ابراهیم بن حموینی

"فرائد السمطین" کے مصنف کا نام ابراہیم بن محمد حموینی ہے۔مسئلہ امامت وخلافت وغیرہ کے اثبات پر اہل تشیع اس کی کتاب کے بعض حوالہ جات پیش کرتے ہیں اور اہل سنت کے عالم دین کے روپ میں اسے ذکر کیا جاتا ہے حالانکہ یہ شخص "تقیہ باز" شیعہ ہے اور اس کی تصانیف ایسے حوالہ جات سے بھری پڑی ہیں جو اہل تشیع کے ہاں مسلّم ہیں۔"انوار نعمانیہ" سے ہم ان کا ایک عقیدہ ذکر کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں کو آگاہ کیا کہ اگر تم نے پنجتن کے بارے میں حسد ورقابت سے کام لیا تو سخت سزا کے مستحق ہو جاؤ گے اور یہ کہ اگر تم نے مجھ سے کچھ مانگنا ہو تو ان کے بغیر نہ مانگنا۔

غلام حسین نجفی نے بھی "قول مقبول" میں ایسے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے (اور وہ بھی اہل سنت کی طرف سے) فرائد السمطین کا حوالہ پیش کیا۔نجفی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

قول مقبول :

"جناب زہرا کی فضیلت عالم انوار میں"

اہل سنت کی معتبر کتاب فرائد السمطین باب اول صفحہ 36

فرائد السمطین:

ترجمہ:

ملخص۔جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہوں نے عرش کی دائیں جانب پانچ نوری پیکر رکوع وسجود میں مشغول عبادت پائے۔آدم نے اللہ کے حضور میں عرض کی کہ کیا مجھ سے پہلے تو نے کسی کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں۔آدم علیہ السلام نے عرض کی یہ نوری پیکر میری صورت میں کون ہیں۔اللہ نے فرمایا کہ یہ پانچ تیری اولاد میں سے ہیں اور اگر ان کو پیدا نہ کرتا تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا ان پانچ کے پانچ نام میں نے اپنے ناموں سے نکالے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں نہ ہی جنت ودوزخ کو پیدا کرتا اور نہ ہی عرش وکرسی کو پیدا کرتا اور نہ ہی زمین وآسمان کو پیدا کرتا اور نہ ہی فرشتہ جن و انس پیدا کرتا، میں محمود ہوں اور یہ محمد (ﷺ) ہیں میں عالی ہوں یہ علی رضی اللہ عنہ ہے۔میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے اور میں احسان ومحسن ہوں اور یہ حسن وحسین ہیں۔

میں نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص میرے پاس آئے گا اور اس کے دل میں رائی برابر ان پانچ انوار کا بغض ہوگا اس کو آگ میں ڈالوں گا اے آدم! یہ میری مخلوق میں چنے ہوئے ہیں،ان کے صدقے میں نجات دوں گا اور ان کے بغض کی وجہ سے ہلاک کردوں گا۔اے آدم! اگر تجھ کو میرے دربار میں کوئی کام پڑے تو ان پانچ انوار کو وسیلہ بنا اور نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے، ہم نجات کی کشتی ہیں اور جس کو اللہ کے حضور میں کوئی حاجت پیش آئے وہ ہم اہل بیت کے وسیلہ سے حاجت طلب کرے۔(قول مقبول فی اثبات وحدت بنت الرسول صفحہ 12-13)

(اہل سنت کی معتبر کتاب فرائد السمطین باب اول صفحہ 36)

جواب:

"فرائد السمطین" کے بارے میں "ینابیع المودۃ" کے مصنف اپنی اسی تصنیف میں کچھ عقائد کا تذکرہ کرتے ہیں اگرچہ "فرائد السمطین" ہمارے پاس نہیں لیکن ینابیع المودۃ میں اس کے چند حوالہ جات ملتے ہیں ان حوالہ جات کی روشنی میں آپ بخوبی اندازہ لگاسکیں گے کہ ابراہیم بن محمد کون ہے؟ اور کس مسلک سے تعلق رکھتا ہے؟

ینابیع المودۃ میں مذکورہ فرائد السمطین کے چند اقتباسات

1-ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور روتے ہوئے فرمایا کچھ لوگوں کے دل میں تیرا بغض ہے جو میرے بعد ظاہر کریں گے یعنی تم سے خلافت چھینیں گے۔ (صفحہ 124)

2-حضور ﷺ اور ایک یہودی کا سوال وجواب۔یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا جبکہ ہر نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون وصی تھے۔اس لئے آپ کا بھی وصی لازمی ہے۔وہ کون ہے؟ فرمایا۔میرا وصی علی ابن ابی طالب ہے۔اس کے بعد ان کے دونوں فرزند

حسن وحسین پھر ان کے بعد نو امام جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی پشت سے ہوں گے۔ (وہ میرے وصی ہیں) یہودی نے پوچھا مجھے ان کے نام بتلا دیجئے؟ فرمایا جب حسین رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد، ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر، ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ، ان کے بیٹے علی، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد، ان کے بعد ان کے بیٹے علی، ان کے بعد ان کے بیٹے حسن ان کے بعد ان کے بیٹے الحجۃ المحمد المہدی۔ یہ ہیں بارہ ائمہ (جو میرے وصی ہوں گے)

شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی میں مذکور ہے کہ اگر کوئی سنی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی جائے اگر بامر مجبوری شریک ہونا پڑے تو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا حرام ہے بلکہ اس کی بجائے لعنت کی دعا کرے۔

(صفحہ 441)

3۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا میں علی، حسن اور حسین اور نو افراد ان کی اولاد سے مطہر و معصوم ہوں گے۔ (صفحہ 445)

4۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے بعد خلفاء اور وصی حضرات اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق پر حجت، بارہ حضرات ہوں گے۔ (صفحہ 447)

5۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ذکر فرمایا: ”میرے بعد میری امت کے امام حضرت علی المرتضیٰ ہوں گے اور ان کی اولاد سے وہ شخص آئے گا جو القائم المنتظر کے نام سے مشہور ہوگا اور جو آتے ہی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

توضیح:

حوالہ نمبر 1: میں صاحب فرائد السمطین کے عقیدہ کے مطابق خلفائے ثلاثہ معاذ اللہ غاصب خلافت علی ہیں۔

2۔ کے مطابق حضرت علی وصی رسول ہیں اور بارہ ائمہ کے بعد یکے بعد دیگرے وصی ہیں۔ لہٰذا خلفائے ثلاثہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو ٹھکرا کر اپنی خلافت کا اعلان کیا۔

3۔ کے اعتبار سے تمام ائمہ کو معصوم کہا گیا۔ یہی چند عقائد ہیں کہ جو شیعہ اور سنی کے مابین مختلف ہیں۔ شیعہ ان کے شد و مد سے قائل ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ان عقائد کی وجہ سے صاحب فرائد السمطین ابراہیم بن محمد کٹر شیعہ ہے۔

ان حوالہ جات سے جو عقائد نظر آئے ان کی رو سے ہم پہچان گئے کہ فرائد السمطین کا مصنف ہرگز سنی نہیں ہے اب دوسرا طریقہ سامنے رکھیے خود شیعہ محققین سے پوچھتے ہیں کہ اس مصنف کے بارے میں تمہاری کیا تحقیق ہے۔ تو سنیئے:

”فرائد السمطین کا مصنف شیعوں کا پروردہ ہے اس لئے اس کا شیعہ ہونا ہی قرین عقل ہے۔ آقا بزرگ شیعی“

الذریعہ:

ترجمہ:

صاحب الریاض صدر الدین ابراہیم نے اپنی اس تصنیف میں ایک عنوان باندھا۔ وہ یہ کہ کچھ مصنفین ایسے ہیں جو مشہور و معروف شیعہ علماء کے شاگرد ہیں اور انہوں نے فضائل اہل بیت پر تصانیف بھی لکھی ہیں۔ ان دو باتوں کی بنا پر ان مصنفین کے شیعہ ہونے کا احتمال ہے۔ اس عنوان کے تحت صاحب فرائد السمطین کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ میں (صاحب الذریعہ) کہتا ہوں کہ مکتبہ المشکوٰۃ میں فرائد السمطین کا مکمل نسخہ موجود ہے۔ اس کتاب میں بسم اللہ کے بعد تبارک الذی نزل الفرقان آیت لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثناء تحریر ہے پھر یہ الفاظ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منتخب کیا۔ آپ کے بھائی اور مددگار بنے۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید لکھا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کی جس نے آپ پر دروازہ نبوت بند کردیا اور ولایت کی ابتداء آپ کے چچا زاد بھائی سے کی جو آپ کے ساتھ وہ مقام و منزلہ رکھتے ہیں جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھا۔ علی المرتضیٰ آپ کے وصی ہیں۔ الرضی والمرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ باب العلم ہیں۔ آخر میں یہ کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی، اللہ کے شیر علی ابن ابی طالب آپ کی عترت و آل مبارکہ جو آسمان عصمت کے درخشندہ ستارے ہیں (یعنی معصوم ہیں)

(الذریعہ جلد نمبر 16 صفحہ 136,137 مطبوعہ بیروت طبع جدید)

توضیح:

”صاحب الریاض“ نے دو وجوہات کی بنا پر ابراہیم بن محمد حموینی کے شیعہ ہونے کا احتمال ذکر کیا لیکن آقائے بزرگ طہرانی شیعی صاحب الذریعہ نے اس کی تصنیف فرائد السمطین کے اقتباسات سے اس کا پکا شیعہ ہونا ثابت کیا ہے جن باتوں سے اس کی شیعیت ثابت کی گئی وہ بالاختصار یہ ہیں:

1۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر، خلیل، رفیق اور ظہیر لکھا گیا۔

2۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ کی تفسیر کے تحت حضرت علی المرتضیٰ کو امام الاولیاء لکھ کر ان کی آل و اولاد کو ائمہ معصومین کہا گیا۔

3۔ حضرت علی المرتضیٰ وصی رسول ہیں۔ ان تین عقائد کے بعد جب اس کا شیعہ ہونا صاحب الذریعہ کے نزدیک مسلّم تھا تو اس نے اس حموینی کے لئے یہ دعائیں الفاظ اسی مذکورہ صفحہ پر کہے:

غفر الله عنه لمحبة الائمة الطاهرين واحياه على متابعتهم و ولايتهم وامامته عليها وحشرا معهم وجعلة تحت يوائهم سادة الاولين والأخرين.

ترجمہ: ائمہ معصومین کے ساتھ محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ حموینی کو معاف کردے ان کی متابعت اور امامت کے عقیدہ پر اسے زندہ رکھے اور ان کے ساتھ اس کا حشر ونشر کرے اور ان اولین و آخرین کے سرداروں کے جھنڈے تلے اسے جگہ دے۔

مذہب شیعہ میں صرف اور صرف اہل تشیع کے لئے دعائے مغفرت ہے فروع کافی میں مذکور ہے کہ اگر کوئی اہل سنت مرجائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی جائے اور اگر بامر مجبوری شرکت کرنی پڑے تو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا حرام ہے بلکہ اس کی بجائے لعنت کی دعا کرے۔ آقائے بزرگ طہرانی نے کلمات دعائیہ کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ فرائد السمطین کا مصنف ان کا اپنا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے ان تصریحات کے بعد حموینی کی شخصیت نکھر کر سامنے آگئی۔ اب اسے سنی عالم اور اس کی تصنیف کو اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دینا ظلم عظیم سے کم نہیں۔ قول مقبول کے نامقبول و نامعقول انداز سے اس کے مولف لایعقل نجفی جحتی کی بے ایمانی بھی ظاہر ہوگئی۔ (از میزان الکتب)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دفاع صحابہ کانفرنس خیرپور سندھ

تصور معاویہ اٹھارہ ہزاری جھنگ

علامہ علی شیر حیدری کی شہادت کے بعد جامعہ حیدریہ خیرپور سندھ میں عظیم الشان دفاع صحابہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک بھر سے سُنّی عوام کے قافلے ایک دن پہلے ہی سے آنا شروع ہوگئے تھے۔ کانفرنس کی مکمل تیاری تین دن قبل ہو چکی تھی۔ جامعہ حیدریہ سے ملحق پلاٹ میں گذشتہ سالوں کی طرح بہت اعلیٰ انتظامات کئے گئے تھے، اصل پروگرام جمعۃ المبارک کو منعقد ہونا تھا، دوسرے صوبوں اور کراچی ڈویژن سے قافلے ایک دن پہلے ہی سے آنا شروع ہوگئے، جامعہ حیدریہ میں امام اہل سنت وکیل ناموس صحابہ حضرت علامہ علی شیر حیدری ؒ اس اجتماع کی سرپرستی کرتے ہوئے نظر آتے تھے جو آج مقیم جنت اور اپنے اصحاب رسول ﷺ کے مہمان ہوگئے اور جامعہ حیدریہ کے میدان کے آخری کنارہ میں اپنے والد ماجد حاجی محمد وارث شہید کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔ قوم نے 6 اگست کی رات ہی سے اپنے عظیم قائد کی شہادت کو خراج عقیدت پیش کرنا شروع کردیا تھا۔ تمام مقررین سندھی اور اردو زبان میں خراج عقیدت پیش کرتے رہے، اپنے قائد کی شان میں نظمیں بھی پڑھتے رہے، رات ایک بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا، باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام تھا، جلسہ گاہ میں مختلف مقامات پر گرمی کا لحاظ کرتے ہوئے ٹھنڈے شربت کا بھی اچھا انتظام تھا، اہل سنت والجماعت خیرپور نے اپنے عظیم قائد سید غازی پریل شاہ کی نگرانی میں مہمانوں کے لئے کھانے اور رہائش کا انتظام کیا تھا۔

فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا، علامہ حیدری کو شہید کر کے سمجھا گیا کہ خطیب مقرر اور مناظر ختم ہوگئے، اب ایسا پروگرام نہیں ہوگا جو گذشتہ سالوں سے ہو رہا تھا لیکن انہیں علم نہیں تھا کہ ایک حیدری شہید ہوئے اب اہل سنت عوام کا بچہ بچہ حیدری بنے گا، سب سے پہلے جامعہ کے طالب علم تین ننھے بچوں کو ابتدائی تقریروں کے لئے بلایا گیا۔ یہ بچے حضرت حیدری شہید ؒ کے خاندان میں سے تھے، ان کا عزم تھا کہ ہم اپنے روحانی باپ علامہ حیدری شہید کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کفار کے مقابلے میں اتریں گے اور حضرت حیدری شہید ؒ کی طرح اپنے سینے پر گولی کھالیں گے مگر ایک لمحے کے لئے بھی مشن نہ چھوڑیں گے۔ یہ جامعہ حیدریہ کے طلبہ دس سالہ اسامہ حیدری بن عبدالرشید بارہ سالہ عبدالقادر حیدری اور گیارہ سالہ اویس حیدری تھے۔ اسامہ حیدری اپنے قائد حیدری کے انداز میں کفر کو للکارتا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے صحابہ دشمنو! قرآن و حدیث اور پورا دین صحابہ کے صدقے ہم تک پہنچا ہے، اگر صحابہ غلط تھے تو پھر سب کچھ غلط ہوگا اسی طرح عبدالقادر حیدری بھی اپنے قائد کے مخصوص انداز میں کہہ رہا تھا

وہ دیوانے محمد ﷺ کے میں دیوانہ صحابہ ؓ کا

وہ مستانے محمد ﷺ کے میں مستانہ صحابہ ؓ کا

اور اپنی سوئی ہوئی سُنّی قوم کو بیدار کرتے ہوئے وہ بچہ کہہ رہا تھا کہ یہ خاموش مزاجی تمہیں کب جینے دے گی؟ اس لئے کفر کے ایوانوں میں کہرام مچا دو!

اور کفر کو بتا دو کہ حضرت حیدری شہید ؒ گولی کھا کر

کانفرنس میں اہلسنت والجماعت کے کارکنوں کو ہدایت کی گئی کہ سیلاب زدگان کی مدد کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

بھی زندہ ہے اس لئے

صحابہ کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے

اب گھر گھر سے حیدری نکلے گا تم کتنے حیدری مارو گے؟ جامعہ حیدریہ کے ننھے طالب علم لاکھوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر اپنے شہید قائد کے طرز پر مشن بیان کر رہے تھے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا علی شیر رحمانی:

شاگرد خاص حضرت علامہ حیدری شہید ؒ جامعہ حیدریہ کے استاد مولانا علی شیر رحمانی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہم نے حضرت حیدری شہید ؒ کے جانے کے بعد ان کا پروگرام نہیں روکا اور نہ رکے گا، ہم جب تک زندہ رہیں گے تو اس مشن کو کامیاب بنانے کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار رہیں گے، الحمدللہ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ہم نے وہ کام جاری رکھا ہے جو حضرت حیدری شہید ؒ کیا کرتے تھے، ادیان باطلہ کے بارے میں کورس یکم شعبان تا 25 شعبان ہوا گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ملک بھر سے علماء اور طلباء اس کورس میں شریک رہے، ہم آج گلشن حیدری میں اس اجتماع سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم مشن حیدری کی تکمیل کے لئے کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہیں کریں گے، اپنے قائدین کے حکم کے پابند رہیں گے۔

مولانا عبدالجبار طالب علم درجہ تخصص

مولانا عبدالجبار حیدری شہید ؒ کے چچا زاد بھائی ہیں اور انداز حضرت حیدری شہید ؒ میں دشمن کو للکارتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اگر صحابہ غلط ہیں تو پھر پورا دین غلط ہے، اگر صحابہ کو ہم معیار حق تسلیم نہ کریں تو ہم مسلمان نہیں ہوسکتے، آج جامعہ حیدریہ میں ملک بھر سے آئی ہوئی سُنّی قوم وعدہ کرتی ہے کہ ہم علامہ حیدری شہید ؒ کے مشن کی تکمیل کے لئے اپنے قائدین کے حکم کے پابند رہیں گے اور ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ملک میں فرقہ وارانہ فسادات ختم کرنا چاہتے ہو تو پھر ہمیں بھی عدالت میں بلواؤ اور ہمارے فریق مخالف کو بھی لاؤ اور جانبین کے دلائل کی سماعت کے بعد درست فیصلہ کر کے پاکستان میں اصحاب رسول کی عزت و ناموس کے تحفظ کا قانون بناؤ ملک میں امن ہو جائے گا۔

مولانا محمد فاروق صاحب شیخ الحدیث:

مولانا محمد فاروق جامعہ حیدریہ کا تعارف کروا رہے تھے، جامعہ حیدریہ خالص دینی مذہبی ادارہ ہے اس میں تمام درجات درجہ حفظ و ناظرہ، دورہ حدیث، مستجہ کتب اور تخصص کے درجات کے طلبہ کی تعداد 360 سے 400 تک ہے، تمام طلباء کے کھانے پینے اور علاج معالجہ کی کفالت کی ذمہ داری جامعہ پر ہے، یہاں پر حضرت حیدری شہید ؒ کے بنائے ہوئے تمام قواعد و ضوابط پر اصولی طور پر عمل کیا جاتا ہے، اس جامعہ میں دورہ حدیث کرنے والے طلباء کی تعداد 18 ہے اور

تخصص کرنیوالوں کی تعداد 15 ہے اور قرآن پاک حفظ کرنے والوں کی تعداد 20 ہے۔ ان سب کی دستار بندی ہوگی، حسب حکم حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ تخصص سے فارغ ہونیوالوں کو سیاہ عمامہ اور دورہ سے فارغ ہونے والوں کو سبز عمامہ سے دستار بندی کی جائے گی، تمام طلباء دورہ حدیث کو آخری بخاری کی حدیث شریف حضرت مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مفتی اعظم پنجاب اور مہتمم جامعہ عبداللہ بن مسعود پڑھائیں گے۔ نماز جمعہ سے قبل حضرت حبیب الرحمٰن نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا اور طلبہ کرام کی دستار فضیلت بھی کی اور سُنّی قوم کو تاکید فرمائی کہ مشن جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے آپ کو مضبوطی سے جوڑ کر رکھنا، آپ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جس مشن سے وابستہ ہیں وہ بھی بہت اونچا ہے اس لئے ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو اس مشن کی تکمیل کے لئے قبول فرمائے (آمین)

حضرت مولانا محمد شاہین:

ہم حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر پاکستان کی حفاظت اور فتنہ و فساد ختم کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس ملک میں صرف اور صرف نظام خلافت راشدہ کو نافذ کیا جائے۔

مفتی عمر حیدری (صدر سپاہ صحابہ ضلع لیہ پنجاب)

ہمیں صحابہ کے دشمن نہیں دبا سکتے کیونکہ ہماری تربیت حضرت علامہ حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ کوئی شخص جتنی بھی محنت کرے وہ اپنے مرتبے کو پاسکتا ہے مگر دو مقام ایسے ہیں وہ ذاتی محنت سے حاصل نہیں ہوتے مگر اللہ کے فیصلے سے

1- مقام نبوت نمبر 2- مقام صحابیت

ثناء خواں بھائی امان اللہ:

صحابہ کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے (ترانہ)

مولانا رب نواز حنفی:

آپ جس مشن و موقف کیلئے ہزاروں جانیں اور درجنوں علماء کو قربان کر چکے ہیں وہ پروگرام ہمیں امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ صحابہ کے نام پر جانیں قربان کر چکے ہیں اور کررہے ہیں آپ کو اس کے بدلے کیا ملا ہے؟

میں اس پروگرام میں بتانا چاہتا ہوں کہ تمھیں کیا خبر صحابہ کیا ہیں؟ جب صلح حدیبیہ کا موقع تھا تو ایک غلط خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے آج میرے ہاتھ پر بیعت کرو تو 1400 صحابہ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ تو ایک صحابی تھے ایک لاکھ صحابہ کا دفاع کرنے سے کتنا بڑا مقام اور مرتبہ ملے گا؟ اگر صحابہ غلط ہیں تو پھر پورا دین غلط ہوگا اور ہمارا ایمان ختم ہوجائے گا، صحابہ کرام کا دفاع درحقیقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہے۔

ایران کی حکومت کی مدد سے شیعہ دہشت گرد تنظیم سپاہ محمد کی بنیاد رکھی گئی۔

اورنگزیب فاروقی

آج دستار فضیلت میں عمامے اور چنے سروں پر باندھنے سے حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہو رہی ہے۔

ننھا بچہ اسد اللہ:

ڈرائیور شہید امتیاز بلیلوٹو کا بیٹا کہتا ہے:

حضرت علامہ حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ تیری شہادت کو سلام ہو صبح ہو یا شام ہو۔

مولانا عبداللہ سندھی:

مولانا عبداللہ سندھی جو کئی زبانوں میں مشن جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو عام کررہے ہیں اور علامہ علی حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نظمیں پڑھ رہے ہیں، ہم ہر باطل کا مقابلہ ہر حال میں کریں گے، حکومت یا کوئی اور فرقہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں کر گزریں، ہم ہر حال میں اپنے مشن کی تکمیل کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، علامہ حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ خود تو چلے گئے، ہمیں جینے کا انداز دے گئے، ہمیں احساس زندگی دے گئے، ہمیں اپنی للکار دے گئے اور ہمیں اپنے جرأت دے گئے، آج تمہارے اتنے اجتماع کا حاضر ہونا ملکی حالات کے خراب ہونے کے باوجود، خواہ وہ حالات بارش اور سیلاب کی وجہ سے ہوں یا ہماری جماعت کی پابندی اور گرفتاریوں کے اعتبار سے حالات خراب ہوں اس کے باوجود اتنی بڑی تعداد میں جمع ہونا یہ مشن جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے وفا اور کفر کے خلاف بہت بڑا اقدام ہے۔

انجینئر اشفاق احمد (صوبائی رہنما پنجاب)

ہم ایسے نفوس قدسیہ کا دفاع کررہے ہیں جن کا دفاع خود اللہ پاک نے کیا اور انکے سچے مومن ہونے کا اعلان کیا صرف اعلان نہیں کیا بلکہ قیامت تک آنیوالے تمام انسانوں کی کامیابی کا اصل معیار بھی صحابہ کو بتادیا، جو عبادت صحابہ نے کی ہے۔ ہم سب مل جائیں تو پھر بھی ہم وہ عبادت نہیں کر سکتے۔ ہم اور ہمارے قائدین نے ہر طرح کی قربانی دی تھی، حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا اے قائد میں بھی حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح قبر میں تو اتر جاؤں گا مگر اپنے موقف سے نہیں ہٹوں گا مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت سے کہا تھا کہ اگر تم صحابہ کے قانون کے بدلے مجھ سے میرے بیٹوں کی قربانی مانگتے ہو تو میں دینے کے لئے تیار ہوں اور خود بھی بچے یتیم کروا جاؤں گا مگر مشن نہیں چھوڑوں گا حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

''کہ میں بھی اپنے قائد کے راستے پر چلتا ہوا شہید ہوجاؤں گا مگر صحابہ کے دشمن کا تعاقب کرتا رہوں گا لوگو! حالات کی ضرورت ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے دفاع کے لئے اپنے قائدین کے نقش قدم پر چلو اور کفار کا تعاقب ہر گلی و کوچے میں کرتے رہو۔ صحابہ کی عظمت کو پوری دنیا میں پھیلاؤ یہ حکم ہمیں حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ دے کر گئے ہیں۔

عثمان فاروق ضیاء:

مؤرخ اسلام حضرت علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا عثمان فاروق ضیاء نے کہا وفا بھی دیکھ لی ہم نے جفا بھی دیکھ لی ہم نے وقت کے ظالم حکمرانوں کی سزا بھی دیکھ لی ہم نے پورے پاکستان سے تشریف لائے ہوئے غیور اہل سنت والجماعت کے کارکنو! آج ہم جامعہ حیدریہ میں جمع ہوکر صحابہ کا دفاع کررہے ہیں کیونکہ صحابہ وہ جماعت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے 'رضی اللہ عنہم' کے القاب دے کر بلند مراتب عطا کئے، میں حکومت سے سوال کرتا ہوں کہ تم نے ہمیں دہشت گرد کہہ کر ہماری عزت کو پامال کیا ہے میدان میں آکر ہمیں دہشت گرد ثابت کریں غیروں کے اشارے پر ہمیں دہشت گرد کہتے ہیں، ہمیں دہشت گرد ثابت کریں تاکہ ہم عدالت میں جاکر اپنی صفائی پیش کریں۔

مولانا اللہ وسایا صدیقی (سرپرست اعلیٰ کراچی ڈویژن)

محترم دوستو! بہت بڑی حیرت ہوئی ہے کہ کراچی

میں گذشتہ ایام میں 2 اگست کو ایک شخص مارا گیا جس کا نام حیدر رضا تھا اس کا تعلق شیعہ گروہ سے تھا اس کے قتل ہونے کے بعد میڈیا خاموش ہے، وارث اور اس کی سیاسی جماعت خاموش ہے مگر وزیر داخلہ کہہ رہا ہے کہ حیدر رضا کو سپاہ صحابہ نے قتل کیا ہے لہٰذا انہیں گرفتار کرو، وہ مزید کہتا ہے کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ سپاہ صحابہ اس قتل میں ملوث ہے۔ وزیر داخلہ کو سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے، میرا سوال ہے کہ اس کے بعد 90 آدمی کراچی میں قتل ہوگئے اور پورا کراچی شہر تاریکی میں ڈوب گیا اور درجنوں مسلمان زخمی ہیں 90 مسلمان خواہ وہ پٹھان ہوں، سندھی ہوں یا پنجابی میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ ان مسلمانوں کے قاتل کہاں گئے؟

انکے بارے میں حکومت کیوں خاموش ہے؟ میری جماعت کے 34 جنازے کراچی سے اپنے کندھوں پر اٹھائے گئے ہم نے پورے شہر کو پُر امن رکھا، میڈیا اور صحافی برادری گواہ ہے کہ ہم نے کراچی میں علامہ عبدالغفور ندیم شہید ؒ کا جنازہ اٹھایا مگر کسی شخص کا ذرہ برابر بھی نقصان نہ ہوا، کیا ہم پھر بھی دہشت گرد ہیں؟

مولانا محمد ثناء اللہ (صدر بلوچستان)

محترم دوستو! سپاہ صحابہ وہ جماعت ہے جس کو اللہ پاک نے ہمیشہ ہمیشہ سے کامیاب قرار دیا ہے اور اب صحابہ کا دفاع کرنا اس عہد کے ساتھ جو ہم نے حضرت جھنگوی شہید ؒ اور حضرت حیدری شہید ؒ سمیت تمام قائدین سے کیا تھا اس میں ہماری کامیابی ہے۔

سید تصدق حسین (صدر آزاد کشمیر)

محترم دوستو! آج ہم جامعہ حیدریہ میں یہ عہد کرتے آئے ہیں کہ دشمنوں نے حضرت جھنگوی شہید ؒ سے لیکر حضرت مولانا علامہ عبدالغفور ندیم شہید ؒ قائدین کو شہید کردیا اس کے باوجود ہم حکومت کو آج بتا رہے ہیں کہ قائدین کی شہادت کے باوجود جو کچھ کرنا ہے کرلو، ہم نے قائدین کے نقش قدم پر چلنے کا عزم کرلیا ہے۔

حاجی غلام مصطفیٰ (صدر خیبر پختونخواہ)

وقت کی کمی کی وجہ سے اپنا وقت مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی کو دے رہا ہوں کہ وہ دفاع صحابہ کے حوالے سے بیان کریں۔

مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی دامت برکاتہم:

میرے محترم دوستو! اہلسنت والجماعت کے غیور کارکنو! اور ساتھیو آج ہم 6 اگست 2010ء کو ایک بار پھر حضرت حیدری شہید ؒ کے لگائے ہوئے گلشن میں ہم سب جمع ہیں، تمام پاکستان کے حالات انتہائی خراب ہیں۔ آپ کسی بھی نظر سے دیکھیں تو آپ کو تباہی و بربادی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئے گا کیونکہ پاکستان کے دشمن بہت زیادہ ہیں لیکن ان کا انداز دشمنی مختلف ہے، کوئی تو واضح دشمن بن کر

رحمٰن ملک غیر ملکی ایجنڈے کے تحت مجھے اور میری جماعت کو دہشت گرد کہتے ہیں میرا چیلنج ہے کہ ہمیں دہشت گرد کہنے والے خود دہشت گرد ہیں۔

مخالفت کررہا ہے جیسے بھارت، اور کوئی اتحادی بن کر دشمنی کررہا ہے جیسے امریکا اور اس کے حواری، اور کوئی دوست بن کر دشمنی کررہا ہے، ان تمام صورتوں کے باوجود ہمارے حکمران بھارت کو تو اپنا دشمن اور مخالف سمجھتے ہیں مگر ایران کو اپنا دشمن نہیں بلکہ دوست سمجھتے ہیں حالانکہ ایران پاکستان کا سب سے بڑا دشمن ہے، ایران وہ ملک ہے، جس نے اگرچہ سب سے پہلے پاکستان کے وجود کو تسلیم کیا ہے یہ تسلیم کرنا بھی ایک جنگی چال تھی، محترم دوستو! پاکستان میں جتنی بھی قتل و غارت اور فسادات ہیں ان تمام کا ذمہ دار ایران ہے، جب سُنی حقوق پامال ہورہے تھے اور پاکستان ایران کی کالونی بننے والا تھا تو سُنی قوم کو مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کی صورت میں عظیم رہنما مل گیا جس نے سُنی قوم کے حقوق کی بحالی کے لئے صدا بلند کی تو ایران کی چال اور سازباز سے 12 اپریل 1990ء کو بھکر شہر میں ایک جماعت سپاہ محمد کی بنیاد رکھی گئی جس کا صدر مختار غوث علی کو بنایا گیا تھا اس جماعت کے تمام اخراجات آغا ضیاء الدین گلگت والا کی نگرانی میں ایران بھجواتا رہا، اس جماعت کا کام صرف اور صرف قتل وغارت اور علماء کرام کا راستہ روکنا ہے۔ کراچی شہر میں حالیہ ٹارگٹ کلنگ میں ہمارے قائدین کو شہید کرنے والے ایرانی سفارت خانوں میں پناہ گزین ہیں۔ چند دن قبل برطانیہ کے بیان کے مطابق پاکستان ایرانی انقلاب کی طرف جارہا ہے ایران میں پاکستانی سنیوں کو ہر طرح کی تکلیف دی جاتی ہے اور پاکستانی پرچم بھی نذر آتش کئے گئے، یہ تمام واقعات ریکارڈ پر موجود ہیں، محترم دوستو! آپ اپنے دشمنوں کو سمجھیں اور پاکستان کے دشمنوں کو بھی سمجھو، ان تمام حقائق کے باوجود پاکستان کے وفاقی وزیر داخلہ ہماری جماعت کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں۔ حکومت اس کو لگام دے ورنہ تمام حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ ہمارے بے گناہ ساتھیوں کو جیلوں اور نظر بندیوں میں رکھا ہوا ہے ہمارا مطالبہ ہے کہ انکو رہا کیا جائے۔

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ (صدر صوبہ پنجاب)

محترم دوستو! یہ اگست کا مہینہ ہے اس اگست میں پاکستان بنا تھا یہ ملک صرف اور صرف اسلام کے لئے حاصل کیا گیا تھا اس لئے یہ ملک صحابہ کے غلاموں کا ہے، شیطانوں کے غلاموں کا یہ ملک نہیں ہے بلکہ انکا ملک امریکا اور برطانیہ ہے، وزیر داخلہ رحمٰن ملک ہوش کے ناخن لو صحابہ کے غلام بنو شیطانوں کے غلام نہ بنو۔

حضرت مولانا ثناء اللہ حیدری دامت برکاتہم:

(برادر اصغر حضرت حیدری شہید ؒ، مہتمم جامعہ حیدریہ)

میرے بزرگو اور اساتذہ کرام، آج پاکستان بھر میں موسمی اور جماعت کے حالات خراب ہونے کے باوجود آپ بڑی تعداد میں یہاں ملک بھر سے تشریف لائے ہیں، میں آپ سب کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

قائد محترم حضرت علامہ احمد لدھیانوی کا ٹیلی فونک خطاب

حضرت قائد محترم کا آخری تفصیلی خطاب فون پر ہوا، قائد محترم انتہائی غموں اور پریشانیوں کے باوجود اپنی قوم سے مخاطب تھے، حضرت نے اپنی عدم شرکت پر گہرا افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے محترم ساتھیو! آج کی عدم موجودگی مجھے تادیر یاد رہے گی، میری کافی خواہش تھی کہ میں اپنے ساتھیوں

ملک کے انتہائی خراب حالات کا تقاضا ہے کہ تمام کارکنوں کو رہا کرکے ہماری جماعت سے پابندی ختم کی جائے تاکہ ہمارے کارکن ملکی استحکام کے لئے اپنا کردار ادا کرسکیں۔

سے براہ راست مخاطب ہوں مگر حالات نے ہمیں پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے، جس کی وجہ سے آپ سے ملاقات نہ ہوسکی، میں اس وقت کوئی تفصیل سے بات نہیں کرسکتا کیونکہ وقت بہت کم ہے میں ابھی صرف اتنا کہتا ہوں کہ آپ اپنے اپنے علاقوں میں پرامن رہیں اور صحابہ اور ملک کے دشمنوں پر کڑی

نظر رکھیں، آج کل ملک بھر میں سیلاب کا سلسلہ ہے اس لئے میری اپنے تمام کارکنوں سے درخواست ہے کہ آپ اپنے مظلوم سیلاب زدگان بھائیوں کی مدد کریں، جس طرح آپ سے ممکن ہو اسی طرح اپنے بھائیوں کی مدد کر کے واضح کر دیں

ہمارے قائدین کو! ٹارگٹ کلنگ میں شہید کرنے والے دہشت گرد ایرانی سفارت خانوں میں پناہ حاصل کرتے ہیں۔

کہ سپاہ صحابہ عوام کے غم اور دکھ میں برابر شریک ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ جہاں پہ ممکن ہو وہاں پہنچ کر اپنے ساتھیوں کی مدد کریں اور ہر ساتھی اپنے علاقائی مرکز سے رابطے میں رہے، میں حکومت پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ملکی حالات تمہارے سامنے ہیں گذشتہ دنوں اسلام آباد میں 152 افراد طیارہ حادثہ کا شکار ہو کر موت کی نذر ہو گئے، دو روز بعد مظفر آباد میں بس دریا میں ڈوبنے سے 72 افراد موت کی نذر ہو گئے، حالیہ دنوں کراچی میں ایک شخص حیدر رضا کے قتل کے بعد 90 افراد قتل 100 سے زائد زخمی اور کراچی شہر تین دن بند رہا جس سے شہریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ان حالات کے باوجود اہل سنت والجماعت پُر امن ہے اور آپ کے وفاقی وزیر داخلہ غیروں کے اشاروں پر ہمیں دہشت گرد کہتے ہیں، آؤ دنیا کے کسی بھی میدان میں مجھے اور میری جماعت کو دہشت گرد ثابت کرو ورنہ تم خود دہشت گرد ہو، ان تمام حالات کا تقاضا یہ ہے کہ میرے تمام کارکنوں کو رہا کر کے ہماری جماعت پر سے پابندی ختم کر کے اپنی توجہ ملکی سالمیت پر لگائی جائے، ہم پر امن پاکستانی شہری ہیں، پاکستان کی حفاظت ہماری جان کی حفاظت ہے، اس لئے ہر طرح کی قربانی دی ہے اور دیتے رہیں گے آخر میں اس اجتماع کی کامیابی پر صوبہ سندھ کے صدر سائیں غازی پریل شاہ اور ان کے تمام رفقاء کار کو مبارکباد اور شاباش دیتا ہوں۔ اسی طرح کراچی کا امن قائم رکھنے پر میں کراچی ڈویژن کے صدر مولانا اورنگزیب فاروقی اور انکے تمام رفقاء کو مبارکباد اور شاباش دیتا ہوں اور تمام ساتھیوں کو ہدایت ہے کہ جو پالیسی ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں صاحب دیں گے آپ اس کے پابند رہیں گے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی قراردادیں منظور کروانے کے بعد تمام ساتھیوں کو ہدایت کی کہ پر امن طریقے سے اپنے شہروں کو جاؤ اور آئندہ امام اہلسنت کانفرنس ربیع الاول کے آخری جمعہ کو منعقد کرنے کا بھی اعلان کیا۔

مجھے جب بولنا بھی نہیں آتا تھا اس وقت بھی حیدری شہید ؒ نے یہ سکھا دیا تھا کہ صحابہ کا دشمن کافر ہے اور کافر رہے گا جو ہمارے اور آپ کے سامنے مشکلات ہیں یہ مشکلات نہیں ہیں بلکہ حقیقت میں آسانیاں ہیں کیونکہ ان تکلیفوں کا ذکر تو خود اللہ پاک نے سورہ عنکبوت کے شروع میں کر دیا ہے کہ تھوڑی سی تکلیف کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی ملے گی، میں دشمنوں سے کہتا ہوں کہ تم نے ایک سال میں حضرت حیدری ؒ کو شہید کر کے یہ سمجھا کہ یہ مدرسہ بند ہو جائے گا نہیں ہر گز نہیں، الحمد للہ حضرت حیدری شہید ؒ کی زندگی سے بڑھ کر مکمل سال جامعہ حیدریہ میں تعلیم جاری رہی اور آج اختتام پذیر ہے، یہ بھی دیکھ لو اتنا بڑا اجتماع بارش و سیلاب کے باوجود حاضر ہے، حضرت حیدری شہید ؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے آئے ہیں۔

زندگی بھر جو رہے احمدِ مختار کے ساتھ

موت کے بعد بھی آسودہ ہیں سرکار کے ساتھ

اسلامی تاریخ کے عظیم حکمران، عدل و انصاف کے تاجدار سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ کی زندگی کو منظوم نذرانہ عقیدت پیش کرنے والی 1000 اشعار پر مشتمل

منفرد کتاب

مرادِ مصطفیٰ

اسلامی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے عظیم شاعر

حدید مرزا کے قلم سے

ناشر

اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد 0300-7916396

میری کہانی میری زبانی

ترسیل: مہر عابد حسین کھرل
ترتیب: میاں ذوالفقار علی

سلیم میرا بچپن کا دوست تھا، میں اور سلیم اکٹھے سکول جاتے، واپسی پر سارا دن ان کے گھر گزار دیتا، اکثر اوقات اسکی والدہ سلیم کے ساتھ ہی مجھے بھی کھانا کھلا دیتی تھی، ہم ایک ہی گلی میں رہتے تھے، ہمارے مکان سے دو مکان چھوڑ کر سلیم کا گھر تھا، ان کے مکان پر لگا ہوا کالا جھنڈا اور پنجہ ان کی شیعہ مذہب کے ساتھ والہانہ وابستگی کا پتہ دیتا تھا، میں بھی لاشعوری طور پر اپنے دوست سلیم کے ساتھ شیعہ مذہب کی طرف راغب ہونے لگا، لیکن میرے لئے وحشی طریقے سے اپنے آپ کو خنجروں سے لہولہان کرنا کبھی بھی پسندیدہ فعل نہیں بن سکا، اس کے باوجود اپنے دوست سلیم کی محبت ہمدردی اور انکے گھر والوں خصوصاً ان کی والدہ کے خلوص اور پیار کی وجہ سے انکی تمام مذہبی رسومات میں شامل ہونے لگا، ہمارے گھر سے دو گلیاں چھوڑ کر تاندلیانوالہ شہر کا سب سے بڑا امام باڑا تھا، جہاں پر محرم، چہلم، یوم شہادت علی، یوم القدس کے علاوہ کئی اور ناموں سے مجالس کا اہتمام ہوتا رہتا تھا۔

میٹرک کا امتحان دے کر تین ماہ کی چھٹیاں تھیں، چھٹیوں کے دوران محرم آ گیا میں اپنے دوست سلیم کے ساتھ محرم کی رسومات میں مشغول ہو گیا، یکم محرم کو مولانا توکل حسین نے مجالس کا آغاز کیا مولانا توکل حسین کی خدمت کے لئے میری ڈیوٹی لگ گئی، ان کے کھانے، نہانے، سونے اور کپڑوں وغیرہ کی ساری ذمہ داری مجھے مل گئی، ہمارا معمول تھا کہ رات کو جاگنا اور دن کو سونا، اس دوران میں نے مشاہدہ کیا کہ ساری قوم کو رُلانے اور غم حسین ؓ سے نڈھال کر دینے والے ان ذاکروں اور مقررین پر سیدنا حسین ؓ کی المناک شہادت کا ذرہ برابر بھی اثر دیکھنے میں نہیں آتا ہے۔ بلکہ یہ لوگ اسٹیج سے اترنے کے بعد اپنی خلوت گاہوں میں ایسی ایسی جگت بازی اور لطائف بیان کرتے ہیں جنہیں سن کر کوئی بھی شریف آدمی شرم سے پانی پانی ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ مولانا توکل حسین کو شیعہ سامعین کے اندر وہ پذیرائی نہیں مل رہی جو دوسرے ذاکرین کو حاصل ہے، مجھ سے رہا نہ گیا، ایک روز میں نے موقع پر کر مولانا توکل حسین سے یہ سوال کر ہی دیا کہ آپ کو شیعہ عوام میں زیادہ مقبولیت نہیں ملتی ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس سوال پر مولانا توکل حسین نے گہری نظر کے ساتھ میری طرف دیکھا اور ایک آہ بھرنے کے انداز میں کہا کہ اس سوال کا جواب میں آپ کو بعد میں دوں گا۔ بات آئی گئی ہو گئی، عشرہ محرم مکمل ہوا مولانا توکل حسین کو لفافے میں بند کر کے نذرانہ وغیرہ دے کر جب

> **ذاکرین سٹیج سے اترنے کے بعد اپنی خلوت گاہوں میں ایسی جگت بازی اور لطائف بیان کرتے ہیں جنہیں سن کر کوئی شریف آدمی شرم سے پانی پانی ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا**

ان کے ساتھ سلام لینے لگا تو انہوں نے بہت ہی پیار کے ساتھ میرا ہاتھ پکڑ لیا، مجھے محسوس ہوا کہ میرے ہاتھ سے کوئی چیز چرائی جا رہی ہے، عقیدت و احترام کی وجہ سے میں نے اظہار نہ کیا، جب گھر پہنچا تو والدہ نے میرے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی نہ دیکھ کر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں انگوٹھی نہیں ہے، یہ سونے کی انگوٹھی میٹرک میں اچھے نمبروں سے پاس ہونے کی خوشی میں برطانیہ سے میری بڑی بہن نے مجھے گفٹ دی تھی اس وقت تو مجھے کچھ یاد نہیں آیا، رات گئے تک سوچتا رہا، پھر مجھے یاد آ گیا کہ شاید مولانا توکل حسین نے یہ انگوٹھی نہ اتار لی ہو، اسی شک کی بنا پر مولانا توکل حسین کا ایڈریس معلوم کر کے علی الصبح ہی کھڈروالا اڈا پر پہنچ گیا، بس سٹاپ کے قریب ہی نہر کے کنارے مولانا توکل حسین کا گھر تھا، دروازہ کھٹکھٹایا، خود مولانا صاحب باہر تشریف لائے، انہوں نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ انگوٹھی کیلئے آئے ہو...... مجھے بہت خوشی ہوئی کہ انگوٹھی مل گئی ہے۔ وہ مجھے اپنے حجرے میں لے گئے، خوبصورت کمرہ جس میں بہت نفیس صوفے اور بیڈ اور نیچے خوشنما قالین تھا۔ مولانا توکل حسین نے بہت ہی پیار محبت اور خلوص کے ساتھ مجھے ناشتہ کرایا اور کہا کہ تم نے مجھ سے ایک سوال کیا تھا، کہ شیعہ قوم کے اندر تمہاری اتنی مقبولیت کیوں نہیں ہے؟ اس کا جواب میں آج آپ کو دینا چاہتا ہوں، میں بوڑھا ہو چکا ہوں ساری زندگی مجالس پڑھتے ہوئے گزر گئی ہے یہ پورا شیعہ مذہب تولہ اور تبرا دو لفظوں پر کھڑا ہے۔ تولہ میں حضرت علی ؓ کو اتنا بڑھا دیا جاتا ہے کہ خدا سے بھی آگے لے جاتے ہیں، اور تبرا میں بعض صحابہ کرام ؓ کو ان کا دشمن ظاہر کر کے اتنا نیچے گرایا جاتا ہے کہ انہیں شیطان سے بھی برا بنا دیا جاتا ہے، جو ذاکر اپنے واعظ میں تبرا پر زیادہ زور دیتے ہیں ان کو شیعہ قوم کے اندر بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے اس کے برعکس تولہ کرنے والوں کو اتنی پذیرائی نہیں ملتی ہے اس مذہب میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ، سیدنا عمر فاروق ؓ اور سیدنا عثمان غنی ؓ اور سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ و سیدنا حفصہ ؓ عورتوں میں سب سے زیادہ برے (نعوذ باللہ) خیال کئے جاتے ہیں لیکن میرا ضمیر کبھی بھی ان ہستیوں کو برا کہنے کی طرف مائل نہیں ہو سکا۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ قوم میں مجھے وہ مقبولیت حاصل نہیں ہو سکی جو دوسرے ذاکرین کو حاصل ہوئی ہے میں زندگی کے آخری ایام گزار رہا ہوں، میں نے خداوند کریم کے حضور شیعہ مذہب کی ان تمام خرافات سے سچی توبہ کر لی ہے لیکن میں ڈرتا ہوں اسکا اظہار نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی باتیں کیں، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حقیقت یہی ہے کہ آنحضور ﷺ کے بعد سب سے زیادہ مقام و مرتبہ خلفاء ثلاثہ کو حاصل ہے اور خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بلافصل کہنا کائنات انسانی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ یہ ایسا جھوٹ ہے کہ جس کے خلاف کوئی آواز اٹھانے کے لئے تیار نہیں، شیعہ مذہب کی بنیاد تعزیئے اور تابوت ہیں۔ اگر تعزیئے اور تابوت پر پابندی لگا دی جائے تو پورا شیعہ مذہب زمیں بوس ہو کر رہ جائیگا۔ یہی کچھ میں نے اپنے تجربات اور مشاہدات سے حاصل کیا ہے۔ میں آپ سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ یہ جو باتیں میں نے تمہارے ساتھ کی ہیں ان سے میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہے۔ لیکن تم یہ باتیں کسی کو نہ بتانا۔ مولانا توکل حسین کی یہ باتیں میرے لئے کسی طوفاں سے کم نہ تھیں، اس سے میرے پورے تن بدن میں آگ لگ گئی، میں انگوٹھی حاصل کر کے جلد سے جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا، مولانا توکل حسین نے محسوس کیا کہ ان کی یہ باتیں مجھے بہت ناگوار گزری ہیں انہوں نے میرے پاؤں پکڑ لئے

> **یہ مذہب تولہ اور تبرا دو لفظوں پر کھڑا ہے تولہ میں حضرت علیؓ کو خدا سے بھی آگے لے جاتے ہیں اور تبرا میں بعض صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کا دشمن ظاہر کر کے شیطان سے بھی برا بنا دیا جاتا ہے۔**

بقیہ صفحہ نمبر 50 پر

CamScanner

سمندری شہر میں اہلِ سنت والجماعت کی دینی درسگاہ

العلامہ حضرۃ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید

بانی

شہیدِ ملت اسلامیہ مورخِ اسلام

جامعہ عمر فاروق اسلامیہ

تمام مخیر حضرات سے
خصوصی اپیل ہے کہ گلشن فاروقی
جامعہ عمر فاروق اسلامیہ کے مسافر طلبہ
کے لئے زکوۃ، صدقات، خیرات سے تعاون
کرکے عنداللہ ثواب حاصل کریں

منجانب

ریحان محمود ضیاء

مہتمم واراکین انجمن جامعہ عمر فاروق اسلامیہ

سمندری فیصل آباد پاکستان

0300-7693296
041-3420896

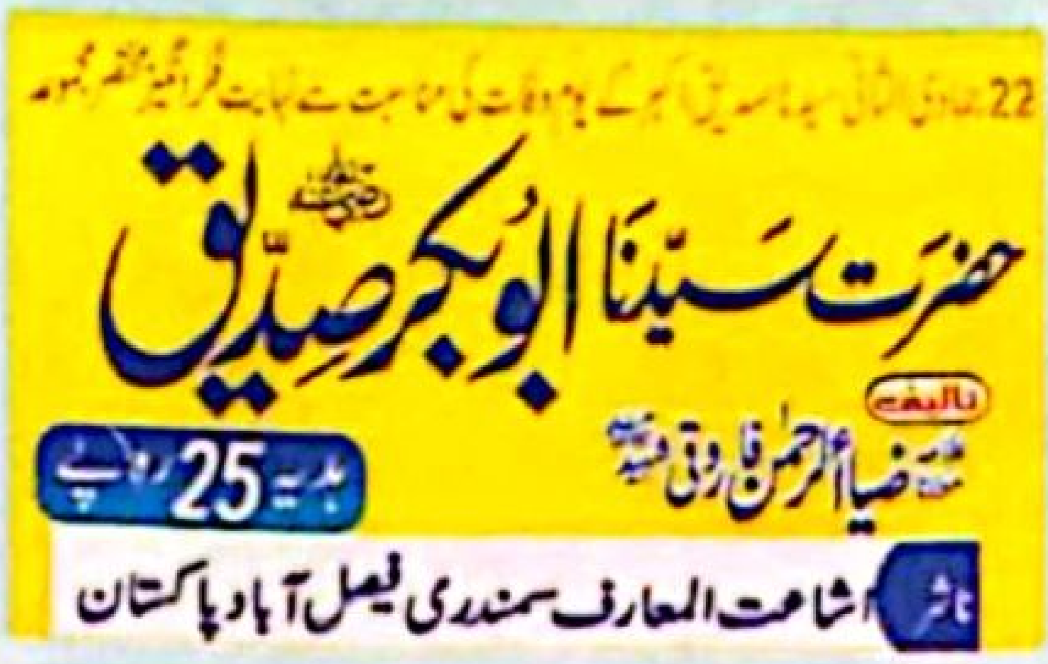

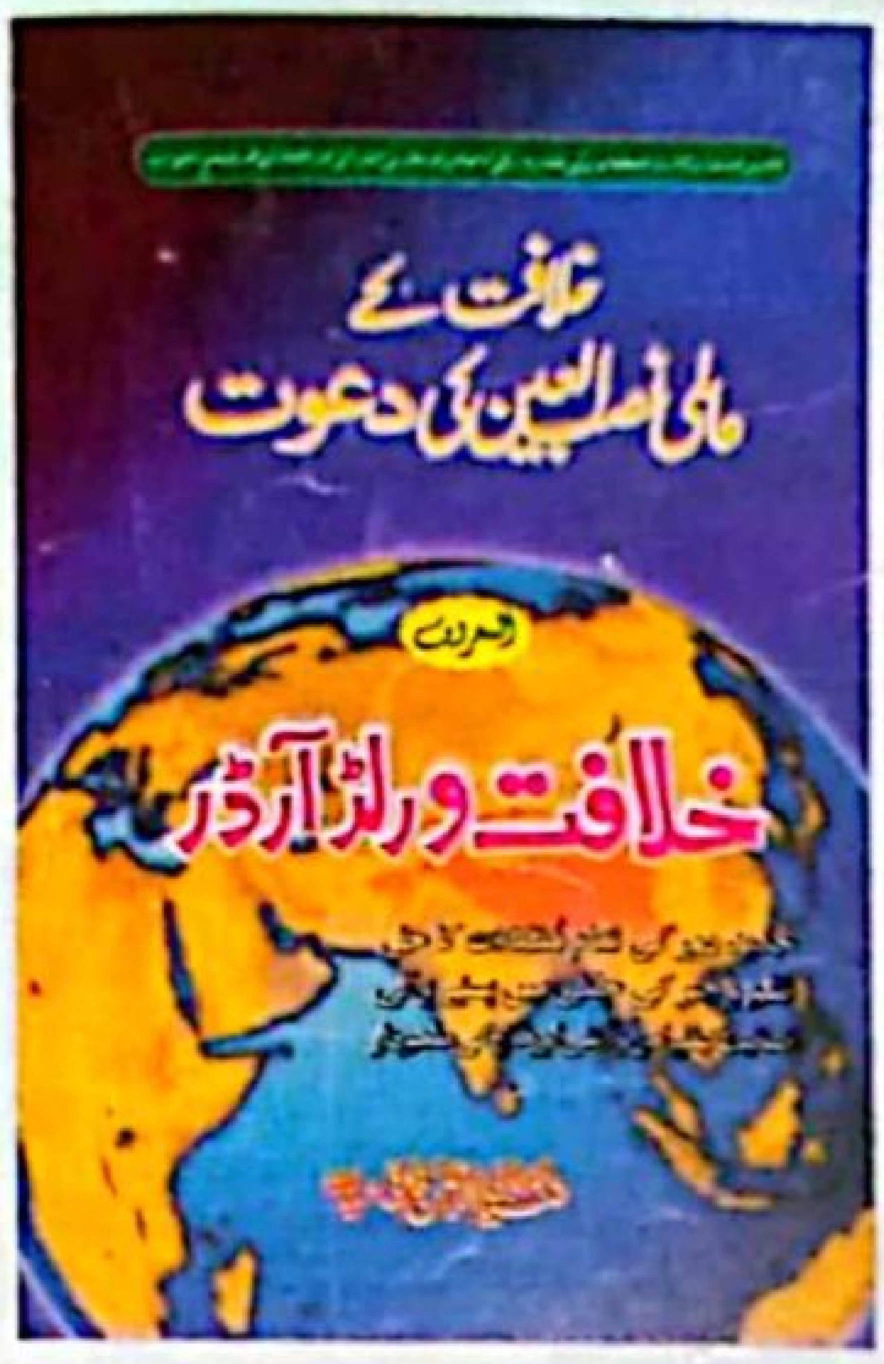

شہید ملت اسلامیہ
علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی
شہرہ آفاق تصانیف

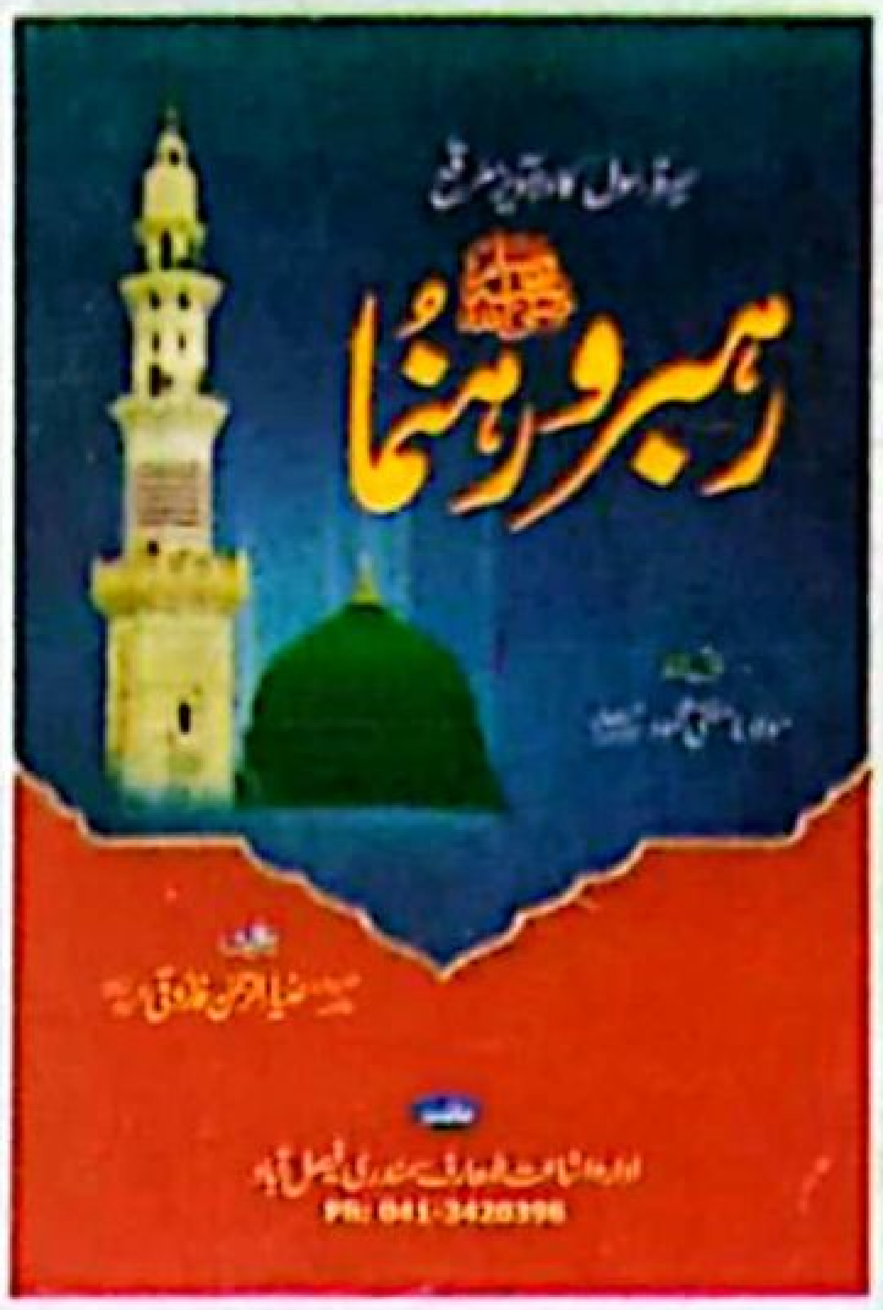

خلافت راشدہ ڈائری

سال 2011ء کا خاص تحفہ

قیمت -/200 روپے

خوبصورت طباعت

بلند معیار

تاریخ نماز

مضبوط جلد

خلافت راشدہ ڈائری میں کیا ہوگا

- ☆ نامور شخصیات کے ایام پیدائش
- ☆ روزمرہ کے ضروری مسائل کا حل
- ☆ وزن، حجم اور مقدار کے پیمانے
- ☆ قرآنی آیات، احادیث اور بزرگوں کے اقوال
- ☆ ملکی وغیر ملکی اہم فون وکوڈ نمبرز
- ☆ ملک بھر کی اہم مذہبی وسیاسی جماعتوں کا تعارف
- ☆ اسلام کے بنیادی عقائد کا تعارف
- ☆ تعزیرات پاکستان کی دفعات
- ☆ سال بھر کی نمازوں کے اوقات
- ☆ نقشہ سحر وافطار
- ☆ ٹیلی فون انڈکس

معلومات کا خزانہ

انتہائی مناسب قیمت

نصیحت آموز اقوال کا مجموعہ

علماء وکلاء اور اہل دانش کو آپ یہ تحفہ میں دے سکتے ہیں

اپنے قریبی بک سٹال کے ذریعے ڈائری منگوائیں۔

- ☆ دنیا کے اہم ممالک کے دارالخلافے، کرنسی، آبادی، اوقات
- ☆ نامور مدارس، شخصیات، اہم جگہوں کے فون نمبرز
- ☆ گزشتہ اور آئندہ سال کا ہجری وعیسوی کیلنڈر

ناشر ادارہ اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

0300-7916396
041-3421796